۶۰ آیاتِ مبارکہ، ۶۳ احادیث و آثارِ مبارکہ، ۸۰ حوالہ جات اور واقعات و اشعار سے مزین،
ایمان و عظمتِ والدینِ مصطفیٰ ﷺ پر ایمان افروز، روح پرور، علما، خطبا، کے لیے بیش قیمت تحفہ

عَقِیدَۃُ العُلَمَاءِ فِی اِیمَانِ آبَاءِ المُصطَفیٰ

المعروف

عظمتِ والدینِ مُصطفیٰ ﷺ

از قلم:
ابو ذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

۶۷ آیاتِ مُبارکہ، ۶۳ احادیث و آثارِ مُبارکہ ۴۰۸ حوالہ جات اور
واقعات و اشعار سے مزین، ایمان و عظمتِ والدین مُصطفےٰ ﷺ
پرایمان افروز، رُوح پرور، عُلماء، خطباء کے لیے بیش قیمت تحفہ

عَقِیدَۃُ العُلَمَاءِ فِی اِیمَانِ آبَاءِ المُصطَفٰی

المعروف

عظمتِ والدین مُصطفٰی ﷺ

از قلم:
ابو ذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ

ناشر
اکبر بُک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اُردو بازار لاہور
Ph: 37352022

الصلوٰة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله

وعلىٰ آلك واصحابك يا حبيب الله

نام کتاب	....	عظمتِ والدین مصطفیٰ ﷺ
تالیف	....	ابوذہیب محمد ظفر سیالوی
صفحات	....	280
تعداد	....	600
کمپوزنگ	....	خرم اقبال
اشاعت	....	نومبر 2015ء
ناشر	....	محمد اکبر قادری
قیمت	....	250 روپے

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر
۴۰ اُردو بازار لاہور

الاھداء

فقیر پر تقصیر اپنی اس تحریر کو حضور سرکار مدینہ‘ سرور قلب وسینہ، باعث نزول سکینہ، فیض گنجینہ، سلطان باقرینہ، نور مجسم، شفیع معظم، باعث تخلیق دو عالم، جان دو عالم، روح دو عالم، فخر آدم و نبی، شہنشاہِ حسینانِ عالم، شاہِ خوباں‘ سرورِ سروراں، حامی بے کساں، والی دو جہاں، ساقی کوثر، والی جنت، قاسم و خازن خزائن الٰہیہ، قاسم جنت، محبوبِ ربّ ودود، صاحب مقام محمود، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آقا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مولا، عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ملجاء‘ مولا نا علی رضی اللہ عنہ کے ماؤی‘ سیّدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہ کے پیارے ابا جان۔ حسنین کریمین کے نانا جان، دو عالم کے مالک ومختار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا پانے اور اپنی بخشش کا بہانہ یقین کر کے پیش کرنے کی سعادت کرتا ہے۔

اس امید کے ساتھ کہ آقائے کائنات، فخر موجودات، نبی کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بارگاہ میں اپنی شان رحمت سے قبول فرمائیں گے۔

ابو ذہیب محمد ظفر علی سیالوی

الانتساب

سید الانبیاء، خاتم النبیین، قائد المرسلین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد و اصحاب، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس والدین، زمانۂ فحاشی وعریانی کے دوران اپنے سیرت و کردار کو پاکیزہ رکھنے والے، حضرت سیّدنا عبداللہ، ذبیح اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے نام۔

جن کے لختِ جگر نورِ نظر صلی اللہ علیہ وسلم جن کے در کے ٹکڑوں پر سارا جہاں پلتا ہے اس عرض کے ساتھ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

ابوذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ

ترتیب

خلیل الرحمٰن علیہ السلام کے والد کون؟

ایمان جدِ مصطفیٰ رضی اللہ عنہ

والدین مصطفیٰ ﷺ کا زندہ ہو کر ایمان لانا

جناب عبد اللہ، ذبیح اللہ رضی اللہ عنہ

فضائل سیّدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا

پیش نوشت

ایک عرصہ سے بندۂ ناچیز کے دل میں یہ تمنا تھی کہ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کروں، اسی ذوق کی بناء پر اپنی پہلی تین کتابوں کا انتساب بھی والدین مصطفیٰ کے نام لکھا لیکن کوئی باقاعدہ تحریر پیش نہ کرسکا۔ نہ ہی حالات نے ساتھ دیا اور کبھی صحت، مصروفیات آڑے آجاتیں۔

چنیوٹ سے جاری ہونے والے اہلسنّت کے ترجمان ماہنامہ ''فکر سواد اعظم'' میں چونکہ اس ناچیز کے مقالہ جات مستقل شائع ہوتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں ''فکر سواد اعظم'' کے مدیر اعلیٰ اور محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی کے صدر مدرس حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فضل رسول رضوی زیدی مجدہ کا فون آیا اور انہوں نے حکم دیا کہ کوئی مقالہ لکھ بھیجو، میں نے عرض کیا سوچ رہا ہوں کہ ایمان والدین پر کچھ لکھوں۔

فرمانے لگے میں بھی اس عنوان پر لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں لیکن آپ لکھو میں رہنے دیتا ہوں، مختصر سا مقالہ لکھنے بیٹھا تو کیا ہوا کہ قلم میں روانی آتی چلی گئی، سرکار کریم علیہ السلام کی نگاہ کرم شامل حال ہوئی تو مقالہ سے رسالہ اور رسالہ سے کتاب بن گئی اسی دوران، فکر سواد اعظم کے لیے ایک اور مقالہ بعنوان ''اسلام ذریعہ محبت'' لکھ بھیجتا۔ الحمد اللہ، بندہ کی یہ دیرینہ تمنا پوری ہوئی اور نبی کریم علیہ السلام کے آباء واجداد کے ایمان پر تفصیل سے لکھنے کا موقع مل گیا، چند باتوں کا لحاظ رکھا گیا ہے اس کتاب میں۔

(1) مختلف ابواب میں تقسیم کیا گیا، باب نمبر (1) ایمان آباء رسول، (2) ابراہیم علیہ السلام کے والد کون، (3) ایمان عبدالمطلب، (4) والدین مصطفیٰ کا زندہ ہو کر

ایمان لانا، (5) حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ، (6) حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا۔

اس کے ترتیب سے قارئین کو پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ملے گی۔

(2) حسب سابق ہم نے اسے بھی بالکل آسان اور عالم فہم مگر مدلل انداز میں باحوالہ تحریر کیا۔

(3) ہر بات باحوالہ، کتاب کا نام، جلد، صفحہ، حدیث نمبر اور مطبع کے ساتھ درج کیا ہے تا کہ اصل مآخذ تک پہنچنے میں آسانی ہو۔ ہاں مگر مطبع تبدیل ہونے کی صورت میں فرق آسکتا ہے ہے چند ایک مقامات پر مختلف علماء پر اعتماد کرتے ہوئے حوالہ جات نقل کیے ہیں۔

(4) بعض مقامات پر عربی عبارت بھی نقل کی ہیں، ترجمہ بامحاورہ نقل کیا بلکہ اکثر جگہ پر عبارت کا مفہوم لکھ دیا گیا ہے۔ اگر آپ کو کوئی خوبی اور بات پسند آئے تو دعا ضرور فرمایئے گا اور اگر کوئی غلطی نظر آئے یا کمی نظر آئے تو یہ میری شامت اعمال اور کم عملی ہے۔ علمائے اہلسنّت جن کی کتب ہمارے پیش نظر رہیں وہ اس سے بری ہوں گے۔

فقیر کے پاس چونکہ کتابوں کی کمی ہے۔ اس لیے کافی دفعہ اپنے برادر اکبر حضرت علامہ مولانا سیف علی سیالوی کی لائبریری سے استفادہ کیا اگر چہ تیس کلومیٹر کا سفر مجھے کرنا پڑتا اور بعض اوقات وہ فون پر بھی حوالہ لکھوا دیتے۔ محترم افضال حسین نقشبندی صاحب بھی شامل حال رہے۔ بہر حال ہم ان کے شکریہ کے ساتھ ساتھ جن نے بھی تعاون کیا سب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ احکم الحاکمین بوسیلۂ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ شرف قبولیت عطا فرمائے۔ والدین مصطفیٰ کا صدقہ سب کے والدین کے کے حال پر رحم و کرم فرمائے۔ جن کے والدین زندہ ہیں ان کو شفا

وصحت عطا فرمائے اور ہمارے قارئین ومعاونین و ناشر اور ہماری مسجد کے متولی، برادر محترم جناب میاں شاہد محمد سیالوی صاحب، سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

خالق کائنات ہمیں مزید دین اسلام و مسلک اہلسنّت کی توفیق فرمائے، ہماری غلطیوں کوتائیوں سے درگزر فرمائے۔

آمین یارب العٰلمین بطفیل سیّد المرسلین

ابوذ ہیب محمد ظفر علی سیالوی
خطیب جامع مسجد صدیقہ چونگی 3
محلّہ رشیدہ آباد لاہور روڈ ضلع چینوٹ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضور جان کائنات، فخر موجودات، وجہ تخلیق کائنات، محبوب رب کائنات جل و علا و صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے متعلق گفتگو کرنے سے پہلے دو باتوں کو ذہن میں رکھنا چاہیے۔

(1) حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں انسان کا ذہن ہر قسم کی کدورت اور بغض سے پاک ہونا چاہیے۔ سرور کائنات، اصل موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت اور خداداد شان وشوکت دل میں ہونی چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اہم شان تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے رسول اور خلیفہ اعظم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی رضا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی اطاعت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، اللہ جل جلالہ کی محبت ہے، خالق کائنات جل وعلا کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت ہے کہ جو آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع وفرمانبرداری کرتا ہے، اللہ کریم جل جلالہ اس سے بھی محبت فرماتا ہے۔

(2) دوسری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اولادِ آدم کے ایسے فرد ہیں جن پر خود حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام بھی فخر اور ناز کرتے ہیں، نسل انسانی کے ایسے فرد ہیں، جن پر پوری انسانیت کو ناز ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں مگر ایسے کہ جن پر بشریت ناز کرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نوری بشر ہیں یعنی نور لباس بشریت میں جلوہ گر ہوا جناب خیر البشر اور سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک

ہیں، ایمان والے اور صحیح العقیدہ حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دونوں شانوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر اہل ایمان کی زیادہ توجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے من اللہ رسول اللہ اور خلیفۂ اعظم و نائب اکبر ہونے کی طرف ہوتی ہیں اور جس کے دل میں بغض ہوگا وہ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو مدنظر رکھے گا اور اس بشریت کو عام لوگوں کی طرح سمجھے گا۔

اور جو صاحب ایمان ہوگا جس کے دل میں عشق مصطفیٰ ہوگا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوبا ہوا ہوگا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں شانوں کو مانے گا لیکن زیادہ توجہ اس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول خدا ہونے کی طرف ہوگی وہ جب بھی بولے گا عشق رسول میں ڈوب کر بولے گا کیونکہ عشق رسول ہی تو ایمان کی جان ہے، بقول اقبال۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰس وہی طٰہٰ

ہمارا عقیدہ:

حضور اکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین اپنی زندگی میں اعلیٰ درجے کے موحد تھے۔ توحید پر ہی زندہ رہے اور توحید پر ہی وصال با کمال ہوا کیونکہ وہ اہل فترت میں سے تھے اور ان کی نجات کے لیے یہی کافی تھا، دین اسلام قبول کرنے، تفاصیل ایمان پر ایمان لانے اور شرف صحابیت عطا فرمانے اور اپنے نائب اکبر و محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت اور عظمت وشان کی خاطر خالق مصطفیٰ جل و علا و صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زندہ فرمایا۔

حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ طیبہ پڑھ کر دین اسلام قبول کیا، وہ نجات یافتہ ہیں اور جنتی ہیں۔ ایک پل کے لیے بھی ان کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی، یہی قول صحیح اور کثیر التعداد علماء کرام کا مختار ہے۔

اور یہی لائق شان سید الابرار ہے اور اس پر ہمارے پاس دلائل کا انبار ہے جو کہ پیش خدمت عاشقان و غلامان احمد مختار ہے لیکن سب سے پہلے نذر قارئین، دلیل اہل محبت پیار ہے اس کے بعد وہ دلائل جو کہ آئمہ کا مختار ہے۔

اہل محبت کی دلیل:

اہل محبت سے پوچھو، اہل عقیدت کو آزما کر دیکھو، در محبوب کے ٹکڑوں پر پلنے والوں کی دل کی صدا سنو۔

غلامان مصطفیٰ سے سوال کرو، تو خدا کی قسم یہی جواب دیں گے کہ روایات اپنی جگہ مسلم، دلائل اپنی جگہ مصدق، قرائن اپنی جگہ معتبر، لیکن ہم ان کا سہارا لیے بغیر والدین مصطفیٰ رضی اللہ عنہما کو اعلیٰ درجہ کا مومن و مؤحد اور جنتی مانتے ہیں، دوسروں کو دکھانے کے لیے کئی ایک دلیلیں ہیں، اپنے لیے بس ایک ہی دلیل کافی ہے، جس کے ہوتے ہوئے اپنے نظریہ کے اظہار کے لیے ہمیں نہ تو کوئی تردّد ہے اور نہ ہچکچاہٹ وہ دلیل یہ ہے کہ معاملہ زید و عمرو کے والدین کا ہوتا تو تردد ہوتا، لیکن یہ معاملہ حبیب کبریاءؐ احمد مجتبیٰ محبوب خدا، جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا ہے، اسی لیے وجہ تخلیق کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین ہونا ہی ہمارے نزدیک ان کے ایمان کی سب سے بڑی دلیل ہے، سلسلہ نبوت پہ نگاہ دوڑاؤ، انبیاء کرام علیہم السلام کے شجرہ ہائے نسب کا مطالعہ کرو، کسی نبی علیہ السلام کے والدین کافر نہ ملیں گے۔

ایک ایک نبی کے بارے میں معلومات حاصل کرو، حاشا وکلا، کوئی ہرگز ثابت نہ کر سکے گا کہ کسی نبی علیہ السلام کا باپ کافر ہوا ہو یا ماں کافرہ ہوئی ہو، اللہ تعالیٰ جل وعلا نے ہر نبی علیہ السلام کو اس عیب سے محفوظ رکھا۔

اگرچہ بعض لوگ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد گرامی کے بارے میں زبان طعن دراز کرتے ہیں لیکن حق یہ ہے کہ یہ فقط ان کے تعصب، تنگ نظری، کم علمی کا ثمرہ ہے اور ان کی خام خیالی ہے، حقیقت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں تھا، کیا یہ ہوسکتا

ہے کہ جس عیب سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اک اک نبی کو محفوظ رکھا ہو، اپنے محبوب عالم اسرار قلوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی میں مبتلا کر دیا ہو؟

کیا یہ ہوسکتا ہے کہ دیگر انبیاء کرام علیہ السلام اپنے اپنے والدین کے ساتھ جنت کے بالا خانوں میں خوش وخرم ہوں اور وہ نبی علیہ السلام جن کی وجہ سے ہر نبی کو نبوت ملی، ہر رسول کو رسالت وشریعت ملی، مومن کو جنت ملی، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صداقت ملی، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عدالت ملی، عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو سخاوت ملی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شجاعت ملی، اماموں کو امامت ملی، شہیدوں کو شہادت ملی صحابہ کو صحابیت ملی، ولیوں کو ولایت ملی، ان کے والدین کریمین جنت سے محروم ہو کر جہنم کا ایندھن بنیں، وہ نبی علیہ السلام جن کی رضا کا خود خدا طالب ہو کر فرمائے،

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

”اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جاؤ گے“۔ (پارہ نمبر 30 سورۃ الضحیٰ آیت نمبر 5)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُمت سے تو یہ وعدہ کر رہے ہیں کہ میری اُمت کا آخری مومن جب تک جنت میں نہیں چلا جاتا، میں راضی نہیں ہوں گا وہ اپنے شفیق والدین کے جہنم جانے پر کیسے راضی ہو جائیں گے؟ ایں خیال است ومحال است وجنوں۔

مفتی عشق کا فتویٰ:

ہمارے عشق کا مفتی تو یہی فتویٰ دیتا ہے کہ ہم اپنے کریم آقا حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کریم والدین، حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ جو شرم وحیا کے پیکر تھے، حضرت سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا جن کی عصمت و پاک دامنی کی جاہلیت کے اس دور میں بھی مثال پیش نہیں کی جاسکتی کو بغیر کسی دلیل کے مومن ماننا چاہیے۔

جیسے امام رازی علیہ الرحمۃ کے شیخ نے کہا تھا، رازی! اس شیطان بے ایمان سے کہہ دو کہ میں بغیر کسی دلیل کے خدا کو ایک مانتا ہوں، یونہی مفتی عشق کا فتویٰ یہی ہے کہ ہم

غلامان مصطفیٰ، اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹکڑوں پے پلنے والوں کو بغیر کسی دلیل کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوین کریمین کو مومن ماننے اور تسلیم کرنا چاہیے۔ طالبان دلائل کے لیے ہم انشاء اللہ دلائل بھی پیش کریں گے اور عظمت والدین رسول کا پورا پورا دفاع کریں گے۔ ان شاء اللہ العزیز و رسوله الکریم:

قاسم رشد و ہدیٰ ہیں والدین مصطفیٰ
پیکر صدق و صفا ہیں والدین مصطفیٰ

باپ ہیں اللہ کے بندے، ماں امانت دار ہیں
متقین وحق نما ہیں والدین مصطفیٰ

پشت بھی پاکیزہ تھی اور رحم بھی پاکیزہ تر
حاصل نورِ خدا ہیں والدین مصطفیٰ

ان کے ایمان پر کرے جو شک وہ مومن نہیں
مومنین و پارسا ہیں والدین مصطفیٰ

کوئی مانے یا نہ مانے پر میرا ایمان ہے
اہل زہد و اتقا ہیں والدین مصطفیٰ

کم نہیں ہے مصطفیٰ کی والدینی کا شرف
فخر کرنے میں بجا ہیں والدین مصطفیٰ

دہر میں یوں تو کروڑوں اور بھی ماں باپ
والدین مصطفیٰ ہیں والدین مصطفیٰ

میرے اسلاف اور میری آئندہ نسلوں کے لیے
ہر قدم پر رہنما ہیں والدین مصطفیٰ

ان کا رتبہ ان کے بیٹے مصطفیٰ سے پوچھیے
کب ہمیں معلوم، کیا ہیں والدین مصطفیٰ

میں نے لکھی ہے بہ امید شفاعت منقبت
مجھ گدا کا حوصلہ ہیں والدین مصطفیٰ

ان کے ہاں فیضان کھولی مصطفیٰ نے چشم نور
راستی کا سلسلہ ہیں والدین مصطفیٰ

تو آیئے قارئین! اب چلتے ہیں دلائل کی دنیا میں۔

دلیل نمبر: 1

خالق مصطفیٰ جل وعلا صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب مبین میں ارشاد فرمایا:

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ

اور بے شک مومن غلام بہتر ہے (آزاد) مشرک سے۔

پارہ نمبر 2 سورۃ البقرہ آیت 221

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ مومن غلام مشرک سے بہتر ہوتا ہے، اب پڑھئے حدیث شریف عالمین کے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بعثت من خیر قرون بَنِیْ ادم قرنا فقرنا حتّٰی کنت من القرن الذی کنت فیہ"

مجھے نسل انسانی کے بہترین زمانہ میں معبوث فرمایا گیا، زمانے پر زمانے گزرتے گئے، یہاں تک کہ مجھے اس زمانے میں رکھا گیا جس میں میں موجود ہوں۔

صحیح بخاری جلد 2، صفحہ 372 رقم الحدیث 3557، فرید بک سٹال لاہور

مسند احمد جلد 7 صفحہ 171 رقم الحدیث 9360، دار الحدیث قاہرہ مصر

مسند احمد جلد 7 صفحہ 31 رقم الحدیث 8843، دار الحدیث قاہرہ مصر

مسند الفردوس جلد 2 صفحہ 12 رقم الحدیث 2095، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

شرح السنہ جلد 7 صفحہ 4 رقم الحدیث 3508، دار التوفیقیہ للتراث قاہرہ مصر

کنز العمال جلد 11 صفحہ 192 رقم الحدیث 32009، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الجامع الصیفر صفحہ 189 رقم الحدیث 3148، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

دلائل النبوۃ بیہقی جلد 1 صفحہ 175، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الشفاء بہ تعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 59، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

کفایۃ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب جلد 1 صفحہ 32، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

جواہر البحار فی فضائل النبی المختار جلد 1 صفحہ 32، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مواہب اللدینہ جلد 1 صفحہ 56، فرید بک سٹال لاہور پاکستان۔

مشکاۃ المصابیح جلد 3 صفحہ 195 رقم الحدیث 5724، دار التوفیقیہ للتراث قاہرہ مصر

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 130، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

سبل الہدیٰ والرشاد جلد 1 صفحہ 188 زاویہ پبلشرز لاہور

نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض جلد 2 صفحہ 137، دار الکتب العلمیہ بیروت

حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین جلد 1 صفحہ 360، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور،

الانوار المحمدیہ من المواہب اللدینہ صفحہ 16 حقیقت کتابوی، ترکی استنبول۔

تفسیر ابن کثیر جلد 1 صفحہ 299، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد شاکر نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اس حدیث کے ماتحت علامہ احمد بن اسماعیل کورانی متوفی ہجری 893 لکھتے ہیں: اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جن آباء کی پشتوں میں اور جن امہات مقدسہ کے ارحام طاہرات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم منتقل ہوتے رہے، وہ سب خیر تھے (یعنی مومن وصالح تھے)

الکوثر الجاری جلد 6 صفحہ 377، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1439ھ

اس حدیث شریف میں دلیل ہے کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد کرام مومن تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن ہی خیر ہوتا ہے۔ حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے مخلوق کو دو قسموں میں تقسیم فرمایا،

فجعلنی فی خیر ھما قسما

تو مجھے اللہ کریم نے بہترین قسم میں رکھا۔

پھر اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ان کو دو گھروں میں تقسیم فرمایا:

"فجعلنی فی خیبر هما بیتا"

تو مجھے اللہ تعالیٰ نے مہترین گھر میں رکھا

پھر اللہ کریم نے ان کو قبیلوں میں تقسیم فرمایا:

"فجعلنی فی خیر ها قبیله"

پس مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا اور بہترین گھر میں رکھا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے رسول کے گھر والو تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرما دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کر دے۔

المعجم الکبیر جلد 2 صفحہ 189 رقم الحدیث 2608، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 280 رقم الحدیث 13822، دار الکتب العلمیہ بیروت

دلائل النبوۃ جلد 1 صفحہ 170، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

البدایۃ والنھایہ جلد 1 صفحہ 713، دار الاشاعت کراچی

جامع الآثار فی مولد النبی المختار جلد 1 صفحہ 344، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد 1 صفحہ 65، دار الکتب العلمیہ بیروت

جواہر البحار فی فضائل النبی المختار جلد 1 صفحہ 64، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

خاندان مصطفیٰ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

جب کفار مکہ نے ہمارے کریم آقا علیہ السلام کی شان اقدس میں زبان طعن دراز کی تو:

"فقام صلی الله علیه وسلم علی المنبر"

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے فقال من انا؟ پھر پوچھا کہ میں کون ہوں؟

فقالوا انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

توسب نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظمت والے رسول ہیں۔

قال انا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب......

فرمایا: میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) ہوں بے شک جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا **فجعلنی فی خیبرھم ......** تو مجھے سب سے بہتر میں رکھا۔ **ثم جعلھم فرفتین فجعلنی فی خیرھم فرقہ** پھران کے دوگروہ بنائے تو مجھے بہترین گروہ میں رکھا۔

"ثم جعلھم قبائل فجعلنی فی خیرھم قبیلہ"

پھران کے قبیلے بنائے تو مجھے بہتر قبیلے میں رکھا

ثم جعلھم ببوتا فجعلنی فی خیر ھم بیتا وخیرھم نفسا

پھران کو گھروں میں تقسیم فرمایا تو مجھے بہترین گھر میں رکھا اور بہترین نفوس قدسیہ میں رکھا۔

مصنف ابن شیبہ جلد 6 صفحہ رقم الحدیث 31630، دارالکتب العلمیہ بیروت

جامع ترمذی صفحہ 825 رقم الحدیث 3616، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

کنزالعمال جلد 11 صفحہ 191 رقم الحدیث 31984، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 281 رقم الحدیث 13824، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

سند احمد جلد 10 صفحہ 400 رقم الحدیث 17446، دارالحدیث قاہرہ مصر

مشکوٰۃ المصابیح جلد 3 صفحہ 198 رقم الحدیث 5742، دارالتوافیقیہ للتراث قاہرہ مصر

ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوالقربیٰ جلد 1 صفحہ 51، انتشارات کلمۃ الحق قم ایران

الشفاء بہ تعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 59، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

دلائل النبوۃ جلد 1 صفحہ 169، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

جامع الآثار فی مولدِ النبی المختار جلد 1 صفحہ 339 'دار الکتب العلمیہ بیروت
کفایۃ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب جلد 1 صفحہ 65، دار الکتب العلمیہ لبنان
انسان العیون فی سیرۃ امین المامون جلد 1 صفحہ 44، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
مواہب اللدنیہ جلد 1 صفحہ 56، فرید بک سٹال پاکستان،
سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرت خیر العباد جلد 1 صفحہ 188، زاویہ پبلشرز لاہور پاکستان
مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات صفحہ 501، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور پاکستان
البدایۃ والنھاریہ جلد 1 حصہ 2 صفحہ 713، دار الاشاعت کراچی
شرح الشفاء جلد صفحہ 205، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
ابو نعیم' دلائل النبوۃ صفحہ 80 'ضیاء القرآن پبلی کیشنز' لاہور
نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض جلد 2 صفحہ 138، دار الکتب العلمیہ بیروت
زرقانی جلد 1 'صفحہ 131/132، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔

وجہ استدلال:

قرآن کریم یہ فرماتا ہے کہ مسلمان غلام بھی کافر آزاد سے بہتر ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے رب نے مخلوق میں سے ہر لحاظ سے بہتر بنایا، خاندان کے لحاظ سے، نسب کے لحاظ سے، قبیلہ کے لحاظ سے، گھر کے لحاظ سے، تو معلوم ہوا کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد، آدم علیہ السلام تا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور تمام امہات طاہرات از حضرت حوا رضی اللہ عنہا تا سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سب کے سب مومن وموحد تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان کو بہتر قرار دیا اور فرمان قرآن مومن ہی بہتر ہوتا ہے۔

حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کی عظمت کے حوالے سے ایک حدیث شریف اور ملاحظہ فرمائیں:

صحابی رسول حضرت سیّدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور جان

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل سے کنانہ کو چنا پھر کنانہ سے قریش کو چنا پھر قریش کو چنا پھر قریش میں سے بنی ہاشم کو چنا اور بنی ہاشم سے مجھے چن لیا۔

اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ اولاد ابراہیم سے اسماعیل کو چنا اور اولاد اسماعیل سے کنانہ کو چنا۔

صحیح مسلم صفحہ 1064 رقم الحدیث 5897، دار المعرفہ بیروت لبنان
جامع ترمذی صفحہ 825 رقم الحدیث 3614، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
کنز العمال جلد 11 صفحہ 190 رقم الحدیث 31981، دار الکتب العلمیہ بیروت
مسند احمد جلد 10 صفحہ 241 رقم الحدیث 16924، دار الحدیث قاہرہ مصر
صحیح ابن حبان صفحہ 1682 رقم الحدیث 6333، دار المعرفہ بیروت لبنان
صحیح ابن حبان صفحہ 1660 رقم الحدیث 6242، دار المعرفہ بیروت لبنان
صحیح ابن حبان صفحہ 1717 رقم الحدیث 6242، دار المعرفہ بیروت لبنان
صحیح ابن حبان صفحہ 1717 رقم الحدیث 6475، دار المعرفہ بیروت لبنان
شرح السنہ جلد 7 صفحہ 3 رقم الحدیث 3507، دار التوفیقیہ للتراث قاہرہ مصر
سنن الکبریٰ جلد 7 صفحہ 227 رقم الحدیث 13764، دار الحدیث قاہرہ مصر
مسند ابی یعلیٰ جلد 5 صفحہ 462 رقم الحدیث 7485، دار الفکر بیروت
مسند ابی یعلیٰ جلد 5 صفحہ 463 رقم الحدیث 7487، دار الفکر بیروت
مصنف ابن شیبہ جلد 6 صفحہ 321 رقم الحدیث 31722، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
معجم الکبیر جلد 9 صفحہ 172 رقم الحدیث 17628، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
صفوۃ الصفوۃ جلد 1 صفحہ 30، دار الحدیث قاہرہ مصر
الاباطیل والمنا کبیر والصحاح والمشاہیر صفحہ 101 رقم الحدیث 161، دار الکتب العلمیہ بیروت
ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ جلد 1 صفحہ 50، انتشارات کلمۃ الحق قم ایران
الاستیعاب فی معرفہ الاصحاب جلد 1 صفحہ 133، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
الشفاء بہ تعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 59، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
شرح الشفاء جلد 1 صفحہ 205، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض جلد 2 صفحہ 140-139، دار الکتب العلمیہ بیروت

دلائل النبوۃ جلد 1 صفحہ 165، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
جامع الآثار فی مولد النبی المختار جلد 1 صفحہ 330، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
سیرت حلبیہ جلد 1 صفحہ 41، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
کفایۃ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب جلد 1 صفحہ 65-64، دار الکتب العلمیہ بیروت
مواہب الدنیہ جلد 1 صفحہ 56، فرید بک سٹال لاہور
زرقانی شرح مواہب جلد 1 صفحہ 131، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین جلد 1 صفحہ 360، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
جواہر البحار فی فضائل النبی المختار جلد 1 صفحہ 32، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
الانوار المحمدیہ من امواہب اللدینہ صفحہ 16، مکتبہ حقیقت کتابوی ترکی
تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 300، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان
البدایۃ النہایہ جلد 1 حصہ 2 صفحہ 713، دار الاشاعت کراچی،

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے، امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے، علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے، احمد شاکر اور اسلام عبد المنصور نے اس حدیث کو صحیح کیا ہے۔

مندرجہ بالا حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ خالق کائنات جل وعلا نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نسب اور خاندان کو پوری اولاد آدم سے چنا، قبیلہ چنا، گھر چنا، اس کے باوجود بھی اگر حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد و امہات کو مومن تسلیم نہ کیا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ نے چنا ہی کیا؟ پھر ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کے چننے میں ہی کوئی کمی رہ ہوگی۔ نعوذ باللہ من ذالك الھفوات، جبکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ نہ رب العالمین کے چننے میں کوئی کمی ہے اور نہ ہی آقا کریم علیہ السلام کے آباؤ اجداد کے ایمان اور ان کی عظمت وشان میں کوئی کمی ہے کیونکہ ان کو اللہ کریم نے پسند فرمایا اور پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا امین بنایا۔

دوسرا استدلال:

خالق مصطفیٰ جل وعلا صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب مبین میں ارشاد فرمایا:

وَلَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِكٍ

اور مسلمان غلام بہتر ہے مشرک سے،

پارہ نمبر 2 سورۃ البقرہ آیت 221

اس آیت مبارک سے معلوم ہوا کہ مومن چاہیے غلام ہی کیوں نہ ہو وہ کافر و مشرک سے بہتر ہوتا ہے۔

اب پڑھئے حدیث شریف:

علامہ دیار کبری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 966، علامہ زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1122، امام حلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911، نے مصنف عبد الرزاق کے حوالے سے بخاری اور مسلم کی شرط پر بسند صحیح حضرت سیّدنا علی المرتضی، شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کیا ہے کہ:

"لم یزل علی وجہ الارض من یعبد اللہ علیھا"

روئے زمین پر ہمیشہ اللہ کی عبادت کرنے والے رہے ہیں

تاریخ الخمس فی احوال انفس نفیس جلد 1 صفحہ 430، دار الکتب العلمیہ بیروت

زرقانی کے الفاظ یہ ہیں:

"لم یزل علی وجہ الدھر سبعةٌ مسلمون فضاعدا، فلو لا ذلك ھلکت الارض ومن علیھا"

روئے زمین پر ہر زمانے میں کم از کم سات مسلمان ضرور رہے ہیں، ایسا نہ ہوتا تو زمین اور زمین والے سب ہلاک ہو جاتے۔

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 327، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 201، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مصنف عبد الرزاق جلد 5 صفحہ 97 رقم الحدیث 9099، ادارۃ القرآن کراچی

علامہ دیار بکری متوفی ہجری 966، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911، علامہ زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1122 نے امام احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ

علیہ کی کتاب الزہد کے حوالے سے بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق بسند صحیح حبر الامہ، مفسرقرآن حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ:

"ماخلت الارض من بعد نوح من سبعة یدفع اللہ بِھِمْ من اھل الا رض"

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد زمین کبھی سات خدا کے ایسے بندوں سے خالی نہیں ہوئی جن کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ زمین والوں سے عذاب دفع فرماتا ہے۔

الحادی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 201، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان؛ تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس جلد 1 صفحہ 430، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان زرقانی علی المواہب اللدینہ جلد 1 صفحہ 327، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

جب صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ ہرزمانے میں روئے زمین پرکم سے کم سات مسلمان بندگان ضرور رہے ہیں اور صحیح بخاری شریف کی حدیث جوکہ گزشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جن سے پیدا ہوئے وہ ہرزمانے، ہرقبیلے اور ہرخاندان بلکہ ہرگھر سے افضل تھے، اورقرآن یہ کہتا ہے کہ کوئی کافر کتنا ہی شریف اوراچھے نصب والا ہو، کسی مسلمان سے بھی بہترنہیں ہوسکتا،

تو واجب ہوا کہ آقا کریم علیہ السلام کے آباؤ امہاب ہرزمانے میں ان ہی مقبول وصالح بندوں سے ہوں ورنہ فرمان خداعزوجل کی بھی مخالفت ہوگی اورفرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔

اگر یہ کہا جائے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان اور آباؤ امہات کے علاوہ سات بزرگان خدا تھے تو پھر ماننا پڑھے گا کہ وہ خاندانِ مصطفیٰ سے بہترہوں اور یہ اور یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا خاندان ہرزمانے میں بہتر رہا ہے۔

اوراگرکوئی کہے کہ بہترتو خاندان رسول ہی ہے مگروہ تھے شرک پر، تو یہ قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن یہ کہتا ہے کہ مشرک، مسلمان سے بہتر ہو ہی نہیں سکتا، لہٰذا ماننا

پڑے گا کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ امہات ہی ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کو وحدہ لاشریک ماننے والے اور اس کی عبادت کرنے والے تھے اور وہی سارے زمانے سے بہتر وافضل تھے۔

دلیل نمبر:2

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ"

بے شک مشرک سب ناپاک ہیں۔

پارہ نمبر 10 سورۃ التوبہ آیت نمبر 28

قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کافر ومشرک ناپاک ہیں۔

اب پڑھیے آباؤ امہات رسول کی عظمت اور طہارت وکرامت۔

سید الانبیاء، نبی الانبیاء، امام الانبیاء، خطیب الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان:۔

"لم یزل اللہ ینقلنی من اصلاب طیبة الیٰ ارحام طاھرہ صافیا مُھذّبًا بالا تشعب شعبان الا کنت فی خیر ھما"

ہمیشہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے مجھے پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل فرماتا رہا۔ میں پاک اور مطہر ومہذب پیدا ہوا ہوں جب بھی نسل انسانی کے دو حصے ہوئے تو مجھے اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے بہتر حصہ میں رکھا۔

الحاوی اللفتاوی جلد 2 صفحہ 199، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

دلائل النبوۃ صفحہ 80، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

مواہب اللدنیہ 1 صفحہ 55 فرید بک سٹال لاہور

"لم ازل انقل من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات"

ترجمہ: میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک عورتوں کے ارحام میں منتقل ہوتا رہا۔

مواہب اللدینہ مع زرقانی جلد 1 صفحہ 327، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 199، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں تخلیق آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال قبل اللہ عزوجل کی بارگاہ میں نور تھا، وہ نور اللہ کی بارگاہ میں اس کی تسبیح کرتا اور اس ذکر سے فیض یاب ہو کر فرشتے بھی ذکر میں مشغول ہو جاتے۔ جب اللہ عزوجل حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا ''ذٰلك النور فی صلبه'' تو میں نور ان کی پشت میں رکھا گیا۔

''لم یزل اللہ تعالیٰ ینقلنی من الاصلاب الکریمة والا رحام الطاهرة حتّٰی اخرجنی من ابوی لم یلتقیا علی سفاح قط''

ترجمہ: مجھے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ عزت وکرامت والی پشتوں سے پاکیزہ اور طیب وطاہر رحموں میں منتقل فرمایا یہاں تک کہ میرے والدین کریمین کے ذریعے میرا ظہور ہوا، ان میں سے کسی نے بھی بدکاری کا ارتکاب نہیں کیا۔

الشفاء بہ تعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 59، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
شرح الشفاء للقاضی عیاض جلد 1 صفحہ 206، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض جلد 2 صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت
کفایۃ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب جلد 1 صفحہ 66، دار الکتب العلمیہ بیروت
تاریخ الخمیس فی احوال انفس جلد 1 صفحہ 104، 429، دار الکتب العلمیہ بیروت
ہارون دیوبندی، خصوصیات مصطفیٰ جلد 1 صفحہ 185، دار الاشاعت کراچی پاکستان

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جب آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قصیدہ پیش کیا تو اس میں بھی انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت نسبی کا ذکر کیا۔ ملاحظہ ہو، امام حاکم اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خریم بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اقدس میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے، میں نے سنا کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نعت پیش کرنا چاہتا ہوں۔

تو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل تمہارے منہ کو سلامت رکھے تو آپ رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے۔

تنقل من صالب الی رحم　　　اذامضی عالم بداطبق

وہ نور ایک پشت سے دوسری پشت میں منتقل ہوتا رہا جب ایک عالم گزر جاتا تو دوسری جماعت ظاہر ہو جاتی۔

مستدرک حاکم جلد 3 صفحہ 319 رقم الحدیث 5417، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
معجم الکبیر جلد 3 صفحہ 96 رقم الحدیث 13830، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
کفایۃ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب جلد؟؟ صفحہ 66، دارالکتب العلمیہ بیروت
سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرت خیر العباد جلد 1 صفحہ 186، زوایہ پبلشرز لاہور پاکستان
البدایۃ والنہایہ جلد 1 حصہ دوم صفحہ 715، دارالاشاعت کراچی
السیر ۃ النبویہ جلد 1 صفحہ 54، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان
المواہب اللدینہ جلد 1 صفحہ 80، فرید بک سٹال لاہور پاکستان
حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین جلد 1 صفحہ 361، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد 1 صفحہ 83، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
المطالب العالیہ جلد 4 صفحہ 177 رقم الحدیث 7-4256، مکہ مکرمہ
الشفاء بہ تعریف حقوق مصطفیٰ جلد 1 صفحہ 59، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
شرح الشفاء جلد 1 صفحہ 207، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض جلد 2 صفحہ 144، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 220، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 1 صفحہ 359، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
تھانوی، نشر الطیب صفحہ 10، تاج کمپنی لاہور پاکستان

تھانوی، شکر النعمہ بذکر رحمۃ صفحہ 34، مطبوعہ بھارت غدی

مختصر سیرت الرسول صفحہ 16، دار الفیحاء دمشق، ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث 23 جون 1995

اب قرآن وحدیث کو سامنے رکھو تو عظمت والدین مصطفیٰ کا پتہ چلے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ از آدم وحوا تا عبد اللہ و آمنہ رضی اللہ عنہما پاک پشتوں اور پاک رحموں میں منتقل ہوتا آیا ہوں،

اور قرآن یہ کہتا ہے کہ مشرک و کافر پلید ونجس ہوتا ہے تو معلوم ہوا آقا کریم علیہ السلام کے آباؤ واجداد مومن تھے کیونکہ وہ پاک تھے اور کافر پاک وطاہر نہیں ہوتا حافظ ابو نعیم فرماتے ہیں کہ نسب کی فضیلت ہی حضور مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتا ہے۔

حجۃ اللہ علی العالمین جلد 1 صفحہ 362، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

تو کیا کافر کا نسب نبوت کے قابل ہوتا ہے؟

کیا کفار ومشرکین کے نسب کی یہ شان ہوتی ہے جو شان ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کی ہے؟ ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا تھا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب تم سب میں سے کیسا ہے؟

ابوسفیان نے جواب دیا کہ ہم سب میں اچھے نسب والے ہیں۔

تو کیا کفار ومشرکین کا سب سب سے اچھا ہوتا ہے؟

قابل توجہ بات:

ذرا سوچئے! قرآن کی رو سے کافر ومشرک ناپاک بھی ہوں، ہر دور اور ہر زمانے میں زمین پر سات مسلمان بھی موجود رہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان اور نسب، آباؤ امہات طیب وطاہر بھی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب سب سے افضل واعلیٰ، مزکیٰ ومصفیٰ بھی ہو، اطیب واطہر بھی ہو اور پھر بھی والدین کے ایمان میں شک ہو؟ فیا للعجب۔

سدرہ کے مکین بولے:

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جبریل علیہ السلام نے مجھ سے عرض کیا

"یامحمد! قلبت الارض مشار قھاو مغار بھا فلم اجد رجلا افضل من محمد وقلبت مشار قھا و مغار بھا فلم اجد بنی اب افضل من بنی ھا شم"۔

ترجمہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھا ہے پر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کسی شخص کو نہیں پایا، اور زمین کے مشارق ومغازب کوالٹ پلٹ کر دیکھا پر کسی باپ کے بیٹوں کو بنی ہاشم سے افضل نہیں پایا۔

فضائل الصحابہ جلد 2 صفحہ 779 رقم الحدیث 1073 ، دار ابن الجوزی سعودیہ

معجم الاوسط جلد 4 صفحہ 372 رقم الحدیث 6285 ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

دلائل النبوۃ جلد 1 صفحہ 176 ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مسند الفردوس جلد 3 صفحہ 187 رقم الحدیث 4516 ، دار الکتب العلمیہ بیروت

مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 283 رقم الحدیث 13729 ، دار الکتب العلمیہ بیروت

الجامع الصغیر صفحہ 378 رقم الحدیث 6074 ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

کنز العمال جلد 11 صفحہ 184 رقم الحدیث 31910 ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الصواعق المحرقہ صفحہ 488 ، اکبر بک سیلرز لاہور

کفایۃ الطالب اللبیب فی حصائص الحبیب جلد 1 صفحہ 66 ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

جامع الاثار فی مولد النبی المختار جلد 1 صفحہ 336 ، دار الکتب العلمیہ بیروت

الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 201 ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین جلد 1 صفحہ 360 ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز ہ لاہور

تفسیر ابن کثیر جلد 1 صفحہ 300 ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

البدایہ والنھایہ جلد 1 حصہ 2 صفحہ 714، دارالاشاعت کراچی پاکستان

دحلان مکی، السیرۃ النبویہ جلد 1 صفحہ 20، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

الوفا باحوال مصطفیٰ صفحہ 99، حامد اینڈ کمپنی لاہور

سبل الہدیٰ والرشاد جلد 1 صفحہ 185، زاویہ پبلشرز لاہور

قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 66، مرکز ادب اسلامی، دارالعرفان لاہور

جواہر البحار فی فضائل النبی المختار جلد 1 صفحہ 65، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

اشرف الوسائل الی فہم الشمائل صفحہ 60، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

ادریس کاندھلوی دیوبندی، سیرت المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 47، مکتبہ عمر فاروق کراچی

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ابن حجر عسقلانی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

اس حدیث کی صحت کے نشانات اس کے متن کے صفحات پر موجود ہیں۔

الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 201 دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

امام ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"قال بعض الحفاظ: لو ائح الصحه ظاهرة علیٰ صفحات هذالمتن"

اس حدیث کی صحت کے نشانات اس کے متن کے صفحات پر ظاہر ہیں۔

اشرف الوسائل الی فہم الشمائل صفحہ 60، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ عبارت نقل کی ہے، ملاحظہ ہو۔

تقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 67، مطبوعہ لاہور۔

مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی نے بھی یہ عبارت نقل کی ہے۔

سیرت المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 47، مکتبہ عمر فاروق کراچی۔

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس عبارت کو نقل کیا ہے۔

حجۃ اللہ علی العالمین جلد 1 صفحہ 360، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

علامہ شامی نے بھی عبارت لکھی ہے دیکھیں:

سبل الہدیٰ والرشاد جلد 1 صفحہ 185 'زاویہ پبلشرز' لاہور

مندرجہ بالا احادیث پر قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ ملاحظہ ہو۔ یہ صحیح احادیث قطعی طور پر اس بات کا ثبوت ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تک صاحب ایمان تھے۔ اس مضمون کے خلاف جو روایات ملتی ہیں۔ اگر تو کمزور ہوں تو ان کا رد کرنا ضروری ہے اور اگر وہ صحیح ہوں تو ان کی تاویل لازم ہے اور جو احادیث اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں، ہمیں انہی صحیح احادیث پر عقیدہ رکھنا چاہیے، ان میں سے اگر (بعض روایات) ضعیف بھی ہوں تو وہ بھی درجہ حسن تک پہنچ جاتی ہیں۔

تقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 68، مرکز ادب اسلامی، دار العرفان لاہور۔

اے ماہ جبیں تیری قسم:

حضرت جعفر بن محمد رحمتہ اللہ علیہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

سید الکونین وسیلتنا فی الدارین، جد الحسنین، امام القبلتین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جبرائیل علیہ السلام میری خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کی: یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے مجھے بھیجا۔ میں زمین کے مشرق ومغرب میں گھوما میں نے کنانہ سے عمدہ کسی کو نہ دیکھا۔

پھر اس نے مجھے حکم دیا تو میں کنانہ میں گھوما، میں نے قریش سے بڑھ کر بہتر قبیلہ نہیں دیکھا پھر اس نے مجھے حکم دیا تو میں نے قریش کی چھان بین کی تو میں نے بنو ہاشم سے بڑھ کر بہتر قبیلہ نہیں دیکھا۔ پھر اس نے مجھے حکم دیا کہ میں بنو ہاشم سے سب سے بہتر آدمی کا انتخاب کروں تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی افضل نظر نہ آیا۔

سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرت خیر العباد جلد 1 صفحہ 185، زاویہ پبلشرز لاہور پاکستان

انسان العیون فی سیرت امین المامون جلد 1 صفحہ 44، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

طہارت وعظمت نسب مصطفیٰ سے متعلق احادیث مبارکہ آپ نے پڑھنے کا شرف حاصل کیا، اب ان احادیث پر علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ثناء اللہ پانی

پتی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

تبصرہ سیوطی و پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ بات معلوم ہے کہ لفظ، خیر (اچھا)، اصطفاء (انتخاب)، اختیار (پسندیدہ) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں افضل ہونا شرک کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا۔

الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 201، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

اور بے شک افضل، خیر، اصطفاء اور طاہر کا اطلاق غیر مسلموں کے لیے جائز نہیں ہے (یعنی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین و آباؤ اصحاب غیر مومن ہوتے تو وہ خیر، افضل، اصطفاء اور طاہر نہ ہوتے کیونکہ غیر مسلم ایسا نہیں ہوتا یہ شان صرف مومن و مسلمین کی ہے)

تقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 70 مطبوعہ لاہور

اک روز جبرائیل سے کہنے لگے شاہ
تم نے دیکھے ہیں جہاں بتلایئے کیسے ہیں ہم
بولے روح امین، اے مہ جبین تیری قسم
آفا قہا گردیدہ اُمّ مہر بتا ور زیدۂ امم
بسیار خوبان دیدۂ امم لیکن تو چیزے دیگرے
تیری صورت سے نہیں ملتی کس کی صورت
ہم جہاں بھر میں تیری تصویر لیے پھرتے ہیں

تکملۂ دلیل دوم:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لاتقوم الساعة على احد يقول، الله الله"

ترجمہ: جب تک ایک شخص بھی اللہ اللہ کرتا رہے گا اس پر قیامت نہیں آئے گی۔

اور دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ:

آقا کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:۔

قیامت قائم نہیں ہو گی حتیٰ کہ زمین میں اللہ اللہ نہ کہا جائے۔

مسند احمد جلد 8 صفحہ 173 رقم الحدیث 11982، دار الحدیث قاہرہ مصر

مسند احمد جلد 8 صفحہ 330 رقم الحدیث 12597، دار الحدیث قاہرہ مصر

مسند احمد جلد 8 صفحہ 599 رقم الحدیث 13767، دار الحدیث قاہرہ مصر

صحیح مسلم صفحہ 116 رقم الحدیث 374-373، دار المعرفہ بیروت لبنان

صحیح ابن حبان صفحہ 1823 رقم الحدیث 6849، دار المعرفہ بیروت لبنان

مسند ابی یعلیٰ جلد 3 صفحہ 168 رقم الحدیث 3526، دار الفکر بیروت لبنان

مستدرک حاکم جلد 3 صفحہ 540 رقم الحدیث 8514، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

شرح السنہ جلد 7 صفحہ 412 رقم الحدیث 4178، دار التوفیقیہ للتراث قاہرہ مصر

کنز العمال جلد 14 صفحہ 100 رقم الحدیث 38483، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

البحر الزخار فی مسند البزار جلد 13 صفحہ 169 رقم الحدیث 6600، دار الکتب العلمیہ بیروت

مجمع الزوائد جلد 7 صفحہ 488 رقم الحدیث 12599، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

کشف الاستار جلد 4 صفحہ 150 رقم الحدیث 3418، موئسۃ الرسالہ بیروت لبنان

مشکوۃ المصابیح جلد 3 صفحہ 149 رقم الحدیث 5505، دار التوافیقیہ للتراث قاہرہ مصر

مسند ابوعوانہ جلد 1 صفحہ 101 دار الباز مکہ مکرمہ

مصنف عبدالرزاق جلد 11 صفحہ 403 رقم الحدیث 20847، ادارۃ القرآن کراچی

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، حبیب الرحمٰن اعظمی نے لکھا ہے کہ صاحب مجمع الزوائد کہتے ہیں کہ بزار کے رجال، رجال صحیح ہیں جبکہ صاحب مجمع الزوائد کہتے ہیں کہ مسند احمد کے رجال صحیح رجال ہیں۔ احمد شاکر کہتا ہے یہ حدیث صحیح ہے، امام احمد بن محمد بن جنبل کی کتاب الزید میں یہ حدیث حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ملاحظہ ہو۔

کتاب الزہد صفحہ 220 ادارہ پیغام القرآن لاہور پاکستان۔

قابل غور بات ہے کہ قرآن یہ فرمائے کہ مسلمان، کافر سے بہتر ہے، دوسرے

مقام پر فرماتا ہے کہ بے شک مشرک ناپاک ونجس ہیں اور احادیث صحیحہ یہ کہتی ہیں کہ روئے زمین پر ہر دور میں مسلمان ضرور رہیں اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد و امہات حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ تک سب کے سب ساری کائنات سے افضل واعلیٰ، خیر، چنے ہوئے طیب وطاہر ہیں۔

اس کے باوجود آقا کریم علیہ السلام کے والدین کریمین صاحب ایمان نہ ماننا آیت مبارکہ واحادیث صحیحہ سے انحراف کرنے کے مترادف ہے۔ مندرجہ بالا احادیث صحیحہ ہماری دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ امہات تمام کے تمام مومن ومسلم تھے۔

طہارت نسب رسول:

حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نسب شریف کی طہارت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام سے لے کر میرا جو ہر ولادت نکاح سے منتقل ہوتا چلا آیا ہے نہ کہ زنا سے، حتیٰ کہ میں اپنے والدین کے ہاں پیدا ہوا، جاہلیت کے زنا کا مجھ تک اثر نہیں پہنچ سکا۔

ابو نعیم، دلائل النبوۃ صفحہ 79، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

کفایۃ الطالب اللبیب فی حصائص الحبیب جلد 1 صفحہ 64، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

ابوبکر عبد محمد نے، محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”انما خرجت من نكاح لم اخرج من سفاح من لدن آدم لم يصيبنی سفاح الجاهلية“

بے شک میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور صلب آدم سے لے کر میرا نسلی جوہر پاک رہا ہے اور میرے نسب کو جاہلیت کی بدی نے کبھی نہیں چھوا۔

مصنف ابن ابی شیبہ جلد 6 صفحہ 307 رقم الحدیث 31632، دار الکتب العلمیہ بیروت

ایسا ہی مضمون اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ملاحظہ ہو۔

کفایۃ الطالب اللبیب جلد 1 صفحہ 63، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

ان تمام احادیث مبارکہ سے بھی حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبی طہارت اور خاندانی عظمت و شرف معلوم ہوئی کہ آقا کریم علیہ السلام کا نسب شریف آباؤ امہات حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک اور حضرت حوا سے لے کر سیّدہ آمنہ تک سب کے سب مومن و مسلم تھے۔

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام خاندان پاک وطیب وطاہر ہے اور کافر و شرک پاک نہیں ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل خاندان خدا کا چنا ہوا ہے، افضل ہے اعلیٰ ہے، روح الامین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان جیسا نظر نہ آیا اور کافر و شرک کبھی بھی مسلمان اور مومن سے بہتر و افضل نہیں ہوسکتا۔

اعتراض: حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے بعد نبوت خاندان بنی اسرائیل میں رہی اور خاندان بنی اسماعیل میں کوئی نبی پیدا نہیں ہوا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ انبیاء علیہم السلام تمام انسانوں اور فرشتوں سے افضل ہوتے ہیں پھر ان حدیثوں کا کیا مطلب ہے کہ جب بھی کوئی خاندان دو شاخوں میں بٹا، اللہ تعالیٰ عزوجل نے مجھے ان دونوں میں بہتر حصے میں رکھا، اور فرمایا میں اولاد آدم کے بہترین زمانہ میں معبوث فرمایا۔

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ جب حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام میں تقسیم ہوئی، تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کا انتخاب فرمایا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام سے افضل ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ان دونوں خاندانوں سے ہمارے آقا کریم علیہ السلام کو بہترین خاندان عطا فرمایا، یعنی بنی اسماعیل میں پیدا فرمایا پھر خاندان بنی اسماعیل دو شاخوں میں بٹا۔ تو اللہ کریم جل جلالہ نے آقا کریم علیہ السلام کو ان میں سے بہترین حصے میں رکھا لہٰذا یہ بات اس پر دلالت نہیں کرتی کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد انبیاء بنی اسرائیل علیہ السلام سے افضل تھے۔

بلکہ یہ کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی اجداد اپنے بھائیوں سے افضل تھے اور یہی بات ان کے ایمان کی دلیل ہے، اس لیے کہ کوئی کافر دوسرے کافر سے بہتر نہیں ہوتا بلکہ یا تو وہ دوسرے سے بدتر ہوتا ہے یا پھر برائی میں دوسرے کافر ہی کی طرح ہوتا ہے۔

نوٹ: یہ اعتراض اور جواب مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

تقدیس والدین مصطفی صفحہ 70-69، دار العرفان لاہور۔

دلیل نمبر:3

خالق کائنات جل جلالہ نے کتاب لاریب میں ارشاد فرمایا:

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ۝

اور عزت والے بے حد رحم فرمانے والے پر بھروسہ کیجئے، جو آپ کو دیکھتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور (دیکھتا ہے) سجدہ کرنے والوں میں آپ کے پلٹنے کو۔

پارہ نمبر 19 سورۃ الشعراء آیت نمبر 219-217

اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے صدر الافاضل، فخر الاماثل، استاد العلماء، حکیم الحکماء، مفسر قرآن، فاضل اجل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمتہ الھادی لکھتے

ہیں کہ:

اس آیت میں ساجدین سے مراد مؤمنین ہیں اور معنی یہ ہے کہ زمانہ حضرت آدم وحوا علیہا السلام سے لے کر حضرت عبداللہ و آمنہ خاتون تک مؤمنین کی اصلاب وارحام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصول و آباؤ و اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مؤمن ہیں۔

تفسیر خزائن العرفان صفحہ 689،علم دین پبلشرز لاہور پاکستان

مفسر شہیر، شارح کبیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ بالا آیت مبارکہ کے ماتحت لکھتے ہیں:۔

جب آپ کا نور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک پاک پشتوں میں، پاک رحموں میں گردش کر رہا تھا، ہم دیکھتے تھے، یہی تفسیر قوی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد مومن و موحد، حق تعالیٰ کے عابد تھے کوئی کافر فاسق نہ تھا۔

ملخصاً تفسیر نور العرفان صفحہ 815،نعیمی کتب خانہ گجرات پاکستان

علامہ احمد بن احمد الصاوی المصری المالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1241 لکھتے ہیں:

والمراد بالساجدین المؤمنین: والمعنی: یراك متقلبافی اصلاب وارحام المومنین، من آدم الیٰ عبداللہ فاصولہ جمیعامؤمنون،

ساجدین سے مراد مؤمنین ہیں اور معنی اس کا یہ ہے کہ آپ مومن مردوں کی پشتوں سے مومن خواتین کے ارحام میں منتقل ہوئے آئے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک،

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول (یعنی آباؤ اجداد) مؤمنین ہیں۔

حاشیۃ الصاوی علی الجلالین جلد 3 صفحہ 150، دار الحدیث قاہرہ مصر

علامہ اسماعیل حقی بن مصطفیٰ الحنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1147 لکھتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نبی سے دوسرے نبی میں منتقل ہوتے آئے، ساجدین کا معنی ہے کہ اصلاب انبیاء و مرسلین سے جیسے آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام کی طرف، ان سے آگے اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کی طرف یہاں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ محترمہ کی گود میں تشریف لائے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء تمام کے تمام نبی تھے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء میں انبیاء علیہم السلام بھی آتے ہیں۔ روح البیان فی تفسیر القرآن جلد 6 صفحہ 335، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی صاحب القاموس المحیط لکھتے ہیں:

ویُقال فی اصلاب آتا یك الاولین

اور کہا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آباء کی پشتوں میں جلوہ گر ہوئے آئے اور خدا آپ کو دیکھتا رہا۔

تنویر المقباس عن تفسیر ابن عباس صفحہ 396، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

علامہ علی بن محمد خازن شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 741 لکھتے ہیں:

حضرت عبد اللہ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء کرام کی پشتوں میں ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف منتقل ہونے کو دیکھتا رہا ہے یہاں تک کہ اس نے آپ کو اس آخری امت میں معبوث فرمایا۔

تفسیر خازن جلد 3 صفحہ 398، دار الکتب العربیۃ الکبریٰ مصر

حافظ عماد الدین ابن کثیر نے بھی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل

کیا ہے ملاحظہ ہو۔

تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 593، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 465 لکھتے ہیں:۔

"تقلبك فی اصلاب اباءئك من المسلمين الذين عرفوا الله"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مسلمان اور اللہ کو پہچاننے والے عارفین آباء کی اصلاب میں منتقل ہوتے آئے۔

تفسیر قشیری جلد 2 صفحہ 407، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"المراد بالساجدين المؤمنون"

ساجدین سے مراد مؤمنین ہیں (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مومن آباء کی پشتوں میں جلوہ گر ہوتے آئے)

تفسیر روح المعانی جلد 19 صفحہ 184، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911 لکھتے ہیں:

ابن جریر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ:

ساجدین سے مراد نمازی ہیں (یعنی آپ ہمیشہ نمازیوں میں جلوہ گر ہوتے آئے)

تفسیر در منثور جلد 5 صفحہ 283، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

اس آیت کریمہ کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پشت سے دوسری پشت میں جلوہ گر ہوتے رہے اور وہ تمام پشتیں پاک تھی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء واجداد میں ظاہر ہوتا رہا...... ابو جعفر نحاس نے، معانی القرآن میں اسی آیت کریمہ کے متعلق کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ مختلف پشتوں میں جلوہ گر ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے آئے، کیا خوب کہا حافظ شمس الدین بن ناصر

الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے:

تنصل احمد نوراً عظیما — تلا لافی جباہ الساجدین

تقلب فتیہ قرناً فصترنا — الیٰ ان جاء خیر المرسلین

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک جلوہ گر ہوتا رہا، اور اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں میں اس کی چمک دمک نظر آتی رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان نورانی سجدہ ریزوں کی پشتوں میں پھرتے پھراتے رہے، یہاں تک کہ سب رسولوں سے شان والے بن کر خود تشریف لے آئے۔

الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 210، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

شیخ سلیمان بن عمر رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1204 لکھتے ہیں:۔

"یراك متقلبافی الاصلاب و اتحام المومنین من لدن آدم و حوا، الیٰ عبداللہ و امنہ"

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا رہا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنین کی پشتوں اور ارحام سے منتقل ہوتے رہے۔ حضرت آدم علیہ السلام وحضرت رضی اللہ عنہا سے لے کر جناب حضرت عبداللہ اور حضرت سیّدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا تک"

(تفسیر فتوحات الالہیۃ جلد 5 صفحہ 413، قدیمی کتب خانہ کراچی پاکستان)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1225، اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو سجدہ کرنے والوں کی پاک پشتوں سے اور سجدہ کرنے والیوں کے پاک رحموں میں جلوہ گر ہوتا ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے تمام مرد اور تمام عورتیں توحید پر ایمان رکھنے والے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء مومن تھے (اس کے آگے قاضی صاحب نے علامہ دمشقی کے اشعار نقل کیے ہیں جو کہ ہم علامہ سیوطی کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں اور قاضی

صاحب نے بھی امام سیوطی کے حوالے سے نقل کیے ہیں۔

تفسیر مظہری جلد 10 صفحہ 134، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 606 لکھتے ہیں: اس آیت کا مقصد ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک سجدہ کرنے والوں سے سجدہ کرنے والیوں میں منتقل ہوتا ہے۔

مفاتیح الغیب جلد 8 صفحہ 538، مکتبہ علوم اسلامیہ لاہور

شارح بخاری علامہ احمد بن محمد عسقلانی متوفی ہجری 943 نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر لکی ہے۔

المواہب اللدنیہ جلد 1 صفحہ 55، فرید بک سٹال لاہور۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ، امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سجدہ کرنے والوں سے سجدہ کرنے والوں میں منتقل ہوتا آیا،

"قال ففیه دلالة علی ان جمیع آباء محمد کانوا مسلمین"

امام رازفرماتے ہیں کہ ان میں دلیل ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد مسلمان تھے۔

المواہب اللدنیہ جلد 1 صفحہ 110، فرید بک سٹال لاہور

علامہ نور الدین علی بن ابراہیم بن احمد الحلبی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1044 لکھتے ہیں:

اس آیت کریمہ کی تفسیر یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک نمازیوں سے نمازیوں میں منتقل ہوتا رہا۔

انسان العیون فی سیرت الامین المامون جلد 1 صفحہ 45، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں ایک نبی کی پشت سے دوسرے

نبی کی پشت میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ میں نبی ہو گیا۔

معجم کبیر جلد 11 صفحہ 287 رقم الحدیث 12021، داراحیاء التراث العربی بیروت، مجمع الزوائد جلد 7 صفحہ 142 رقم الحدیث 11247، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان، کشف الاستاطعہ جلد 3 صفحہ 110 رقم الحدیث 2362، مؤسسۃ الرسالہ بیروت

صاحب مجمع الزوائد حافظ الہیثمی کہتے ہیں کہ امام طبرانی اور بزار نے اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے اور ان کی سندوں کے تمام راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں سوائے شعیب بن بشر کے اور وہ ثقہ ہیں۔

مجمع الزوائد جلد 7 صفحہ 142، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

حبیب الرحمٰن اعظمی نے بھی حافظ ہیثمی کی توثیق نقل کی ہے، ملاحظہ ہو۔

کشف الاستاد عن زوائد بزار جلد 3 صفحہ 110، مؤسسۃ الرسالہ بیروت

اس حدیث کے مندرجہ ذیل مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

تاریخ دمشق الکبر جلد 3 صفحہ 226، داراحیاء التراث العربی بیروث لبنان

طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 22، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

سل الہدی والرشاد جلد 1 صفحہ 184، زاویہ پبلشرز لاہور پاکستان

دلائل النبوۃ صفحہ 80، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

سیرت حلبیہ جلد صفحہ 44، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

اس آیت کریمہ کی مذکورہ تفسیر واستدلال کے روز بھی حوالہ جات پیش کیے جا سکتے ہیں اور قارئین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ علماء کی ایک کثیر تعداد نے اس آیت سے ایمان والدین مصطفیٰ پر استدلال کیا ہے جیسا کہ محقق آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، ملاحظہ ہو۔

”واستدل بایة علی ایمان ابو یه صلی اللہ علیه وسلم کما ذهب الیه کثیر من اجله اهل السنة“

اس آیت کریمہ سے حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین کے ایمان پر استدلال کیا گیا ہے جیسا کہ اہلسنّت و جماعت کے کثیر التعداد جلیل القدر علماء کرام کا مذہب ہے۔

تفسیر روح المعانی جلد 19 صفحہ 184، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان

اس آیت کریمہ سے، امام سیوطی، امام ابن حجر، علامہ شامی، علامہ حلبی علامہ پانی پتی، علامہ زرقانی ودیگر علماء اعلام نے استدلال کیا ہے۔ دیوبندی حضرات کے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا چنانچہ لکھتے ہیں:

بعض سلف نے کہا ہے کہ ساجدین سے آپ کے آباء مراد ہیں، یعنی آپ کے نور کا ایک نبی کی صلب سے دوسرے نبی کی صلب تک منتقل ہونا اور آخر میں نبی ہو کر تشریف لانا بلکہ بعض مفسرین نے اس لفظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان پر استدلال کیا ہے۔

تفسیر عثمانی جلد 2 صفحہ 820، مکتبہ البشریٰ کراچی پاکستان

مولوی حسین علی واں بھچراں والے کے خلیفہ اور صوفی عبدالحمید سواتی اور دور حاضر کے دیوبندی حضرات کے امام مولوی سرفراز گکھڑوی کے شیخ واستاد مولوی عبدالخالق گھلو صاحب نے بھی اس آیت مقدسہ سے والدین مصطفیٰ کے ایمان پر علامہ سیہوطی کے حوالہ سے استدلال کیا، ملاحظہ ہو۔

(رحمتہ اللعالمین کے والدین شریفین جنتی ہیں، صفحہ 19، مکتبہ حقانیہ ملتان پاکستان)

نوٹ: مندرجہ بالا روایات وحوالہ جات سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد سب کے سب نبی تھے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء میں انبیاء کرام علیہم السلام بھی شامل ہیں۔ اس لیے بالخصوص ان کا ذکر کیا گیا۔

اعتراض: بعض حضرات کہتے ہیں کہ آباء مصطفیٰ کے ایمان کا عقیدہ رافضیوں کا ہے وہ اس آیت سے آباء مصطفیٰ کے ایمان پر استدلال کرتے ہیں۔

جواب: رافضی اگر آباء واجداد رسول کے ایمان کو مانتے اور تسلیم کرتے ہیں تو کیا ہم انکار کر دیں؟ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ رافضی جس کو مانے ہم اس کا انکار کر دیں، جیسا

کہ پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ اہلسنّت و جماعت کے اجلۂ علماء اعلام و علماء اہل سنت کی ایک کثیر تعداد کا یہ مؤقف ہے اورانہوں نے استدلال کیا ہے اس آیت کریمہ سے رافضوں کے ماننے سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا، علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1137 لکھتے ہیں:

مسلمان کا حق یہ ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک کے بارے میں ایسی بات کہنے سے اپنی زبان کو روک کر رکھے، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کی فضلیت میں کمی آئے اور جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ میں نقصان لازم ہو خصوصاً وہ بات جس سے عوام وہم میں مبتلا ہو۔

تفسیر روح البیان جلد 6 صفحہ 335، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

تو کیا آقا کریم علیہ السلام کے آباء کے غیر مومن ہونے کا قول کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان اور نسبی وخاندانی شرافت وسیادت وعظمت میں کمی لازم نہیں آئے گی؟

کیا لوگ اس سے وہم میں مبتلا نہیں ہوں گے اور کیا جن علماء کرام کے اسماء گرامی مثلاً شامی، سیوطی، قسطلانی، عسقلانی، نبہانی، پانی پتی، دیار بکری، زرقانی، کیا یہ رافضی تھے؟ لہٰذا یہ استدلال اہل سنت و جماعت کا ہے اور اگر رافضی مانتے ہیں تو مانتے رہیں۔

دلیل نمبر: 4

خالق کائنات جل وعلا نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُ اَعۡلَمُ حَیۡثُ یَجۡعَلُ رِسٰلَتَهٗ ؕ

اللہ اپنی رسالت رکھنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے۔

پارہ نمبر 8 سورۃ الانعام آیت 124۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ سے صراحت کے ساتھ یہ عقیدہ مل رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی نبوت ورسالت کے لیے سب سے اعلیٰ مقام کا انتخاب فرماتا ہے۔ اسی لیے اس نے کبھی

کسی رذیل کو رسالت نہیں دی اور کفر و شرک سے زیادہ رزیل کیا چیز ہو سکتی ہے۔ کہ اس میں نور رسالت کو رکھے کیونکہ کفار و مشرکین تو محلِ غضب ولعنت و نجاست ہیں، کافر و مشرک اس قابل نہیں ہوتا کہ نور رسالت و نبوت کا امین بن سکے۔

دلیل نمبر:5

خالق مصطفیٰ جل وعلاو صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىٕلَ لِتَعَارَفُوْاؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۝

اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہیں بڑی قومیں اور قبیلے بنایا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہو، بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور اچھی طرح خبردار ہے۔

پارہ نمبر 26 سورۃ الحجرات آیت نمبر 13

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں اللہ کریم نے عزت کو مسلمانوں کے ساتھ خاص کر دیا ہے کیونکہ کافر و مشرک نہ متقی ہوسکتا ہے اور نہ ہی عزت والا، جبکہ دوسرے مقام پر احکم الحاکمین نے ارشاد فرمایا:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۝

”اور عزت تو صرف اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کے لیے ہے لیکن منافق نہیں جانتے“

پارہ 28 سورۃ المنفقون آیت نمبر 8

اب یہاں دوسری آیت میں فرمایا کہ عزت اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں

کے لیے ہے اور کافر و مشرک کتنا ہی شریف القوم ہو اس کو لئیم و رزیل و ذلیل اور اس رسوا ٹھہرایا اور خدا کے بعد سب سے زیادہ عزت والی ہستی ہمارے آقا کریم علیہ السلام کی ہے، کیونکہ آیت کی ترتیب بھی یہی بتا رہی ہے اور خود نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

"انا اکرم ولد آدم علی ربی ولا فخر"

"میں اللہ کی بارگاہ میں اولادِ آدم سے سب سے زیادہ عزت والا ہوں"

کنز العمال جلد 11 صفحہ 181، رقم الحدیث 31875، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان' جامع ترمذی صفحہ 823 رقم الحدیث 3619، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تو قرآن و حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صرف عزت والے نہیں بلکہ اولادِ آدم میں اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ عزت والے ہیں اور کسی لئیم و ذلیل و پلید کی اولاد سے ہونا کسی عزت و شرف والے کے لیے لائق تعریف نہیں سب سے زیادہ عزت والے کے لیے لائق تعریف ہو۔ لہٰذا قرآن و حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ آقا کریم علیہ السلام کے والدین و آباء و امہات مومن و مسلم ہیں۔

کافروں اور مشرکوں کا خاندان کیا عزت والا ہوتا ہے؟ لیکن حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا تو سارا خاندان عزت و شرف والا ہے۔

دلیل نمبر: 7

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ارشاد پاک ہے:۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝

"بے شک تمہارے پاس تم میں سے ایک عظمت والے رسول تشریف لائے ان پر سخت گراں ہے تمہارا مشقت میں پڑنا بہت چاہنے والے ہیں تمہاری بھلائی کو، ایمان والوں پر نہایت مہربان بے حد رحم فرمانے والے ہیں"۔ پارہ 11 سورۃ توبہ آیت نمبر 128

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک جہالت کی ولادت میں سے کوئی چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لاحق نہیں ہوئی تھی۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم شرعی نکاح کے ذریعے آباء سے امہات کی طرف منتقل ہوتے رہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء میں سے کوئی بھی سفاح (بدکار) نہیں تھا۔

تفسیر مظہری جلد 4 صفحہ 380 ضیاء القرآن پبلی کیشنز' لاہور

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"ما ولدنی من سفاح اتھل الجاھلیہ شئی، وما ولدنی الا نکاح کنکاح الاسلام"

''میری ولادت اسلامی نکاح کے ذریعے ہوئی ہے جاہلیت کی کسی بدکاری سے میری ولادت نہیں ہوئی''

معجم کبیر جلد 5 صفحہ 225 رقم الحدیث 10659، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

تفسیر معالم التنزیل جلد 3 صفحہ 133، دار الفکر بیروت لبنان۔

تفسیر مظہری جلد 4 صفحہ 380، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 686، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

نکاح شرعی بھی دین اسلامی ہی کی خوبی ہے، اس حدیث واثر اور تفسیر سے بھی معلوم ہوا کہ آقا کریم علیہ السلام کے آباء واجداد مسلم ومومن تھے خدا پرست تھے۔

دوسرا استدلال:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ بالا آیت کے تحت لکھتے ہیں،

ابن عباس، زہری اور ابن محیصن رحمتہ اللہ علیہ نے من انفسکم کے فا کو زیر کے ساتھ پڑھا ہے، معنی یہ ہوگا کہ تمہارے پاس رسول تشریف لایا تمہارے اشرف اور افضل

لوگوں میں سے۔

تفسیر مظہری جلد 4 صفحہ 380، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان۔

مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

اس کی قرأت انفسکم بھی کی گئی ہے اس کا معنی ہوگا کہ

تم میں رسول تشریف لایا تمہارے اشرف وافضل لوگوں میں سے جو کہ نفیس ترین تھے۔

تفسیر روح البیان جلد 3 صفحہ 566، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قرأت میں من انفسکم ہے۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ تم سب سے اشرف وافضل ہیں۔

تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 178، دار احیاء التراث العربی بیروت 1415ھ۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابن عباس اور زہری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہی تفسیر لکھی ہے۔

تفسیر طبرانی جلد 3 صفحہ 369، دار الکتاب الثقافی اردن

علامہ احمد بن احمد الصاوی المالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1241ھ لکھتے ہیں

اس کی ایک قرأت فا کی زبر سے ہے، اس کا معنی ہے نفاست

والمغنی: جآء کم رسول من اشرافکم وار فعکم قدرا

اور اس کا معنی یہ ہے کہ تمہارے درمیان رسول تشریف لائے تمہارے اشراف میں سے اور تم سے اعلیٰ قدر والے۔

حاشیۃ الصاوی علی الجلالین جلد 2 صفحہ 187، دار الحدیث قاہرہ مصر۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ اور اس کی تفسیر میں آقا کریم علیہ السلام کو اور آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کے آباء کو اشرف اور افضل اور نفیس ترین فرمایا گیا جبکہ کافر ومشرک ذلیل اور خسیس ترین ہوتا ہے نہ کہ افضل ونفیس ترین۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد مومن ومسلم تھے کیونکہ وہ افضل اور اعلیٰ اور نفیس تھے جبکہ کافر کبھی بھی چاہیے جیسا بھی ہو افضل اور اعلیٰ نہیں ہوسکتا۔

دلیل نمبر:8

خالق کائنات نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا

البتہ تحقیق احسان فرمایا اللہ نے مومنوں پر جب ان میں اپنا شان والا رسول مبعوث فرمایا۔

پارہ 4 سورۃ آل عمران آیت نمبر 164

یہ آیت کریمہ واضح طور پر فرمارہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنوں میں تشریف لائے، جن میں آج رسولِ اکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہیں جب وہ مومن ہیں تو جن میں سے ہوکر آقا کریم علیہ السلام تشریف لائے وہ آباء اجداد کیونکر مومن نہ ہوں گے۔

دلیل نمبر:9

اللہ کریم جل جلالہ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ط

"آپ فرمادیجئے میں تم سے اس (تبلیغ رسالت پر) کوئی بدلہ طلب نہیں کرتا قریبیوں کی محبت کے سوا"۔

پارہ 25 سورۃ شوریٰ آیت 23

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں رب العالمین نے حضور شہنشاہِ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبوں سے محبت کرنے کا حکم فرمایا اور حضور شاہ خوبان، سرور سروراں، حامی

نے کسان صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے قریبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین ہیں، ہر مسلمان تو کیا ہر انسان، جس سے آپ پوچھو کہ تمہارے والدین تمہارے قریبی ہیں کہ نہیں؟ تو اگر اس کی ذرا بھی عقل سلامت ہوئی تو وہ فوراً کہے گا کہ اگر والدین قریبی نہیں تو پھر کون قریبی ہے؟

والدین یہ تو انسان کے سب سے پہلے قریبی ہیں، تو جب آپ کے اور ہمارے والدین قریبی ہیں تو آقاء کریم علیہ السلام کی ذات والا صفات تو وراء الوریٰ ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کیونکر قربیٰ نہ ہوں گے۔

اگر کوئی کہے جی والدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قربیٰ نہیں ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ اگر ہم تم سے کہیں کہ تمہارے والدین تمہارے قریبی نہیں ہیں تو کیا تمہارے دل کو دُکھ پہنچے گا کہ نہیں پہنچے گا اور ضرور پہنچے گا۔ تو سوچو کہ جب یہ کہا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہیں ہیں تو لجپال آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کو کتنی اذیت پہنچے گی۔

تو جب ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قربیٰ ہیں تو یہ بھی ثابت ہوا کہ قرآن ہمیں قربیٰ سے محبت کا حکم دیتا ہے اور دین اسلام اور شریعت محمدیہ میں مسلمان بھائیوں سے، مومنین سے محبت کا حکم ہے کفار ومشرکین سے نہیں۔

تو ثابت ہوا کہ آقا کریم علیہ السلام کے والدین مومنین ہیں کیونکہ وہ قربیٰ ہیں اور قربیٰ سے محبت کا قرآنی حکم ہے۔

دلیل نمبر:10

یہ ہماری دلیل تین حصوں پر مشتمل ہوگی، پہلے حصہ میں ہم یہ ثابت کریں گے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نور علیہ السلام تک تمام لوگ مؤحد تھے۔

دوسرے حصے میں یہ ثابت کریں گے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک بھی سب لوگ مسلمان تھے اور دلیل کے تیسرے حصہ میں یہ ثابت کریں گے کہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء واجداد واصحاب مومن تھے۔

آدم تا نوح علیہا السلام تک تمام لوگ مؤحد تھے:

حافظ عماد الدین ابن کثیر متوفی ہجری 774، صحیح بخاری، کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:۔

بین آدم و نوح عشرة قرون کلهم علی الاسلام

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دس (10) قرن تھے۔ان تمام زمانوں کے لوگ مسلمان تھے۔

المعجم الکبیر جلد 5 صفحہ 388 رقم الحدیث 11664، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

کشف الاستاد جلد 3 صفحہ 41 رقم الحدیث 2190، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان

مجمع الزوائد جلد 7 صفحہ 21 رقم الحدیث 10858، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

البدایۃ النہایۃ، جلد 1 صفحہ 126، دار الاشاعت کراچی

مسند ابی یعلیٰ جلد 2 صفحہ 33 رقم الحدیث 2609، دار الفکر بیروت لبنان

تاریخ ابن کثیر جلد 1 صفحہ 132، دار الاشاعت کراچی

طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 51، مطبوعہ بیروت لبنان

خالق کائنات جل جلالہ کا ارشاد ہے:

”کان الناس امة واحدة“

”تمام لوگ ایک ہی امت تھے“

پارہ نمبر 2 سورۃ بقرہ آیت 213

کی تفسیر کرتے ہوئے محدث جلیل مفسر کبیر، امام، حافظ ابی القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 360 لکھتے ہیں کہ حضرت قتادہ اور ضحاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کان الناس امة واحدة علی الحق

یعنی تمام لوگ دین حق پر تھے، امام طبرانی علیہ الرحمۃ مزید لکھتے ہیں کہ

ای کانوا مؤمنین فی زمن ادم علیه السلام وبعد وفاته الٰی مبعث نوح علیه السلام

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ اور ان کے ظاہری وصال باکمال کے بعد حضرت نوح علیہ السلام تک تمام لوگ مومن تھے۔

التفسیر الکبیر تفسیر القرآن العظیم، جلد 1 صفحہ 363، دار الکتاب الثقافی اردن 2008ء

مندرجہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے، علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 701 لکھتے ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام تک تمام لوگ صرف دین اسلام پر متفق رہے۔

تفسیر مدارک التنزیل وحقائق التاویل جلد 1 صفحہ 217، فرید بک سٹال لاہور پاکستان

امام شیخ اسماعیل حقی بن مصطفیٰ الحنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1147 لکھتے ہیں ایک جماعت واحد تھی جو کہ ایمان اور اتباع حق پر متفق تھی، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام تک۔

روح البیان فی تفسیر القرآن جلد 1 صفحہ 333، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

علامہ امام جلال سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911 لکھتے ہیں تمام لوگ ایمان پر قائم تھے۔

الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 202، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر جلالین مع صاوی جلد 1 صفحہ 181، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

شیخ علامہ احمد بن احمد صاوی مالکی مصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1241 لکھتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام تک تمام لوگ حق پر تھے، اگر چہ بعض نے کفر پر اتفاق کا قول کیا ہے۔

لیکن صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہے

حاشیۃ الصاوی علی الجلالین جلد 1 صفحہ 181، دار الحدیث قاہرہ مصر۔

صدر الافاضل، فخر الاماثل، استاد العلما، حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمتہ الھادی متوفی ہجری 1367، اپنی مشہور زمانہ اور اُردو زبان کی سب سے جامع تفسیر میں آیت مندرجہ بالا کے تحت لکھتے ہیں کہ:

حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے عہد نوح علیہ السلام تک سب لوگ ایک دین اور ایک شریعت پر تھے، پھر ان میں اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور یہ بعثت میں پہلے رسول ہیں۔

خزائن العرفان فی تفسیر قرآن صفحہ 69، علم دین پبلشر لاہور پاکستان

دیوبندی حضرات کے مفتی اعظم مفتی شفیع صاحب لکھتے ہیں:

جمہور مفسرین کے نزدیک راجح یہ ہے کہ مراد عقائد صحیحہ توحید و ایمان پر سب کا متحد ہونا ہے۔

تفسیر معارف القرآن جلد 1 صفحہ 504، ادارۃ المعارف کراچی پاکستان

مندرجہ بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت نوح علیہ السلام کے دور تک تمام کے تمام لوگ دین اسلام پر قائم تھے، حضرت نوح علیہ السلام کے دور میں اختلاف اور بگاڑ پیدا ہوا تو اس وقت بھی حضرت نوح علیہ السلام کے والدین مومن تھے کیونکہ ان کے ایمان پر قرآن گواہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا مانگی۔

"وجعلنا ذریتهُ هم الباقین"

اور ہم نے ان ہی کی اولاد کو باقی رکھا

الحاوی للفتاوی جلد 2 صفحہ 202، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 73، مرکز علم وادب دار العرفان لاہور پاکستان

ہماری مندرجہ تحقیق سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سیّدنا نوح علیہ السلام تک تمام کے تمام لوگ مومن تھے جب ان کے درمیان فرق آیا تو عذاب خداوندی نے ان کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا اور نوح علیہ السلام کی کشتی میں بیٹھ کر وہ لوگ پھر بچ گئے جو صاحب ایمان تھے۔ یہاں تک کہ ہماری دلیل نمبر 10 کا پہلا حصہ مکمل ہوا۔ اب چلتے ہیں دوسرے حصے یعنی حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے تک۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

اللہ عزوجل کے نبی اور رسول حضرت سیّدنا نوح علیہ السلام نے قابیل خاندان کی ایک عورت سے شادی کی، اس سے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام یوناطن رکھا گیا۔

اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کی اور بھی اولاد ہوئی۔ اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام اپنی اولاد کو لے کر بابل، تشریف لے گئے، وہاں اپنے رہنے کے لیے مکانات بنالیے۔ فرات کے کنارے 144 مربع میل پر یہ لوگ پھیلے ہوئے تھے۔ اس آبادی کے مکانات کا دروازہ کوفہ کے پل کی بائیں طرف تھا، جس جگہ کا نام دوران تھا۔

پھر ان میں اضافہ ہوا حتیٰ کہ ان کی آبادی ایک لاکھ تک پہنچ گئی۔ ''وھم علی الاسلام'' اور وہ سب کے سب اسلام پر تھے، بابل میں رہتے ہوئے نمرود ان کا حکمران بن گیا یہ بت پرست تھا اس نے لوگوں کو بھی بت پرستی کی دعوت دی۔

طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 42، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الحاوی للفتاوی جلد 2 صفحہ 202، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مندرجہ بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر نوح علیہ السلام تک اور نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام تک تمام کے تمام آباءِ رسول مسلمان تھے کیونکہ نمرود کے عہد کے حکومت تک اولاد نوح اسلام پر تھی اور نمرود کے

عہد میں ہی حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام معبوث ہوئے۔

اب یہاں سے آگے بعض حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ تک تمام آباء رسول کا ایمان ہم کلام مبین سے ثبوت پیش کرتے ہیں۔

آیت نمبر: 1

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖۤ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ ۝ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ۝

"اور جب فرمایا ابراہیم نے اپنے باپ اور قوم سے بے شک میں ان سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو، سوائے اللہ کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہ عنقریب مجھے ہدایت پر ثابت قدمی عطا فرمائے گا اور ابراہیم نے اس کلمہ توحید کو اپنی نسل میں باقی رہنے والا کلمہ بنا دیا تا کہ اہل مکہ دین ابراہیمی کی طرف رجوع کریں"۔

پارہ نمبر 25 سورۃ زخرف آیت 28 تا 26

یعنی حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں قیادت تک ایسے لوگ ضرور رہیں گے جو عقیدہ توحید پر قائم رہیں گے، چنانچہ امام حافظ ابی بکر احمد بن حسین بن علی البھقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 458 لکھتے ہیں:

"الکلمة لا الـه الا الله"

یعنی وہ کلمہ جو ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہمیشہ باقی رہے گا وہ کلمہ توحید لا الہ الا اللہ ہے۔

کتاب الاسماء والصفات جلد 1 صفحہ 166، دار الکتاب العربی بیروت لبنان

بلکہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے تو پورا باب قائم کیا ہے۔

باب: ماجآء فی فضل الکلمة الباقية فی عقب ابراهيم عليه

السلام وھی کلمة التقویٰ و دعوۃ الحق لااله الا الله

حوالہ مندرجہ بالا:

مفسر قرآن حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آباد علیہ الرحمۃ الھادی متوفی ہجری 1367 مندرجہ بالا آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں:

تو آپ کی اولاد میں مؤحد اور توحید کی داعی ہمیشہ رہیں گے

تفسیر خزائن العرفان صفحہ 890 علم دین پبلشرز لاہور پاکستان

علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ آیت مندرجہ بالا کے تحت لکھتے ہیں کہ:

حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

وجعلھا کلمة باقیة قال شھادۃ ان لااله الا الله والتوحید لم یزل فی زریته من یقول لھا من بعده .

اس کلمہ سے مراد لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا ہے اور اس کلمہ توحید کے قائل ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہمیشہ رہے۔

حضرت سدی سے بھی یہی تفسیر مروی ہے۔

تفسیر طبری جلد 25 صفحہ 76، دار احیاء التراث العربی بیروت

حافظ عماد الدین ابن کثیر نے بھی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں جناب عکرمہ، ضحاک قتادہ اور سدی رضی اللہ عنہما سے یہی تفسیر بیان کی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں کلمہ باقیہ سے مراد، اللہ واحد کی عبادت اور تمام نبیوں سے بیزاری ہے اور یہ لا الہ الا اللہ کا کلمہ ہے۔

اسے اللہ نے ابراہیم کی اولاد میں دائمی طور پر باقی رکھا، آپ کی اولاد میں جسے اللہ ہدایت دے گا وہ اس کلمہ میں ان کی اقتدا کرے گا۔

جناب عکرمہ، ضحاک، قتادہ اور سدی وغیرہ حضرات نے اس کلمہ کے بارے میں فرمایا، وہ لا الہ الا اللہ ہے اور ابراہیم کی اولاد میں ہمیشہ ہر دور میں اس کلمہ کے قائل موجود رہیں گے، اس طرح کی روایت حضرت ابن عباس سے بھی ہے۔ ابن زید کہتے ہیں کہ

اس کلمہ سے مراد، کلمۃ الاسلام ہے لیکن ان کے قول اور دیگر حضرات کے قول کا مرجع ایک ہی ہے۔

تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 159، مکتبہ حقانیہ ملتان۔

الحافظ، الامام، العلامہ ابی قاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 360 لکھتے ہیں کہ:

ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہمیشہ ایسے لوگ رہیں گے جو کلمۂ توحید بلند کرنے والے ہوں گے اور اس کلمہ سے مراد لا الہ الا اللہ ہے۔

تفسیر طبرانی جلد 5 صفحہ 468، دار الکتاب الثقافی اردن۔

مفتی شفیع دیوبندی لکھتے ہیں:۔

مطلب یہ کہ اپنے عقیدہ توحید کو انہوں نے اپنی ذات تک ہی محدود ہی نہیں رکھا بلکہ اپنی اولاد کو بھی اسی عقیدے پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی چنانچہ آپ کی اولاد میں ایک بڑی تعداد مؤحدین کی ہوئی اور خود مکہ مکرمہ اور اس کے گردونواح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تک ایسے سلیم الفطرت حضرات موجود تھے جو صدیاں گزرنے کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اصلی دین پر ہی قائم رہے۔

تفسیر معارف القرآن جلد 7 صفحہ 726، ادارۃ المعارف کراچی

مندرجہ بالا چند تفسیری حوالہ جات سے سورت زخرف کی مذکورہ آیت، طیبہ اس بات کا اعلان کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کی یہ دعا قبول فرمائی کہ اے اللہ! لا الہ الا اللہ کو ہمیشہ ہمیشہ میری اولاد میں باقی رکھ۔

اس کی قبولیت کے پیش نظر آپ علیہ السلام کی اولاد کو ہم دو ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ایک وہ دور جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ تک پھیلا ہوا ہے اور دوسرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ سے قیامت قائم ہونے تک کا ہے، پہلے دور کے لوگوں کے لیے صرف اس کلمہ کا اجمالی طور پر ایمان کافی تھا کیونکہ ان کے پاس کوئی نبی

یا رسول نہ آیا۔

اور نہ ہی کسی اور طریقہ سے ان کو ایمان کی تفصیل معلوم ہو سکی، لہٰذا اس دور کا کوئی فرد اگر اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک تسلیم کرتا ہو۔ تو وہ مومن تھا اور ایسے لوگ ہر دور میں حضرت خلیل علیہ السلام کی دعا کی مظہر رہے ہیں۔ ان خوش نصیب حضرات میں وہ لوگ بطریقہ اولیٰ داخل ہیں۔

جن کا تعلق ابراہیم سے خونی یا نسبی ہے۔ یعنی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین تک ان کے تمام آباء و اجداد و امہات اس خدا دا نعمت سے بہرہ ور ہیں۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین بھی اپنے دور کے ان چیدہ چیدہ افراد میں سے جو اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل اور اس کے مبلغ تھے۔ اس لیے قرآن کریم کی ان آیات کے مقابلہ میں اُن دوزخی ثابت کرنے کے لیے ضعیف احادیث کا سہارا لینا کسی طرح بھی پسندیدہ نہیں ہو سکتا، دوسرے دور کے لوگوں کے لیے چونکہ اللہ تعالیٰ نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو معبوث فرما دیا اس لیے کلمہ وہی کافی ہے۔

لیکن اس کے ساتھ رسالت محمدیہ پر ایمان لانے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں لہٰذا اب اور قیامت تک اہل اسلام کا کلمہ یہ ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس توحید و رسالت کے اقرار میں تمام تر عقیدے داخل ہیں جن میں سے کسی ایک کا انکار دراصل توحید یا رسالت کا انکار ہو جاتا ہے۔

بعض مفسرین نے اس کلمہ باقیہ سے مراد قیامت تک جاری رہنے والا کلمہ لیا ہے۔ بہرحال **ولا تسئل عن اصحاب الجحیم**'' کے تحت کمزور اور ضعیف احادیث کا سہارا لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو کافر یا مشرک ثابت کرنا اور اوپر ذکر کردہ آیت شریفہ سے روگردانی کرنا، یہ نہ تو انصاف کا تقاضا ہے اور نہ ہی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کما حقہ، عقیدت و محبت کی جھلک ہے۔

نور العنین فی ایمان آبادی سید الکونین صفحہ 175 فرید بک سٹال، لاہور

آیت نمبر 2:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۝

اور جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے رب اس شہر (مکہ) کو امان والا بنادے اور مجھے اور میرے (خاص) بیٹوں کو بتوں کی عبادت سے بچا۔

پارہ نمبر 13 سورت ابراہیم آیت 35۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک اور دعا کا ذکر ہے جو کہ سابقہ دعا سے مختلف نظر آتی ہے۔ اس دعا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹوں کے لیے بتوں کی پوجا کرنے سے بچاؤ کا سوال کیا۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے اس دعا کو بھی شرف قبولیت بخشا۔ عربی زبان میں، بیٹے کا استعمال وسیع مضمون میں ہوتا ہے۔ یوں کہہ لیجئے کہ بالواسطہ اور بلاواسطہ اولاد پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

اس لیے عقلی قرینہ کے پیش نظر ہمیں یہاں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے کچھ افراد ہی مراد ہیں۔ اس لیے غزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت شریفہ کا ترجمہ کرتے وقت ہلالین میں لفظ، خاص، لکھا تھا اور ان خاص اور بعض میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤاجداد یقیناً شامل ہیں۔ علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ بالا آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں کہ جناب مجاہد کہتے ہیں کہ: جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے یہ دعا مانگی، اے میرے پروردگار! اس شہر کو امن والا بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے محفوظ فرما۔

تو اللہ تعالیٰ جل جلال نے آپ علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس دعا کے بعد آپ علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی نے بتوں کی پوجا نہیں کی اور آپ کی

اولاد میں اقامت الصلوٰۃ رکھی۔

تفسیر طبری جلد 13 صفحہ 270، داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان

محدث کبیر، مفسر جلیل، فاصل اجل، عارف کامل، عاشق رسول، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911 لکھتے ہیں:

ابن ابی حاتم نے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ کسی نے ان سے پوچھا کیا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی نے بتوں کی پوجا کی؟

تو سفیان بن عینیہ نے فرمایا: نہیں کیا تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو نہیں جانتے، یا اللہ! مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کی عبادت سے محفوظ رکھ، سائل نے پھر سوال کیا:

تو اس دعا میں ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے صاجزادے حضرت اسحاق علیہ السلام اور دوسرے بیٹوں کی اولاد کیونکر داخل نہیں؟ سفیان علیہ رحمتہ الرحمٰن نے فرمایا: دوسرے صاجزادوں کی اولاد اس لیے شامل نہیں ہے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا شہر مکہ کے رہنے والوں کے لیے فرمائی تھی کہ جب یہ شہر ان کی رہائش اور سکونت بن جائے تو وہ بتوں کی پوجا نہ کریں اور عرض کی:

اے اللہ! اس شہر کو امن والا بنادے۔ آپ نے تمام شہروں کی دعا نہیں فرمائی تھی، امام سیوطی فرماتے ہیں۔ جناس سفیان بن عینیہ کا بیان و جواب غور سے پڑھو۔

آپ متجہدین کرام میں سے ہیں اور ہمارے شیخ جناب امام شافعی کے استاذ اور شیخ ہیں۔

الحاوی للفتاوی جلد 2 صفحہ 205، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

شیخ الحدیث والتفسیر، قاطع خارجیت و رافضیت، محسن اہلسنّت حضرت شیخ علامہ مولانا محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

جناب مجاہد کی روایت اور وہب بن منبہ کی طویل حدیث سے جو دراصل دعائے

خلیل الرحمٰن کی تفسیر ہیں سے چند باتیں سامنے آتی ہیں۔

(1) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مانگی گئی دعائیں اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائیں۔

(2) ان دعاؤں میں سے ایک دعا یہ تھی، اے اللہ! میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے بچائے رکھنا۔

(3) آپ علیہ السلام کی دعا اپنی اولاد میں سے صرف ان لوگوں کے لیے تھی جو مکہ مکرمہ میں آباد ہوئے یعنی اولاد اسماعیل علیہ السلام۔

(4) اولاد آدم میں سے کسی نے بت پرستی نہ کی اور بیت اللہ شریف کی دیکھ بھال کے لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں پسند فرمایا۔

جب اسماعیل علیہ السلام اولاد کو بالعموم یہ شرف حاصل رہا کہ وہ موحد تھے نماز کی اقامت ان کا معمول تھا۔ بیت اللہ کی مجاوری ان کے سپرد تھی تو پھر ان حضرات میں سے بلا واسطہ جن کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہو (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین) ان کے موحد اور دنیدار ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر اترتے ہی ابراہیم اور اولاد ابراہیم کی خوبیاں بیان کردی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین میں وہ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ نے پہلے سے جمع فرمادی تھیں۔

اس لیے ان کے لیے یہی عقیدہ درست ہے کہ وہ جنتی ہیں اور مومن ہیں اور موحد ہیں

نور العینین صفحہ 182

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو یہ دوسری دعا کی تھی کہ مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کی پرستش کرنے سے محفوظ رکھ۔ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں۔ وہ پیدائشی مومن ہوتے ہیں اور تاحیات ایمان پر قائم رہتے ہیں

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کیں کی کہ مجھے بت پرستی سے محفوظ رکھ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یا اللہ! جس طرح تو نے مجھے پہلے بتوں کی پرستش سے اجتناب کی توفیق عطا فرمائی اس طرح آئندہ بھی مجھے اس سے اجتناب پر قائم و دائم رکھ۔

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تواضع اور عاجزی و انکساری کے طور پر یہ دعا فرمائی اور اللہ کی طرف سے اپنی احتیاج کو ظاہر کیا کہ انہیں ہر حال میں اور ہر وقت اس کے فضل و کرم کی ضرورت ہے، چنانچہ حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمتہ الھادی متوفی ہجری 1367 لکھتے ہیں کہ:۔

انبیآء علیہم السلام بت پرستی اور تمام گناہوں سے معصوم ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ دعا کرنا بارگاہ الٰہی میں تواضع و اظہار احتیاج کے لیے ہے کہ باوجود کہ تو نے اپنے کرم سے محفوظ کیا لیکن ہم تیرے فضل و رحمت کی طرف دست احتیاج دراز رکھتے ہیں۔

تفسیر خزائن العرفان صفحہ 481، علم دین پبلشرز لاہور پاکستان

تیسرا جواب اس کا یہ ہے کہ اصل مقصود تو اپنی اولاد کو شرک و بت پرستی سے بچانے کی دعا کرنا تھا۔ اولاد کو اس کی اہمیت بتانے اور سمجھانے کے لیے اپنے آپ کو بھی اس دعا میں شامل کیا۔

چوتھا جواب اس کا یہ ہے کہ دعا کے آداب میں سے ہے کہ جب کسی کے لیے دعا کرو تو اپنے لیے بھی کرو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا کے آداب سے اچھی طرح واقف ہیں خدا کے رسول ہیں تو اس لیے آپ نے خود کو بھی دعا میں شامل کر لیا۔

اعتراض:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کے بیٹوں کو بھی بت پرستی سے محفوظ رکھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول نہیں کی کیونکہ کفار قریش حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے تھے حالانکہ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مراد یہ تھی کہ ان کی صلب سے جو بیٹے پیدا ہوں ان کو اللہ تعالیٰ بتوں کی پرستش سے محفوظ رکھے۔

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ ان یہ دعا ان کی اولاد میں سے مومنین کے ساتھ مخصوص تھی کیونکہ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ جو میری پیروی کرے وہ میرا ہے سب کے لیے یہ دعا نہیں تھی بعض کے لیے تھی، جیسا کہ ہم پہلے اس کی وضاحت کر چکے ہیں۔

تیسرا جواب اس کا یہ ہے کہ اولاد ابراہیم میں سے کسی نے بت پرستی نہیں کی بلکہ جس وقت مکہ کی قوم جرہم کے لوگوں نے قبضہ کر کے اولاد اسماعیل کو حرم سے نکال دیا۔ تو یہ لوگ حرم سے انتہائی عظمت ومحبت کی بناء پر یہاں کے چھ پتھر اپنے ساتھ لے گئے تھے۔

ان کو حرم اور بیت اللہ کی یادگار کے طور پر سامنے رکھ کر اس کے گرد طواف کیا کرتے تھے جس میں غیر اللہ کی طرف کوئی رخ نہ تھا بلکہ جس طرح بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا یا بیت اللہ کے گرد طواف کرنا اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت ہے، اسی طرح وہ بھی اس پتھر کی طرف رخ اور اس کے گرد طواف کو اللہ کی عبادت کے خلاف نہیں سمجھتے تھے۔

یہ جواب حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

آیت نمبر 3:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ○

ترجمہ: اے ہمارے رب! کر دے ہم دونوں کو خاص اپنے لیے (مزید) فرمانبردار اور ہماری اولاد میں سے ایک امت مسلم خاص اپنے لیے اور بتا ہمارے حج کے احکام اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما۔

بے شک تو ہی رحمت کے ساتھ رجوع فرمانے والا ہے، اے ہمارے رب!

ان میں ایک (عظمت والا) رسول بھیج انہی میں سے کہ ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انہیں قرآن اور حکمت سکھائے اور انہیں پاک کردے بے شک تو ہی بڑا غالب ہے بہت حکمت والا۔

پارہ نمبر 1 سورت البقرہ آیت 129-128

مندرجہ بالا آیت مقدسہ میں خلیل الرحمن علیہ السلام کی دعاؤں کا ذکر ہے کہ آپ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی کہ یا اللہ! ہم دونوں باپ بیٹا یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو خالص اپنے لیے اور بھی فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت کو بھی اپنا فرمانبردار بنا اور پھر عرض کیا:

انہی فرمانبرداروں میں سے اپنا شان والا رسول معبوث فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا۔

آئمہ تفسیر فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہمیشہ خدا کو ماننے والے موجود رہے کیونکہ آپ علیہ السلام نے دعا کی تھی اور آپ کی دعا قبول ہوئی۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ اگر ابراہیم علیہ السلام کی دعا رد کی جاتی تو اس کی تصریح ہوتی۔

لہٰذا جب رد کرنا ثابت ہوا تو تو ہمیں اس بات کا پتہ چلا کہ دعا رب کائنات نے قبول فرمائی کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہمیشہ مسلمان موجود ہے، امت مسلمہ موجود رہی، خدا کو ماننے والے موجود رہے اور انہی ماننے والوں میں سے آقا کریم علیہ السلام تشریف لائے۔ علامہ شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر الغفاجی المصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1069 لکھتے ہیں کہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا: ''رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا'' کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت سے نواز اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت مسلمہ سے حضور تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو معبوث فرمایا:۔

نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض جلد 1 صفحہ 158، دار الکتب العلمیہ بیروت

حکیم الامت، مفسر قرآن، شارح بخاری ومشکوۃ، محسن اہلسنّت حضرت علامہ مفتی

احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ آیت مندرجہ بالا کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُمت مسلمہ میں پیدا ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد مومن تھے، کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا قبول ہوئی۔ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین بلکہ تمام آباؤ اجداد کو شرک، کفر اور زنا سے پاک وصاف رکھا۔

تفسیر نور العرفان صفحہ 24۔ نعیمی کتب خانہ گجرات

مفسر قرآن، محدث جلیل، الحافظ، علامہ ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب اطبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 360 آیت مندرجہ بالا کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"ای وابعث فی ذریتنا الامة المسلمة"

یعنی اس نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ کو میری ذریت مسلمہ میں معبوث فرما۔

التفسیر الکبیر تفسیر القرآن العظیم جلد 1 صفحہ 247، دار الکتاب الشفافی الاردن

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911 لکھتے ہیں:

و قد اجاب اللہ دعاءہٗ بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم

(یعنی ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا مانگی کہ یا اللہ! میری دریت مسلمہ سے نبی آخر الزماں کو معبوث فرما)

تو اللہ کریم نے ان کی دعا قبول فرمائی اور آقا کریم علیہ السلام کو معبوث فرمایا۔

تفسیر جلالین مع حاشیہ الصاوی، جلد 1 صفحہ 119، دار الحدیث قاہرہ مصر

مفتی شفیع دیوبندی کراچی والے لکھتے ہیں کہ:۔

حضرت خلیل اللہ کی یہ دعا بھی قبول ہوئی کہ آپ علیہ السلام کی ذریت (یعنی اولاد) میں ہمیشہ ایسے لوگ موجود رہے ہیں جو دین حق پر قائم اور اللہ کے فرماں برادار بندے تھے، جاہلیت عرب میں جبکہ پوری دنیا میں خصوصاً عرب کو بت پرستی وشرک نے گھیر لیا تھا اس وقت اولاد ابراہیم میں ہمیشہ کچھ لوگ عقیدہ توحید وآخرت کے مقتد اور اطاعت شعار رہے۔

تفسیر معارف القرآن جلد 1 صفحہ 327، ادارۃ المعارف کراچی

معلوم ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا بھی قبول ہوئی اور اس پر مفسرین کا اجماع

ہے کہ اس جگہ رسول سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات ہے چنانچہ خود لجپال آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

دعائے خلیل:

امام احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 241 نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ:

صحابی رسول حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

بے شک میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا اور اس وقت حضرت آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گوندھے ہوئے تھے اور میں تم کو اپنی ابتداء کی خبر دیتا ہوں۔

"دعوۃ ابی ابراھیم"

میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا سے ہوں۔

میں عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور میں اپنی امی جان کا وہ نظارہ ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا ان سے ایک ایسا نور نکلا تھا جس سے ان کے لیے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

مسند احمد جلد 10 صفحہ 294 رقم الحدیث 6-17085، دار الحدیث قاہرہ مصر' کشف الاستار عن زوائد البزار جلد 3 صفحہ 113 رقم الحدیث 2365 مؤسسۃ الرسالہ بیروت' المعجم الکبیر جلد 7 صفحہ 326 رقم الحدیث 15033، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان' المستدرک علی الصحیحین جلد 2 صفحہ 656 رقم الحدیث 4175، دار الکتب العلمیہ بیروت' مستدرک حاکم جلد 2 صفحہ 600 مکتبہ دار الباز مکہ مکرمہ عرب شریف' موارد الظمان عن زوائد ابن جہان صفحہ 512، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان' مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 290 رقم الحدیث 13845، دار الکتب العلمیہ بیروت' الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان صفحہ 1698 رقم الحدیث 6404 دار المعرفہ بیروت حلیۃ اولیاء وطبقات الاصفیاء جلد 6 صفحہ 82 رقم الحدیث 7892، مکتبہ التوفیقیہ مصر' دلائل النبوۃ جلد 2 صفحہ 130، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

شرح السنہ جلد 7 صفحہ 12 رقم الحدیث 4199، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

البحر الزخار بمسند ابزار جلد 10 صفحہ 135 رقم الحدیث 18172، دار الکتب العلمیہ بیروت

جامع الآثار فی مولد النبی المختار جلد 2 صفحہ 741، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مسند ابی داؤد الطیاسی جلد 2 صفحہ 126 رقم الحدیث 1236، پروگریسو بکس لاہور

مسند الفردوس جلد 1 صفحہ 46 رقم الحدیث 113، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

کنز العمال فی سنن الاقوال والا فعال جلد 11 صفحہ 173 رقم الحدیث 31826، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

المعجم الکبیر جلد 4 صفحہ 298 رقم الحدیث 7631، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مشکاۃ المصابیح جلد 3 صفحہ 198 رقم الحدیث 5743، مکتبۃ التوفیقیہ مصر۔

شعب الایمان جلد 2 صفحہ 134 رقم الحدیث 1385، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 71، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

دلائل النبوۃ صفحہ 73، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

تاریخ دمشق الکبیر جلد 3 صفحہ 222، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان

کفایۃ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب جلد 1 صفحہ 7، دار الکتب العلمیہ بیروت

مقاصد الحسنہ صفحہ 377 تحت الرقم 855، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

کتب تفسیر کے حوالہ جات:

تفسیر جامع البیان جلد 1 صفحہ 643، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان

تفسیر بحر العلوم المعروف سمرقندی جلد 1 صفحہ 159، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر معالم التنزیل جلد 1 صفحہ 78، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر زاد المیسر جلد1 صفحہ 113، وحید کتب خانہ پشاور

تفسیر ابن کثیر جلد 1 صفحہ 286، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 182، مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور

تفسیر غرائب القرآن جلد 1 صفحہ 403، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر سراج منیر جلد 1 صفحہ 107، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر ملا علی قاری جلد 1 صفحہ 120، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر الجامع لاحکام القرآن جلد 2 صفحہ 89، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر کشف والبیان جلد 1 صفحہ 195 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

حاشیہ شیخ زادہ علی البیضاوی جلد 1 صفحہ 305، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر کشاف جلد 1 صفحہ 187، مرکزی اہلسنّت برکات رضا گجرات ہند۔

تفسیر روح المعانی جلد 1 صفحہ 526، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان

تفسیر ابی سعود جلد 1 صفحہ 193، دار الفکر بیروت لبنان

تفسیر ابن عربی جلد 1 صفحہ 75۔ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل جلد 1 صفحہ 91، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

تفسیر مدارک التنزیل وحقائق التاویل علی ھامش خازن جلد 1 صفحہ 91 مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

تفسیر مظہری جلدی 1 صفحہ 220، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستاان

تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 549، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

مختلف فیہ:

فتح الباری شرح صحیح جلد 6 صفحہ 724، قدیمی کتب خانہ کراچی

الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 212، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

لطاف المعارف صفحہ 113، دار الحدیث قاہرہ مصر۔

کتب سیرت کے حوالہ جات:

مواہب اللدینہ جلد 1 صفحہ 36 فرید بک سٹال لاہور

مولد رسول اللہ ابن کثیر صفحہ 17، مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 61، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

المورد الدروی فی مولد النبوی صفحہ 35، مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور

اشرف الوسائل الی فہم الشمائل صفحہ 33، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الوفا باحوال مصطفیٰ صفحہ 52، حامد اینڈ کمپنی لاہور

ماثبت بالسنۃ صفحہ 76، دار الاشاعت کراچی

تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 39، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الشفاء تعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 112، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض جلد 3 صفحہ 35، دار الکتب العلمیہ بیروت

شرح الشفاء جلد 1 صفحہ 377، دار الکتب العلمیہ بیروت

انسان العیون فی سیرت امین المامون جلد 1 صفحہ 70، دار الکتب العلمیہ بیروت

حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین جلد 1 صفحہ 368،ضیاء القرآن پبلشرز لاہور

الانوار المحمدیہ صفحہ 9،مکتبۃ الحقیقہ ترکی استنبول۔

مدارج النبوت جلد 2 صفحہ 13،ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

شواہد النبوۃ فارسی صفحہ 12،حقیقت کتابوی ترکی استنبول

شواہد النبوہ اُردو صفحہ 28،مکتبہ حاجی نیاز احمد ملتان پاکستان۔

کتب تاریخ کے حوالہ جات:

المنتظم فی تاریخ المملوک والامم جلد 1 صفحہ 52،دار الفکر بیروت لبنان

بخاری،تاریخ الکبیر جلد 5 صفحہ 342 رقم الحدیث 7807،دار الکتب العلمیہ بیروت

البدایۃ والنھاریہ جلد 1 صفحہ 758،دار الاشاعت کراچی

سیر اعلام النبلاء جلد 1 صفحہ 160،دار الحدیث قاہرہ مصر

کتب اہلحدیث:

صدیق بھوپالوی،فتح البیان فی مقاصد القرآن جلد 1 صفحہ 210،دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر مواہب الرحمٰن جلد 1 صفحہ 322،مکتبہ رحمانیہ لاہور پاکستان

وحید الزماں،تفسیر وحیدی صفحہ 26 لاہور

وحید الزماں،اشرف الحواشی صفحہ 24،شیخ محمد اشرف ناشران قرآن مجید لاہور

وحید الزمان،تبویب القرآن صفحہ 546،شیخ احمد تاجر کتب مطبع احمدی کشمیری بازار لاہور

عبد الستار دہلوی،فوائد ستاریہ صفحہ 30،ادارہ اشاعت القرآن والحدیث کراچی تفسیر احسن البیان صفحہ 24 دار السلام لاہور

شمامۃ العنبر یہ من مولد الخیر ابریہ صفحہ 10،فاران اکیڈمی لاہور

صفی الرحمٰن مبارکپوری،الرحیق المختوم صفحہ 83،مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور

مختصر سیرت الرسول صفحہ 16،دار الفیا دمشق ودار اسلام ریاض

تیسر الرحمٰن فی بیان القرآن،جلد 1 صفحہ 73،دار الکتب السنہ لاہور۔

کتب دیو بند:

تھانوی،نشر الطیب صفحہ 7،تاج کمپنی لاہور،کراچی لاہور

مفتی شفیع،معارف القرآن جلد 1 صفحہ 331،ادارۃ المعارف کراچی

مفتی شفیع، ختم نبوت، صفحہ 278، ادارۃ المعارف کراچی
مفتی جمیل تھانوی، مقالات جمیل صفحہ 59، المیزان ناشران کتب لاہور
تھانوی، مختصر بیان القرآن صفحہ 26، تاج کمپنی لاہور کراچی پاکستان
کاندھلوی، معارف القرآن جلد 1 صفحہ 291، مکتبہ قرآن محل
کاندھلوی، سیرت مصطفیٰ جلد 1 صفحہ 56، مکتبہ عمر فاروق کراچی
تفسیر انوار القرآن جلد 1 صفحہ 170، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
سیرت کبریٰ جلد 1 صفحہ 259، کتب خانہ مجیدیہ ملتان
خصوصیات مصطفیٰ جلد 1 صفحہ 98، دار الاشاعت کراچی پاکستان۔
سیرت النبی پر علماء دیوبند کی شاہکار تقاریر جلد 1 صفحہ 8، المشرق لاہور
عبد المتین نعمانی خطبات اسلام صفحہ 54، ادارہ اُم القری خانیوال پاکستان
ارسلان اختر، حضور کا مثالی بچپن صفحہ 40، مکتبہ الارسلان کراچی
خطبات حق نواز خالد جلد 1 صفحہ 34، مکتبہ عشرہ مبشرہ لاہور
منتخب تقریریں، حصہ اوّل صفحہ 15 انجمن خدا الاسلام لاہور
شرف المصطفیٰ صفحہ 20 شعبہ نشر و اشاعت مجلس میانۃ المسلمین مدرسہ تعلیم اشرفیہ مدنی مسجد عباس ضلع بہاول

معارف الحدیث صفحہ 141 جلد 4 صفحہ 141 دار الاشاعت کراچی
ترجمان السنہ جلد 1 صفحہ 358، دار الاشاعت کراچی
جمیل تھانوی، سیارہ ڈائجسٹ، رسول نمبر جلد 2 صفحہ 235

صاحب مجمع الزوائد علامہ محدث، ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مسند احمد کی اس
یث کی سند صحیح ہے، امام حاکم صاحب مستدرک لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے،
مہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کی توثیق کو تسلیم کیا۔

اور سیر اعلام النبلاء میں اس کی سند کو حسن قرار دیا، حافظ ضیاء المقدسی لکھتے ہیں کہ
ں حدیث کی سند صحیح ہے، ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کیا ہے،
ن حبان کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہے۔

حبیب الرحمٰن اعظمی نے بھی اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے، لطائف المعارف کے

محقق نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا۔ احمد شاکر نے اس حدیث کو صحیح کیا ہے۔ جی قارئین! آپ نے تقریباً ایک سو حوالہ جات اس حدیث شریف کے ملاحظہ کیے کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ شریف کی تعمیر کے وقت یہ دعا مانگی کہ مولا! میری اولاد میں ایک گروہ ہمیشہ مسلمان رکھنا اور ان سے ہی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو معبوث فرمانا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو قبولفر مالیا۔

مندرجہ بالا تحقیق طویل سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت نوح علیہ السلام تک بھی تمام لوگ مومن تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام سے ابراہیم علیہ السلام تک بھی مومن تھے اور تین آیات طیبات سے معلوم ہوا کہ حضرت سیّدنا خلیل علیہ السلام کی اولاد میں سے اہل توحید یعنی خدا کو ماننے والے معبود برحق کو سجدہ کرنے والے ہمیشہ رہے اور انہی میں سے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو معلوم یہ ہوا کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء واصحاب مومن وموٴحدو مسلم تھے، خدا پرایمان رکھنے والے تھے اور اس کی وحدہ لاشریک ماننے والے تھے۔

اعتراض:

قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ جو کہ آپ نے دلیل نمبر 10 کے تحت لکھی، سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی۔

اے اللہ! ہم کو مسلم بنادے، وجعلنا: وہ تو پہلے ہی مسلمان تھے اور نبی تھے تو پھر اس دعا کا مطلب کیا؟

جواب: (1) اسلام کا معنی ہے، اطاعت اور ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا اطاعت میں اضافے اور زیادتی کی دعا ہے، یعنی مولا کریم! ہم کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنادے۔

(2) دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ یہ اطاعت خداوندی اور احکم الحاکمین کی اطاعت وفرمانبرداری میں دوام کی دعا ہے، یعنی اے خالق کائنات جل جلالہ! جس طرح ہم اب

اس وقت تیرے فرماں بردار ہیں اسی طرح ہمیں آئندہ بھی اپنا مطیع وفرماں بردار رکھنا۔

(3) تیسرا جواب اس کا یہ ہے کہ یا اللہ جل جلالہ! ہم تجھ پر ایمان رکھتے ہیں بس تو ہمارا نام مسلمان رکھ دے تو دعائے خلیل کو رب جلیل نے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمایا۔

دلیل نمبر:11

اللہ جل جلالہ کے نبی اور پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام کے چار بیٹے تھے:

ان میں سے تین مومن تھے جو آپ علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے تھے، جن کے نام سام، حام اور یافت تھے۔

اور ایک آپ کا بیٹا منافق تھا جس کا نام کنعان تھا۔ وہ کشتی میں سوار نہیں تھا جو غرق ہو گیا چونکہ وہ منافق تھا یعنی ظاہری طور پر مومن تھا اور حقیقت میں کافر تھا۔ کافروں سے ملا ہوا تھا۔

اس کے غرق ہونے کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی نافرمان قوم کے خلاف دعا کی۔ اللہ جل جلالہ نے آپ علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمایا اور ان پر پانی کا عذاب بھیجا۔ جب عذاب آنے لگا تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے اس بیٹے کو بلایا جبکہ وہ دوسرے کنارے پر تھا، آپ علیہ السلام نے فرمایا:

اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ اس کشتی میں سوار ہو جا کافروں کے ساتھ نہ ہو، خدا کا عذاب آنے والا ہے، وہ کہنے لگا میں کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچا لے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: آج قہر خداوندی سے بچانے والا کوئی نہیں وہ ہی بچے گا جس پر وہ رحم فرمائے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام کا یہ بیٹا گھوڑے پر سوار تھا۔

بڑا مغرور ہو کر کہہ رہا تھا کہ میں پہاڑ پر چڑھ کر خود کو بچا لوں گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اسے سمجھا رہے تھے کہ آجا، اللہ عزوجل کے نبی کا دامن تھام لے بچ جائے گا۔ یہی بات ان دونوں کے درمیان چل رہی تھی کہ طوفان سے اٹھنے والی لہریں ان دونوں

کے درمیان حائل ہو گئیں اور نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان غرق ہو گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ اے پیارے نوح! میں تیرے گھر والوں کو غرق نہیں ہونے دوں گا۔ ان کو بچالوں گا۔ تو جب کنعان، غرق ہوا تو حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہ رب العالمین میں عرض کی۔

وَ نَادٰی نُوۡحٌ رَّبَّہٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابۡنِیۡ مِنۡ اَہۡلِیۡ وَ اِنَّ وَعۡدَکَ الۡحَقُّ وَ اَنۡتَ اَحۡکَمُ الۡحٰکِمِیۡنَ ۝

اور نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو پکار عرض کی: اے میرے رب! میرا بیٹا بھی تو میرا گھر والا ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑھ کر حکم والا ہے۔

پارہ نمبر 12 سورۃ ھود آیت نمبر 45

چونکہ وہ نوح علیہ السلام کے سامنے مومن بن کر رہتا تھا پر اندر سے کافر تھا اور اس بات کی طرف توجہ نوح علیہ السلام نے نہیں دی تھی، تو جب وہ غرق ہوا تو نوح علیہ السلام نے مومن سمجھ کر اس کے لیے دعا کی کہ یا اللہ! تیرا وعدہ تھا کہ تیرے گھر والوں کو بچاؤں گا، تو مولا! اس کو بچالے۔ اگر آپ علیہ السلام کی توجہ اس طرف ہوتی کہ یہ کافر ہے تو آپ علیہ السلام کبھی اس کے بچنے کی دعا نہ فرماتے کیونکہ کفار پر عذاب کی دعا تو خود آپ علیہ السلام نے کی تھی۔ خیر جب نوح علیہ السلام نے دعا کی، کنعان کے لیے تو جو جواب ملا رب کی طرف سے جس کے لیے ہم نے مندرجہ بالا واقعہ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھا، ملاحظہ ہو۔

ارشادِ ربِّ کریم ہے:

قَالَ یٰنُوۡحُ اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَہۡلِکَ ۚ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ

فرمایا: اے نوح! وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں۔ بے شک اس کے کام بڑے نالائق ہیں۔

پارہ نمبر 12 سورۃ ھود آیت 46

یہاں عمل غیر صالح سے مراد بدعقیدگی ہے چونکہ وہ بدعقیدہ تھا، کافر تھا، تو اللہ جل جلالہ نے فرمایا: یہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے، اس آیت کریمہ نے مومن اور کافر کا نسب قطع فرمایا دیا ہے۔

لہٰذا ایک کا ترکہ دوسرے کو نہیں مل سکتا، کافر بیٹا مومن باپ کی وارثت حاصل نہیں کرسکتا، قرابت نسبی اگرچہ قرابت دینی سے قوی ہے لیکن بغیر قرابت دینی کے قرابت نسبی بیکار ہے۔

تفسیر نور العرفان صفحہ 273، نعیمی کتب خانہ گجرات

دین کے اختلاف سے انسان وراثت سے محروم ہو جاتا ہے۔ یعنی کافر مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوگا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہی فیصلہ ہے۔

الشریفیۃ: شرح، السراجیہ، صفحہ 14 مطبوعہ پشاور

بہار شریعت جلد 3 صفحہ 113 مکتبۃ المدینہ کراچی

حدیث شریف میں بھی یہی ہے چنانچہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”لایتوارث اھل ملتین شتی“

دو مختلف مذہبوں کے آدمی ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔

سنن الدارمی صفحہ 503 رقم الحدیث 3044-3043 مکتبۃ الطبری قاہرہ مصر

معلوم ہوا کہ مومن اور کافر کا نسب منقطع ہو جاتا ہے، ٹوٹ جاتا ہے، اس کو ذہن میں رکھیے اب پڑھیے شان نسب رسول کہ میرے آقا حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب پاک کا کیا مقام ہے۔

حضرت الشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں کندہ کے وفد میں شامل ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔

یہ لوگ مجھے اپنے میں بہتر سمجھتے تھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قبیلے سے نہیں ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"نحن بنو النضر بن كنانة، ولا نقفو امنا، ولا ننتفي من ابينا"

ہم نصر بن کنانہ کی اولاد سے ہیں نہ تو ہم اپنی ماں پر تہمت لگاتے ہیں اور نہ باپ سے اپنا نسب جدا کرتے ہیں۔

مسند احمد جلد 12 صفحہ 340 رقم الحدیث 21736، دار الحدیث قاہرہ مصر
مسند احمد جلد 12 صفحہ 342 رقم الحدیث 21742، دار الحدیث قاہرہ مصر
سنن ابن ماجد جلد 2 صفحہ 138 رقم الحدیث 2612، فرید بک سٹال لاہور
معجم الکبیر جلد 1 صفحہ 181 رقم الحدیث 644، دار الکتب العلمیہ بیروت
احادیث المختار جلد 8 صفحہ 275 رقم الحدیث 32044، دار الکتب العلمیہ بیروت
کنز العمال جلد 12 صفحہ 199 رقم الحدیث 35508، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
مسند ابوداؤد طیاسی جلد 2 صفحہ 59 رقم الحدیث 1145، پروگریسو بکس لاہور
دلائل النبوہ جلد 1 صفحہ 173، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 7، دار احیاء التراث العربی بیروت
البدایہ والنھایہ جلد 1 صفحہ 657، دار الاشاعت کراچی
معرفۃ الصحابہ جلد 1 صفحہ 266، رقم الحدیث 940، دار الکتب العلمیہ بیروت
جمع الجوامع جلد 13 صفحہ 583 رقم الحدیث 8961، دار الکتب العلمیہ بیروت
مصنف عبد الرزاق جلد 11 صفحہ 75 رقم الحدیث 19552، ادارۃ القرآن والعلوم اسلامیہ کراچی
جامع المسانید جلد 1 صفحہ 79 رقم الحدیث 120، مکتبہ الرشید ریاض

نوٹ: حافظ ضیاء المقدسی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، احمد شاکر نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حماد بن سلمہ کی سند سے یہ بیان کیا ہے، یہ سند نہایت عمدہ اور قوی ہے اور اس باب میں فیصلہ کن

ہے۔

مندرجہ بالا حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نسب قائم رکھا، جدا نہ کیا اور قرآن مجید سے بحکم احکم الحاکمین کفار نسب منقطع ہے تو پھر جدا نہ کرنے کا کیا محل؟ لہٰذا معلوم ہوا کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء واصحاب مومن ہیں، اگر ان میں کوئی بھی غیر مومن ہوتا تو نسب قائم نہ رہتا بلکہ ٹوٹ جاتا: آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نسب مبارک قائم رکھ کر یہ واضح فرما دیا میرے آباء اجداد مومن وموحد ہیں۔

دلیل نمبر:13-12

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ اُولٰٓئِکَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ○

بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب میں سے اور شرک کرنے والے (سب) جہنم کی آگ میں ہوں گے۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے وہی ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔

پارہ نمبر 30 سورۃ البینہ آیت 6

مندرجہ بالا آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ کافر و مشرک دوزخی اور ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔

اب ہم ان لوگوں سے سوال کرتے ہیں جو کہ ایک کافر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں اور جناب عبدالمطلب کو بھی۔ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد اور حضور علیہ السلام کے دادا جان ساری مخلوق سے............؟

کیونکہ کافر اور مشرک تو بنص قطعی ساری مخلوق سے بدتر ہوتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ساری کائنات سے ہر لحاظ سے بہتر ہوں جیسا کہ گزشتہ صفحات میں

آپ نے احادیث مبارکہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ ارشاد خداوندی ہے:۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ○

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے وہی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔

پارہ 30 سورۃ البینۃ آیت 7

اب ذرا غور فرمائیں تو مسئلہ بے غبار ہو جائے گا کہ قرآن نے فیصلہ کر دیا مومن صاحب اعمال صالحہ ہی ساری مخلوق سے بہتر ہوتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم سے حسب ونسب اور آبا کے لحاظ سے بہتر ہوں میرا خاندان' میرا قبیلہ، میرا گھر اور میرے آباء تم سب سے بہتر ہیں۔

ابن تیمیہ' اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ 133، دار الحدیث قاہرہ مصر۔

اور قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ مومن ہی سب سے بہتر ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء اجداد واصحاب مومن تھے تبھی تو ہر لحاظ سے کائنات سے بہتر تھے۔

کفار ومشرکین تو ساری مخلوق سے بہتر ہو ہی نہیں سکتے۔ آپ نے 13 دلیلیں پڑھیں جن سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء اصحاب، حضرت آدم علیہ السلام اور حضر حوا علیہ السلام سے لے کر جناب سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا تک سب کے سب مومن تھے، اگر ان کو مومن تسلیم نہ کیا جائے تو مندرجہ بالا تمام آیات واحادث کا انکار لازم آتا ہے اور طہارت نسب رسول میں فرق لازم ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ تمام آباء رسول مومن تھے

ان میں سے دو حضرات پر اعتراض کیا جاتا ہے ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد محترم کے حوالے سے اور دوسرے جناب عبدالمطلب کے والے سے ہم ان دونوں کے بارے میں الگ الگ باب قائم کر کے تفصیل سے گفتگو کریں گے۔ انشاء اللہ

ورسولہ۔

دلیل نمبر:14

حضرت ہند بن ابی ہالۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ ابی لی ان اتذوج او ازوج الا اھل الجنۃ

بے شک اللہ تعالیٰ عزوجل نے میرے لیے نہ مانا کہ میں نکاح میں لانا یا نکاح میں دینے کا معاملہ کردوں مگر جنتی دونوں کے ساتھ۔

کنز العمال جلد 11 صفحہ 186 رقم الحدیث 31936، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الجامع الصغیر صفحہ 104 رقم الحدیث 1660، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

جب اللہ کریم نے اپنے محبوب علیہ السلام کے لیے یہ بھی پسند نہیں فرمایا کہ کوئی غیر جنتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنتی کو نکاح میں دیں۔ تو وہ رب کریم بھلا یہ کیسے پسند فرمائے گا اپنے محبوب اعظم و نائب اکبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک محل کفر میں رکھے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر عیاذ باللہ خون کفار سے بنانے کو پسند فرمائے۔

دلیل نمبر:15

محدث کبیر امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 947 لکھتے ہیں:

ان ابـآء الـنبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم غیر الانبیاء وامھاته الی آدم وحواء لیس فیھم کافر لان الکافر لایقال فی حقه انه مـخـتـار ولا کـریـم ولا طاھر بل نجس وصرحت الاحادیث بـانـھـم مـخـتارون وان الاباء کرام والامھات طاھرات وایضًا قـال تـعـالیٰ و تقلبك فی السجدین علی احد التفا سیر فیه ان الـمـراد تنقل نوره من ساجد الی ساجد و حینئذ فھذا صریح

فی ان الوی النبی صلی الله تعالیٰ علیه و سلم اٰمنة و عبدالله من الهل الجنة لانهما اقرب المختارین له صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وهذا هو الحق ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جتنے بھی آباء وامہات آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام تک ہیں۔ان میں سے کوئی کافر نہ تھا کیونکہ کافر کو پسندیدہ یا کریم یا پاک نہیں کیا جاسکتا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء وامہات کی نسب حدیثوں میں تصریح فرمائی کہ وہ سب پسندیدہ بارگاہ الٰہی ہیں آباء کرام، مائیں، سب پاکیزہ ہیں اور آیہ کریمہ و تقلبك فی السجدین کی بھی ایک تفسیر یہی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ایک ساجد سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتا رہا تو اب اس سے صاف ثابت ہے کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین حضرت سیّدنا عبداللہ وسیّدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا جنتی ہیں کہ وہ توان بندوں میں جنہیں اللہ کریم نے حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چنا تھا سب سے قریب تر ہیں اور یہی حق ہے۔

افضل القری لقراء اُمّ القری، شعر نمبر 6 جلد 1 صفحہ 151،المجمع الثقافی ابوظہبی' جواہر الجہار جلد 2 صفحہ 90،دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

شمول الاسلام صفحہ 23،رضا اکیڈمی لاہور 1993ء

طہارت نسب مصطفیٰ:

مفسر قرآن علامہ شیخ احمد بن احمد الصاوی المالکی المصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1214 لکھتے ہیں:

قاله المحققون ان نسب رسول الله صلی الله علیه وسلم محفوظ من الشرك فلم یسجد احد من ابا ئه من عبدالله الی

آدم لصنم قط۔

علماء سے محفوظ ہے، حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت سیّدنا م آدم علیہ السلام تک، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء وامہات میں سے کسی نے بھی قطعاً بت کو سجدہ نہیں کیا۔

آیت مقدسہ، **وتقلبك فی السجدین ٥** کی علماء نے یہی تفسیر کی ہے کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ہمیشہ ایک سجدہ کرنے والے سے دوسرے سجدہ کرنے والے میں منتقل ہوتا رہا۔

حاشیہ الصاوی علی اجلالین جلد 1 صفحہ 585، دار الحدیث قاہرہ مصر

مندرجہ بالا دلائل سے یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء وامہات از حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ وسیّدہ آمنہ طاہر رضی اللہ عنہا تا حضرت آدم علیہ السلام وسیّدہ حوا رضی اللہ عنہا سب کے سب مؤحد اور مومن تھے۔

خدا کو وحدہ لاشریک ماننے والے تھے۔ ان میں کوئی بھی کافر یا مشرک نہیں تھا اور اسی سے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کے ایمان کا مسئلہ بھی واضح ہوا کہ وہ بھی مومن تھے کیونکہ وہ اجداد محمد عربی میں شامل ہیں تو پھر وہ مشرک کیسے؟ ہم انشاء اللہ آنے والے باب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد محترم کے حوالے سے تفصیلی اور مدلل گفتگو کریں گے۔

لیکن اس سے قبل اتنا یاد رہے کہ مندرجہ بالا چودہ دلیلیں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کے صاحب ایمان ہونے کو شامل ہیں، ان چودہ دلائل میں درج آیات و احادیث میں سے ہر کسی کا علیحدہ علیحدہ ایک ایک دلیل تصور کیا جائے تو شاید ان دلائل کی تعداد ڈبل ہو جائے، مندرجہ بالا آیات واحادیث کا تقاضا ہے اور یہ اس بات کی پر زور تائید کرتی ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد مومن و مؤحد تھے۔

باب نمبر دوم:

خلیل الرحمٰن علیہ السلام کے والد کون؟

ابو البشر حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کی روئے زمین پر جلوہ گری کے بعد تقریباً سوا تین ہزار سال، طوفانِ نوح کے 1709 سال بعد اور حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً 2300 برس قبل نمرود لعین کے دور پرفتن میں ابو الانبیاء خلیل الرحمٰن حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی۔ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کون تھے؟

اس سلسلے میں مفسرین، مؤرخین، اصحاب سیر اور علماء انساب کا اختلاف ہے، یہ اختلاف کیوں ہے؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ تو اس کے پیچھے ایک اور اختلاف ہے جو کہ اس اختلاف کا پیش خیمہ اور سبب ہے وہ یہ کہ آیا کسی بھی نبی علیہ السلام کے والدین کافر ہو سکتے ہیں کیا؟ اس سلسلے میں علماء متاخرین و محققین کا یہی نظریہ ہے کہ کسی بھی نبی علیہ السلام کے والدین کافر و مشرک نہیں ہو سکتے۔

دوسری وجہ اس اختلاف کی یہ بھی ہے کہ بعض مؤرخین و مفسرین کے بقول کہ نمرود لعین کو کاہنوں نے خبر دی تھی کہ ایک ایسا شخص پیدا ہونے والا ہے جو دین شاہی و نمرودی کا مخالف ہوگا، بتوں کو توڑے گا، نمرود نے یہ خبر سن کر لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

جب حضرت خلیل الرحمٰن کی ولادت کا وقت قریب آیا تو آپ علیہ السلام کی والدہ

محترمہ نے ایک غار میں تشریف لے جا کر آپ علیہ السلام کو جنم دیا۔ آپ علیہ السلام اسی غار میں پرورش پاتے رہے، آپ علیہ السلام کی والدہ محترمہ روزانہ وہیں تشریف لے جاتی اور دودھ پلا آتی، آپ علیہ السلام کی ولادت کو پوشیدہ رکھا گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک دن میں اتنے بڑے ہوتے جتنے عام بچے ایک ماہ میں بڑھتے ہیں، تھوڑے ہی دنوں میں آپ جوانی کے قریب پہنچ گئے۔ اس کے بعد شام کے وقت غار سے نکل کر آبادی میں تشریف لائے۔ ایسی صورتحال میں ظاہر ہے کہ نمرود جیسے ظالم حکمران کے خوف سے آپ علیہ السلام کے والدین کے نام بھی خفیہ رکھے گئے ہوں گے اور عام لوگوں پر یہ ظاہر نہ ہوگا کہ آپ علیہ السلام کے والدین کون ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ بعض نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر بتا دیا اور بعض نے تارخ۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کے لیے کتابوں میں دو نام سامنے آتے ہیں۔ 1۔ آزر 2۔ تارخ۔ دونوں کے بارے میں اقوال بھی ملتے ہیں اور حوالہ جات بھی۔

اب فیصلہ کیسے ہو؟ تو اس کے لیے ہمارے پاس قرآن وحدیث موجود ہے، دیکھنا ہوگا کہ قرآن وحدیث سے تائید کس کی ہوتی ہے۔ آزر کی یا تارخ کی؟ جس کی تائید قرآن وسنت سے ہو وہی موقف صحیح اور راجح قرار پائے گا۔ قرآن وسنت کی عدالت میں یہ مسئلہ پیش کرنے سے قبل ان دونوں کا تعارف ہونا ضروری ہے۔

کہ آزر کون تھا اور تارخ کون؟ اس سے بات کو سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی۔

آزر کون؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کے لیے جو پہلا نام پیش کیا جاتا ہے وہ آزر، اور آزر کا کافر ومشرک ہونا قرآن سے ثابت ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۝

جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ کیا تو بتوں کو الہ مانتا ہے؟ میں تجھ کو اور تیری قوم کو گمراہی میں دیکھتا ہوں۔

پارہ نمبر 7 سورۃ الانعام آیت نمبر 74۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ آزر کے مشرک اور بت پرست ہونے پر قطعی الثبوت بھی ہے اور قطعی الدلالۃ بھی۔

تو آزر کے بارے بھی معلوم ہوگیا کہ وہ مشرک و بت پرست تھا بتوں کو الہ مانتا تھا۔

تارخ کون؟

مفسر قرآن علامہ احمد بن احمد انصاری المصری المالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1241 لکھتے ہیں:

وتارخ، ابوہ مات فی الفترۃ ولم یثبت سجودہ لصنم

اور تارخ، وہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تھے اور ان کا وصال ایسے زمانہ میں ہوا جب کوئی نبی نہ تھے اور ان سے بتوں کو سجدہ کرنا ثابت نہیں ہے۔

حاشیۃ الصاوی علی الجلالین جلد 1 صفحہ 585، دار الحدیث قاہرہ مصر۔

توجہ قارئین! مندرجہ بالا تعارف سے دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ آزر کافر و مشرک و بت پرست تھا اور بتوں کو الہ مانتا تھا۔

اور دوسری کہ جناب تارخ مؤحد تھے، اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو لاشریک مانتے تھے۔

علماء محققین کی تحقیق کے مطابق حضرت تارخ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد محترم ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں اقوال کا سہارا لئے بغیر جناب تارخ کو والد تسلیم کرنا ہی صحیح راجح اور حق ہے کیونکہ وہ مؤحد تھے کافر و مشرک نہیں اور ہمارا بھی یہی مؤقف ہے کہ تارخ ہی والد ہیں۔ اس پر قرآن وحدیث سے شواہد و براہین پیش کریں گے اور اس کے بعد اقوال وحوالہ جات۔

دلیل نمبر: 1

حضرت سیّدنا نوح علیہ السلام کا ایک نافرمان اور منافق بیٹا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے اس کا نسب منقطع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

قَالَ یٰنُوۡحُ اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَہۡلِکَ ۚ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ

فرمایا: اے نوح! وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے اس کے کام برے ہیں۔

پارہ 12 سورت ھود آیت 46

اگر بیٹا نافرمان اور کافر و مشرک و منافق ہو تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ عظمت نبوت کی خاطر، نبی سے اس کا نسب منقطع فرما دیتا ہے اور اعلان فرما دیتا ہے کتاب مبین میں،

اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَہۡلِکَ

جب کافر و منافق شخص نبی کا بیٹا نہیں ہو سکتا تو ایک مشرک شخص جس کا مشرک ہونا نص قطعی سے ثابت ہے، آزر، جلیل القدر نبی خلیل الرحمٰن حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا والد کیسے ہو سکتا ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ اگر حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ جل شانہ نے یہ فرما ہی دیا تھا کہ اے پیارے نوح! یہ تیرے اہل سے نہیں تو قرآن مجید میں یہ کیوں بیان فرمایا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ صرف اور صرف عظمت نبوت کے لیے کہ کل کو کوئی بد باطن اعتراض نہ کرے کہ دیکھو جی اللہ کے نبی کا بیٹا کافر تھا۔

اس لیے رب کریم نے اس کا نسب منقطع فرما دیا۔ تو جب ایک کافر، نبی کا بیٹا کہلائے تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو پسند اور گوارا نہیں تو رب کریم کو یہ کیسے پسند آئے گا اور گوارا ہوگا کہ ایک کافر نبی کا باپ ہو؟

جب کافر نبی کا بیٹا نہیں ہو سکتا تو والد کیسے؟

قرآن مقدس کی یہ آیت کریمہ بھی جناب تارخ کے والد ہونے کی دلیل ہے کہ کیونکہ وہ موحد تھے کافر نہیں، جبکہ آزر کافر و مشرک و بت پرست اور بتوں کا الہ مانتا تھا۔

دلیل نمبر:2

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والدین کے لیے دعائے مغفرت فرمائی، قرآن کریم میں اس دعا کاذکر اس طرح ہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۝

اے ہمارے رب! بخش دے مجھے اور میرے والدین کو اور سب مومنوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

پارہ 13 سورت ابراہیم آیت 41

حضرت خلیل الرحمٰن علیہ السلام کی یہ دعا تقریباً تمام مسلمانوں کو یاد ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں اپنے والدین کی بخشش و مغفرت کی دعا مانگی جبکہ آزر تو مشرک تھا اور مشرکین کے لیے دعا کرنا جائز ہی نہیں چنانچہ خالق مصطفیٰ جل وعلا صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب مبین میں ارشاد فرمایا:۔

مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْۢ بَعْدِمَا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ۝

نبی اور ایمان والوں کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کریں خواہ وہ ان کے قرابت دار ہوں جبکہ ان پر یہ ظاہر ہو چکا ہو کہ وہ (مشرکین) دوزخی ہیں۔

پارہ 11 سورۃ التوبہ آیت 113

مندرجہ بالا آیت سے واضح ہوا کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا والد نہیں ہے کیونکہ وہ مشرک تھا اور شرک پر ہی اس کی موت ہو چکی تھی اور ابراہیم علیہ السلام اس سے بیزاری کا اعلان کر چکے تھے جیسا کہ قرآن گواہ ہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ آزر جو کہ مشرک تھا بت پرست تھا۔ حضرت خلیل علیہ السلام نے اس کو فرمایا کہ اسلام قبول کر لے میں تیرے لیے بخشش کی دعا کروں گا۔ قبول اسلام کی

امید پر حضرت خلیل علیہ السلام اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے کہ میرا وعدہ بھی پورا ہو جائے گا اور ہوسکتا ہے کہ یہ اسلام بھی قبول کرے لیکن اس نے اسلام قبول نہ کیا اور نہ ہی اپنا وعدہ پورا کیا آخر کار شرک پر ہی اس کی موت ہوگئی۔

جب وہ مشرک مر گیا اور واصل جہنم ہوگیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اس برات کا اعلان کر دیا اور اس کے لیے دعا کرنا چھوڑ دی، یاد رہے کہ اس وقت تک مشرکین کے لیے دعا نہ کرنے کا حکم نہیں تھا۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ج فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ط اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ۝

اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے بخشش طلب کرنا صرف اس وعدے کی بنا پر تھا جو وہ اس سے کر چکے تھے پھر جب ان پر ظاہر ہوگیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہوگئے، بے شک ابراہیم بہت نرم دل نہایت حلم والے تھے۔

پارہ نمبر 11 سورۃ التوبہ آیت نمبر 114

معلوم ہوا کہ آزر کفر پر مر چکا تھا، ابراہیم علیہ السلام پر واضح ہو چکا تھا اور آپ اس اعلان برات فرما چکے تھے تو اس کے مرنے کے تقریباً 50 سال بعد کی یہ دعا یا اللہ میرے والدین کو بخشش دے، کس کے لیے؟

معلوم ہوا یہ دعا آزر کے لیے نہیں والد کے لیے تھی اور وہ مشرک نہیں بلکہ موحد تھے جن کا نام تارخ تھا۔

دلیل نمبر:3

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر کو بتوں کی پوجا کرتے دیکھا تو فرمایا: قرآن کہتا ہے:۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ج اِنِّيْٓ اَرٰكَ وَ

قَوْمَكَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۝

اور ابراہیم کا اپنے باپ آزر سے کہا کہ کیا تو بتوں کو معبود بناتا ہے؟ بے شک میں تجھے اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔

پارہ نمبر 7 سورۃ الانعام آیت 74

مندرجہ بالا آیت کریمہ سے چند امور سامنے آتے ہیں۔

(1) اس آیت سے ثابت ہوا کہ ایک تو حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے آزر کو اس کا نام لے کر بلایا۔

(2) اس کو کھلی گمراہی میں پڑا ہوا کہا اور سخت سست کہا۔

(3) والد کے ساتھ اس طرح کا انداز تکلم جائز و درست نہیں کیونکہ ارشاد خداوندی ہے وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا، اور والدین سے حسن سلوک کرو اور فرمایا شکر ادا کرو میرا اور اپنے والدین کا۔ اور ایک مقام پر فرمایا ان کے لیے اپنے باز و جھکا دو اور انہیں اُف تک نہ کہو۔

اور یہ حکم بھی عام ہے والد چاہے کافر یا مسلمان۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو انہیں حکم فرمایا:۔

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى۝

تو اس سے نرم انداز میں بات کہیں اس امید پر کہ وہ نصیحت مان لے یا کچھ ڈرے۔

پارہ 16 سورت طٰہٰ آیت 44

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نرمی کا حکم اس لیے دیا گیا کہ ایک تو وہ آپ کی بات مانے اور دوسرا اس لیے کہ فرعون نے آپ علیہ السلام کی پرورش کی تھی تو جب تربیت کرنے والے کے لیے نرمی کا حکم ہے تو ابراہیم علیہ السلام جن کے حلم کا قرآن گواہ ہے اپنے والد کو اس طرح کا جملہ کہہ سکتے ہیں کیا؟

اس سے تو الزام آئے گا کہ ابراہیم علیہ السلام کو یہ بھی نہیں پتہ کہ والدین کو مخاطب کیسے کیا جاتا ہے (نعوذ باللہ من ذٰلک) آپ علیہ السلام کا انداز گفتگو یہ بتاتا ہے کہ آپ اپنے والد سے نہیں کسی اور سے بات کر رہے ہیں۔

تو انہیں آیت کریمہ سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ آپ علیہ السلام کے والد تارخ ہیں آزر نہیں۔ آپ علیہ السلام کے بیٹے اسماعیل کے ادب والد کا قرآن گواہ ہے۔

بقول اقبالؔ

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

تو جن کا لخت جگر اتنا با ادب ہے اپنے والد محترم کا تو کیا وہ جلیل القدر والد اپنے والد سے اس طرح کلام کریں گے کہ نام لے کر بلائیں گے۔ گمراہ کہیں گے وغیرہ وغیرہ۔ معلوم ہوا آزر والد نہیں ہے کیونکہ خطاب آزر سے ہے۔ تو اس سے بھی تارخ کے والد ہونے کی تائید ہوتی ہے۔

دلیل نمبر: 4

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَمْ یَزَلِ اللہ ینقطنیی من اصلاب طیبۃ الیٰ ارحام طاھرۃ صافیا مھذبا تشعب شعبان الا کنت فی خیر ھما

ہمیشہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ مجھے پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل فرماتا رہا، میں پاک اور مطہر مہذب پیدا ہوا ہوں۔ جب نسل انسانی کے دو حصوں ہوئے تو مجھے اللہ تعالیٰ نے بہتر حصہ میں رکھا۔

دلائل النبوۃ صفحہ 80 ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 199، دار الکتب العلمیہ بیروت

مواہب الدنیہ جلد 1 صفحہ 55، فرید بکسٹال لاہور

اور ارشاد فرمایا:۔

"لم ازل انقل من اصلاب الطاهرین الی ارحام الطاهرات"

میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک عورتوں کے ارحام میں منتقل ہوتا رہا۔

مواہب اللدینہ مع زرقانی جلد 1 صفحہ 327، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 199، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

تفسیر غرائب القرآن جلد 3 صفحہ 301، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

اور ارشاد فرمایا:۔

لم یزل الله تعالیٰ ینقلنی من الاصلاب الکریمة والا رحام الطاهرة حتیٰ اخرجنی من ابو ی لم یلتقیا علی سفاح قط

مجھے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ عزت وکرامت والی پشتوں سے پاکیزہ اور طیب و طاہر رحموں میں منتقل کیا۔ یہاں تک کہ میں اپنے والدین کے پیدا ہوا اور مجھ تک جاہلیت کی سفاہت نہیں پہنچی۔

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 59، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

شرح الشفاء للقاضی عیاض جلد 1 صفحہ 206، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض جلد 2 صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

کفایۃ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب جلد 1 صفحہ 66، دار الکتب العلمیہ بیروت

تاریخ الخمیس فی احوال نفیس جلد 1 صفحہ 104، دار الکتب العلمیہ بیروت

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ آقا علیہ السلام ہمیشہ پاک مردوں عورتوں میں سفر فرماتے رہے، اب اگر آزر کو حضرت خلیل علیہ السلام کا والد قرار دیا جائے تو ان احادیث کی خلاف ورزی لازم آئے گی۔

کیونکہ آزر کا مشرک ہونا قرآن سے ثابت ہے اور مشرک کا پلید ونجس ہونا بھی قرآن سے ثابت ہے لہٰذا مندرجہ بالا احادیث شریفہ کا مصداق جناب تارخ ہی ہو سکتے

ہیں آزر نہیں۔

قابل غور بات:

خود سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا کہ میں پاک لوگوں کی اولاد ہوں، میں ہمیشہ پاک اور طیب پشتوں سے طاہر و مہذب و کریم شکموں میں منتقل ہوتا آیا ہوں، میری تمام مائیں بھی پاک ہیں اور تمام آباء بھی۔

اور امتی یہ کہے اور اپنا زور و دماغ اس پر صرف کرے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آزر جیسے مشرک کی اولاد ہیں تو کیا وہ آدمی اس قابل ہے کہ اسے امتی کہا جائے؟ دوسری بات یہ کہ اگر آزر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد مانا جائے تو نہ صرف یہ کہ نسب مصطفیٰ شرک سے آلودہ ماننا پڑے گا بلکہ حضرت خلیل علیہ السلام کے بعد جتنے بھی انبیاء اکرم علیہما السلام تشریف لائے ہیں سب کو ہی ایک مشرک کی اولاد ماننا پڑے گا۔ نعوذ باللہ من ذٰلك .

ایک امتی کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی جان سے، اپنے مال سے اور اپنے علم سے عظمت و ناموس مصطفیٰ کا دفاع کرے، ہم ایسے علم سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں، جسے پڑھ کر مقام مصطفیٰ کا تحفظ نہ کیا جا سکے۔

دلیل نمبر:5

حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے آزر کو وعظ و نصیحت فرمائی، دعوت توحید و رسالت دی تو آزر بولا:۔

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰٓاِبْرٰهِیْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا۝

اس نے کہا تو میرے معبودوں سے منہ پھیرتا ہے اے ابراہیم؟ بے شک اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کردوں گا اور تو ہمیشہ کے لیے مجھ سے بے تعلق

ہو جا۔

پارہ نمبر 16 سور مریم آیت 46

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں دیو بندی مکتب فکر کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

معلوم ہوتا ہے کہ تو ہمارے سارے معبودوں سے بد عقیدہ ہے، بس اپنی بداعتقادی اور وعظ و نصیحت کو رہنے دو، ورنہ تجھ کو کچھ اور سننا پڑے گا بلکہ میرے ہاتھوں سنگسار ہونا پڑے گا۔ اگر اپنی خیر چاہتا ہے تو میرے پاس سے ایک مدت (عمر بھر) کے لیے دور ہو جا۔ میں تیری صورت نہیں دیکھنا چاہتا، اس سے پہلے کہ میں تجھ پر ہاتھ اٹھاؤں یہاں سے روانہ ہو جا۔

تفسیر عثمانی جلد 2 صفحہ 684، مکتبۃ البشریٰ کراچی پاکستان

یہ گفتگو آزر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کی۔ اس انداز گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اتنی گفتگو اور نظروں سے دور کرنا اور مارنے اور سنگسار کرنے کی دھمکی دینا، یہ سب کہنے والا والد نہیں کوئی اور ہی ہے۔

جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انداز بیان سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ آپ علیہ السلام والد سے نہیں کسی اور سے بات کر رہے ہیں۔ یونہی اس سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ مارنے اور سنگسار کرنے والا والد نہیں کوئی اور ہی ہے۔ اور وہ آزر ہے جو کہ والد نہیں کیونکہ آپ علیہ السلام کے والد تارخ ہیں اور یہ آیت بھی اس کی تائید کر رہی ہے اشارتاً۔

دلیل نمبر:6

مفسر قرآن، حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1225 لکھتے ہیں کہ:۔

فمن المحال ان یکون بعض اباء النبی مع کونہ محبوباللہ

کافرا

یعنی یہ محال ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب بھی ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء میں سے کوئی کافر بھی ہو"۔

تفسیر مظہری جلد 3 صفحہ 293، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

آزر چونکہ کافرو مشرک ہے تو اگر اس کو جناب خلیل علیہ السلام کا والد مانا جائے تو مندرجہ بالا تصریح کے مطابق محال لازم آئے گا اور جس وجہ سے محال لازم آئے وہ وجہ باطل ہے۔ جب آزر کا خلیل الرحمٰن علیہ السلام کا والد ہونا باطل ہوا تو ہمارا مؤقف ثابت ہو گیا کہ آزر نہیں بلکہ جناب حضرت تارخ ابراہیم علیہ السلام کے والد محترم ہیں۔

توجہ قارئین! اب ہم آپ کی خدمت میں چند حوالہ جات پیش کریں گے جن سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد تارخ ہیں آزر نہیں۔

حوالہ نمبر: 1

الامام، الحافظ، شیخ الاسلام عبدالرحمٰن ابن ابی حاتم محمد بن ادریس رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 347،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:۔

ان ابا ابراهيم لم يكن اسمه' آزر و انما كان اسمة تارخ

بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد گرامی کا نام آزر نہیں تھا بلکہ آپ علیہ السلام کے والد گرامی کا اسم گرامی تارخ تھا۔

تفسیر ابن ابی حاتم جلد 3 صفحہ 375 رقم الحدیث 7523، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر درمنثور جلد 3 صفحہ 81، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

تفسیر مظہری جلد 3 صفحہ 283، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

تفسیر روح المعانی جلد 7 صفحہ 254، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 254، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 202، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 75، دار العرفان لاہور

حوالہ نمبر:2

امام ابن شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم بعض صحیح طرق کے ساتھ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

لیس ازر ابا ابراھیم

آزر ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں ہے۔

تفسیر ابن ابی حاتم جلد 3 صفحہ 375 رقم الحدیث 7524، دار الکتب العلمیہ بیروت

تفسیر درمنثور جلد 3 صفحہ 81، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

تفسیر طبری جلد 7 صفحہ 281، دار حیاء للتراث العربی بیروت لبنان

تفسیر مظہری جلد 3 صفحہ 283، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 202، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 75، دار العرفان لاہور

حوالہ نمبر:3

امام ابن المنذر صحیح سند کے ساتھ حضرت جریج رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

لیس اذر بابیہ انما ھو ابراھیم ابن تارخ

ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر نہیں بلکہ آپ علیہ السلام کے والد تارخ ہیں۔

تفسیر درمنثور جلد 3 صفحہ 83، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

تفسیر روح المعانی جلد 7 صفحہ 254، مکتبہ رشید کوئٹہ

الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 202، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر مظہری جلد 3 صفحہ 283، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

تقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 75، دار العرفان لاہور

حوالہ نمبر:4

امام حافظ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن ادریس رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 347 صحیح سند کے ساتھ حضرت سدی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے کہا گیا ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر ہیں۔

فقال بل اسمه تارخ

فرمایا: نہیں بلکہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ہیں۔

تفسیر ابن ابی حاتم جلد 3 صفحہ 375 رقم الحدیث 7522، دار الکتب العلمیہ بیروت

الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 203، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر مظہری جلد 3 صفحہ 283، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

تقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 75، دار العرفان لاہور

تفسیر طبری جلد 7 صفحہ 282، دار حیاء للتراث العربی بیروت لبنان

حوالہ نمبر:5

مفسر قرآن علامہ احمد بن احمد الصاوی المالکی المصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1241 لکھتے ہیں کہ:۔

تورات میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ہے۔

حاشیۃ الصاوی علی الجلالین جلد 1 صفحہ 585، دار الحدیث قاہرہ مصر۔

حوالہ نمبر:6

حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری لکھتے ہیں:

واسمه تارخ

حضرت ابراہیم عایہ السلام کے والد کا نام تارخ ہے۔

تفسیر ملا علی قاری جلد 2 صفحہ 41، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

حوالہ نمبر:7

فقیہ ابو اللیث علامہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وكان اسم ابيه تارخ

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا۔

تفسیر سمرقندی جلد 1 صفحہ 445، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

حوالہ نمبر:8

علامہ نظام الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 728 لکھتے ہیں:

والد ابراهيم كان تارخ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا۔

تفسیر غرائب القرآن جلد 3 صفحہ 103، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

حوالہ نمبر:9

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا۔

حاشیہ جلالین صفحہ 118، مکتبۃ الحسن لاہور

حوالہ نمبر:10

پہلے سیرت نگار محمد بن اسحاق، سیرت کی پہلی کتاب میں لکھتے ہیں:

ابراهيم بن تارخ

سیرت ابن اسحاق صفحہ 65، مکتبہ نبویہ لاہور

حوالہ نمبر:11

مشہور سریت نگار علامہ عبدالملک بن ہشام لکھتے ہیں

ابراهيم بن تارخ......

سیرت ابن ہشام مع روض الالف جلد 1 صفحہ 44، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

حوالہ نمبر:12

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1144 لکھتے ہیں:

ليس آزر ابا ابراهيم انما هو ابراهيم بن تارخ

آزر ابراہیم علیہ السلام کے والد نہیں ہے۔ بے شک وہ ابراہیم بن تارخ ہیں۔

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 331، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

حوالہ نمبر: 13

حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی متوفی ہجری 774 لکھتے ہیں:

ابراھیم بن تارخ......

البدایہ والنھایہ جلد 1 صفحہ 178، دارالاشاعت کراچی پاکستان

حوالہ نمبر: 14

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں:

ابراھیم بن تارخ......

المنتظم فی توریخ الملوک والامم جلد 1 صفحہ 148، دار الفکر بیروت لبنان

حوالہ نمبر: 15

دیوبندی مکتب فکر کے مشہور عالم دین جناب شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں:

علماء انساب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کے نام تارخ لکھا ہے۔

تفسیر عثمانی جلد 1 صفحہ 288، مکتبہ البشریٰ کراچی۔

حوالہ نمبر: 16

مفتی شفیع دیوبندی لکھتے ہیں:۔

مشہور یہ ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام ہے اور اکثر مؤرخین نے ان کا نام تارخ بتلایا ہے۔ امام رازی اور علماء سلف میں سے ایک جماعت کا کہنا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ہے۔

معارف القرآن جلد 3 صفحہ 379، ادارۃ المعارف کراچی

سوال:

اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد محترم کا نام تارخ ہے تو پھر آزر کون؟

جواب:

آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔ علامہ امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911 لکھتے ہیں کہ:

امام ابن المنذر نے اپنی تفسیر میں صحیح سند کے ساتھ حضرت سلمان بن صرد سے روایت کیا ہے کہ:

جب کافروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو وہ لکڑیاں جمع کرنے لگے، حتیٰ کہ ایک بوڑھی عورت بھی لکڑیاں جمع کرنے لگی، جب وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال چکے تو اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:۔

یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ ۝ (سورۃ الانبیاء آیت 69)

اے آگ تو ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا (جب آپ علیہ السلام آگ سے سلامت رہے تو)

فَقَالَ عَمُّهٗ ابراهيم من اجلی رفع عنه

ابراہیم علیہ السلام کے چچا نے کہا کہ میری وجہ سے ان کا عذاب دور کیا گیا ہے، تب اللہ تعالیٰ نے آگ کی ایک چنگاری بھیجی جو اس کے پیر پر لگی اور اس کو جلا دیا۔

اس اثر صحیح میں یہ تصریح ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اور اس اثر سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آزر اس وقت ہلاک کیا گیا جب ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ آگ والا معاملہ پیش آیا۔ اللہ کریم جل جلالہ نے قرآن میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو یہ معلوم ہو گیا کہ آزر اللہ کا دشمن ہے تو انہوں نے اس کے لیے استغفار کرنا چھوڑ دیا اور احادیث مبارکہ میں ہے کہ وہ حالت شرک میں مر گیا تو ابراہیم علیہ السلام کو اس کا دشمن خدا ہونا معلوم ہو گیا اور پھر اس کے استغفار نہیں کیا اور انہوں نے محمد بن کعب، قتادہ، مجاہد اور حسن وغیرہم سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

آزر کی زندگی میں اس کے ایمان کی امید رکھتے تھے پھر جب وہ مشرک پر مر گیا تو وہ اس سے بیزار ہو گئے۔

پھر آگ میں ڈالے جانے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی تصریح ہے، پھر ہجرت کے کافی عرصہ بعد وہ مصر میں داخل ہوئے اور وہاں حضرت سیّدہ سارہ رضی اللہ عنہ کے سبب سے ظالم بادشاہ کے ساتھ ان کا واقعہ پیش آیا اور انجام کار حضرت سیّدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہ آپ علیہ السلام کی باندی بنا دی گئیں۔

اس کے بعد آپ علیہ السلام شام کی طرف لوٹ گئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ آپ حضرت سیّدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ شریف منتقل کر دیں تو مکہ شریف جا کر ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی:-

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۝

اے ہمارے رب! مجھے اور میرے والدین کو بخشش دے اور سب ایمان والوں کو جس دن حساب ہوگا۔

پارہ نمبر 13 سورۃ ابراہیم آیت 41

اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا آزر کے فوت ہونے کے طویل عرصہ بعد اپنے والدین کے لیے مغفرت کی دعا کی۔ اس سے یہ واضح ہو گیا کہ قرآن مجید میں جس شخص کے کفر اور اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیزار ہونے کا ذکر ہے وہ ان کا چچا تھا والد نہیں۔

امام محمد بن سعد نے الطبقات میں کلبی سے روایت کیا ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بابل سے شام کی طرف ہجرت کی تو ان کی عمر شریف 37 برس تھی پھر انہوں نے کچھ عرصہ جران میں قیام کیا، پھر کچھ عرصہ اردن میں قیام کیا پھر وہاں سے

مصر چلے گئے اور کچھ عرصہ وہاں قیام کیا۔

پھر وہاں سے شام کی طرف لوٹ آئے اور ایلیا اور فلسطین کے درمیان چلے گئے، پھر وہاں کے لوگوں نے آپ کو ستایا تو پھر آپ علیہ السلام رملہ اور ایلیا کے درمیان چلے گئے، امام محمد بن سعد نے واقدی سے روایت کیا ہے کہ 90 برس کی عمر پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے، اور ان دونوں اثروں سے معلوم ہوتا ہے کہ آگ میں ڈالے جانے والے واقعہ کے بعد جب آپ نے بابل سے ہجرت کی اور مکہ مکرمہ میں جو آپ نے دعا کی تھی ان کے درمیان 50 سال سے زائد کا عرصہ ہے۔

طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 19، دار احیاء التراث العربی بیروت

الحاوی للفتاوی جلد 2 صفحہ 203، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ بالا منصل تحقیق سے معلوم ہوا کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا جو کہ شرک کی حالت میں مرگیا۔ آپ اس سے بیزار ہوگئے، اس کے لیے دعا کرنا چھوڑ دی تو پھر 50 سال سے زائد عرصہ بعد جو آپ علیہ السلام دعا کر رہے ہیں کہ یا اللہ! میرے والدین کو بخشش دے یہ کس کے لیے؟

آزر کے لیے تو آپ علیہ السلام دعا کرنا چھوڑ چکے تھے اور نہ ہی کسی نبی کے لیے جائز ہے کہ وہ مشرک کے لیے بخشش کی دعا کرے تو پھر یہ دعا کس کے لیے تھی؟ تو ماننا پڑے گا کہ 37 سال کی عمر شریف میں دعا چھوڑ دی تھی اپنے چچا آزر کے لیے اور 90 سال کی عمر پاک میں دعا کی تھی اپنے والدین کے لیے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام کے والد مومن تھے تب ہی تو آپ علیہ السلام نے ان کی بخشش کی دعا فرمائی تھی اور آزر چچا تھا اور مشرک تھا۔

حوالہ نمبر 1:

شارح بخاری، علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 943، امام فخر الدین رازی

رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر، اسرار التنزیل کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ان ازر لم یکن والد ابراھیم بل کان عمہ، واحتجوا علیہ بوجوہ، منھا: ان اباء الانبیاء ما کانوا کفارا، ویدل علیہ وجوہ......

بے شک آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد نہیں ہے، بلکہ وہ آپ علیہ السلام کا چچا ہے اور اس پر امام رازی نے متعدد وجوہ سے استدلال کیا ہے ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے آباء کافر نہیں ہو سکتے اور اس پر بھی امام رازی علیہ الرحمۃ نے کئی وجوہات سے استدلال کیا ہے۔

مواہب اللدینہ مع زرقانی جلد 1 صفحہ 326، دار الکتب العلمیہ بیروت

حوالہ نمبر 2:

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1144 لکھتے ہیں:

واضح قول یہی ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہے جیسا کہ امام رازی نے کہا کہ لا ابوہ وہ اُن کا والد نہیں ہے، جیسا کہ ہم سے پہلے اسلاف کی ایک پوری جماعت کا یہ مؤقف ہے اور ہم نے اسانید کے ساتھ ابن عباس، مجاہد، ابن خریج اور سدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا:۔

لیس آزر ابا ابراھیم انما ھو ابراھیم ابن تارخ

آزر ابراہیم علیہ السلام کا والد نہیں ہے بلکہ وہ تو ابراہیم بن تارخ ہیں۔

اور میں ایسے اثر صحیح سے واقف ہوں جسے ابن منذر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے اور اس میں صراحت ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہے۔

اور اس کی ایک دلیل تو سورج کی طرح واضح اور روشن ہے جس کی صراحت و وضاحت شہاب ہیثمی نے کی ہے اور تمام اہل کتاب اور اہل تاریخ کا اس بات پر اجماع ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا حقیقی باپ نہیں ہے، بے شک وہ آپ علیہ السلام کا چچا ہے

اور اہل عرب چچا کو باپ کہتے ہیں۔

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 301-300، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

حوالہ نمبر 3:

مفسر قرآن، حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی حنفی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1225 لکھتے ہیں کہ:

آزر حقیقت میں حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا، امام رازی نے کہا کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا، وہ باپ نہیں تھا یہی قول اسلاف کی ایک جماعت کا ہے۔ زرقانی نے مواہب کی شرح میں کہا ہے کہ اس دعویٰ کی دلیل ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا وہ شہاب ہیثمی کی وضاحت ہے کہ اہل کتاب اور مؤرخین کا اجماع ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا جس طرح امام رازی نے فرمایا:

امام سیوطی نے کہا کہ ہم نے کئی سندوں سے حضرت ابن عباس، مجاہد، ابن جریر اور سدی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہ تھا بلکہ آپ علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا، سیوطی نے کہا کہ تفسیر ابن منذر میں ایک ایسے قول پر آگاہ ہوا جس میں یہ تھا کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا، قاموس میں ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام تھا۔ آپ علیہ السلام کے والد ماجد کا نام تارخ تھا۔

تفسیر مظہری جلد 3 صفحہ 283، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

حوالہ نمبر 4:

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب میں مندرجہ بالا تحقیق قلمبند فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ آزر کے متعلق راجح قول یہ ہے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔

تقدیس والدین مصطفیٰ صفحہ 75، دار العرفان لاہور

حوالہ نمبر 5:

مفسر قرآن علامہ شیخ احمد بن احمد الصاوی المالکی المصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری

1241 لکھتے ہیں کہ:

انه كان عمه

بے شک وہ (آزر) ابراھیم علیہ السلام کا چچا تھا۔

حاشیہ الصاوی علی الجلالین جلد 1 صفحہ 585، دارالحدیث قاہر مصر

حوالہ نمبر 6:

علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن حمد بن محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 710 لکھتے ہیں کہ نسب بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ بلاشبہ آپ علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ تھا۔

تفسیر مدارک التنزیل جلد 1 صفحہ 674، فرید بک سٹال لاہور۔

حوالہ نمبر 7:

صدر الفاضل، فخر الاماثل، استاذ العلماء حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ السلام الھادی اپنی مشہور زمانہ اور اُردو زبان کی سب سے جامع اور مستند تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

قاموس میں ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مسالک الحنفاء میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ چچا کو باپ کہنا تمام ممالک میں معمول ہے، بالخصوص عرب میں......

تفسیر خزائن العرفان صفحہ 258، علم دین پبلی کیشنز لاہور پاکستان

حوالہ نمبر 8:

حکیم الامت، مفسیر شہیر حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: یہاں باپ سے مراد چچا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ہے عرب میں عام طور پر چچا کو باپ کہا جاتا ہے قرآن حکیم میں بھی بہت جگہ چچا کو باپ فرمایا ہے......

تفسیر نور العرفان صفحہ 165، نعیمی کتب خانہ گجرات پاکستان

حوالہ نمبر 9:

علامہ نظام الدین الحسن بن محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 728 لکھتے ہیں:۔ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا اور آزر تو آپ علیہ السلام کا چچا تھا اور عربی میں چچا پر اَب کا اطلاق عام طور پر ہوتا ہے۔

تفسیر غرائب القرآن ورغائب العرفان جلد 3 صفحہ 103، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مندرجہ بالا تحقیق سے اور ایک درجن سے زائد حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آزر حضرت سیّدنا خلیل الرحمٰن ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔

اعتراض:

قرآن کریم تو یہ فرماتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے کہا، تو جب قرآن باپ کہہ رہا ہے تو پھر ہم اس کو چچا کیوں مانیں؟ اور ایک بھی نہیں کئی مقامات پر کہا۔

جواب:

اس الجھن کو سلجھانے کے لیے ہمیں قرآن وحدیث اور اصول کو سمجھنا ہوگا۔ لفظ ''اَب'' عربی ہے اور اس کا استعمال بکثرت قرآن مجید میں ہے، کہیں قرآن کریم میں سگے باپ یعنی والد کے لیے استعمال ہوا ہے، کہیں چچا اور کہیں دادا کے لیے جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ یہ میرا قمیص لے جاؤ اور میرے باپ یعنی والد محترم کے چہرے پہ ڈال دو ان کی بصارت لوٹ آئے گی۔

فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِىْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ

تو اسے میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔

پارہ نمبر 13 سورۃ یوسف آیت 93

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں لفظ ''اَب'' سگے باپ یعنی والد جس کی صلب سے انسان پیدا ہوا کے لیے آیا ہے اور کہیں یہ لفظ ''اَب'' والد، دادا، پردادا کے لیے استعمال

ہوا ہے جیسے :۔

وَلَا تَنۡکِحُوۡا مَا نَکَحَ اٰبَآؤُکُم

اور نہ نکاح کروان سے جن سے تمہارے باپ دادا نے نکاح کیا۔

پارہ۔4 سورت نساء آیت 22

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں لفظ ''اَب'' باپ، دادا، پردادا کے لیے استعمال ہوا ہے اور کہیں یہی لفظ ''اَب''، والد، دادا، اور چچا کے لیے استعمال ہوا ہے جیسے :۔

قَالُوۡا نَعۡبُدُ اِلٰـهَكَ وَ اِلٰـهَ اٰبَآئِكَ اِبۡرٰهٖمَ وَ اِسۡمٰعِيۡلَ وَ اِسۡحٰقَ اِلٰـهًا وَّاحِدًا ....

انہوں نے کہا ہم عبادت کریں گے آپ کے معبود کی اور آپ کے باپ، دادا اور اسماعیل اور اسحٰق کے معبود ایک معبود کی......

پارہ 1 سورۃ بقرہ آیت 133

مندرجہ بالا آیت میں لفظ، اَب، چچا کے معنی میں استعمال ہوا ہے کیونکہ اس آیت میں ہے کہ اولادِ یعقوب نے حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کو حضرت سیّدنا یعقوب علیہ السلام کے آباء میں شامل کیا اور کہا حالانکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کے باپ نہیں، چچا ہیں۔

تو مسئلہ واضح ہو گیا اور قرآن کریم سے معلوم ہو گیا کہ لفظ ''اَب'' صرف اور صرف والد کے لیے استعمال نہیں ہوتا بلکہ باپ، داد، پردادا اور چچا کو بھی ''اَب'' کہنا قرآن سے ثابت ہے۔ للہذا یہ سمجھنا کہ لفظ ''اَب'' صرف والد معنی میں استعمال ہوتا ہے یہ خالص جہالت اور بے علمی اور قرآن کریم سے ناواقفی اور عدم مطالعہ کی واضح دلیل ہے۔

جس طرح قرآن کریم میں ''اَب'' یعنی باپ سے تعبیر کیا گیا اسی طرح حدیث شریف سے بھی اس کی مثال ملتی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے بھی چچا کو باپ یعنی ''اَب'' فرمایا چنانچہ ملاحظہ ہو۔

نبی مکرم، رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عظیم چچا حضرت سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو اپنا باپ فرمایا، ایک جگہ فرمایا کہ میرے چچا عباس میرے آباء میں سے باقی ہیں اور ایک حدیث شریف تو واضح طور پر باپ فرمایا ملاحظہ ہو۔

حضرت سیّدنا حسن مجتبیٰ بن سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

احفظونی فی العباس، فانه بقیة ابائی

کنز العمال جلد 11 صفحہ 320 رقم الحدیث 33395، دار الکتب العلمیہ بیروت

اب دیکھئے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اپنا چچا بھی فرمایا اور باپ بھی اور کچھ بھی دینی معلومات رکھنے والا انسان جانتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آقا کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔

اور سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

العباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وان عم الرجل صنو ابیه

حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں اور چچا باپ کی طرح ہوتا ہے۔

کنز العمال جلد 11 صفحہ 320 رقم الحدیث 33380، دار الکتب العلمیہ بیروت

تو قرآن وسنت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ لفظ ''اَب'' ''اَبی'' صرف سگے باپ کے لیے ہی نہیں بلکہ دادا، پردادا اور چچا کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جب ایک لفظ اتنے مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے تو پھر اس لفظ ''اَبی'' سے استدلال کرنا اور ابراہیم علیہ السلام کا والد مراد لینا کوئی خاص علمی جلالت معلوم ہوتی ہے ہم کو تو:۔

اعتراض:

یہ تو معلوم ہوگیا کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد محترم کا نام تارخ تھا اور آزر آپ علیہ

السلام کا چچا تھا اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ عربی زبان میں چچا کو بھی باپ کہا جاتا ہے لیکن تراجم قرآن پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ علماء نے ترجمہ باپ ہی کیا ہے،

حتیٰ کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی اور غزالی زمان علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر علماء اہلسنّت بھی نے ترجمہ باپ ہی کیا ہے تو ایسے میں ہم آپکی بات کو کیسے مانیں؟

جواب: جسے عربی زبان میں لفظ ''اَبْ'' کو سمجھنے کی ضرورت تھی اس طرح اُردو میں باپ کو سمجھنے کی ضرورت ہے، اُردو زبان میں بھی باپ کا استعمال ولد اور چچا اور تایا وغیرہ کے لیے ہوتا ہے۔

جیسا کہ تایا ابو، بڑے ابو، چھوٹے ابو عام طور پر بولا جاتا ہے اس کا انکار وہی کریگا جو اُردو محاورہ سے نابلد ہوگا یا پھر تجاہل عارفانہ کا شکار ہوگا اس لیے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ یا دیگر علماء اہلسنّت کے تراجم کو دلیل بنانا کہ انہوں نے ترجمہ باپ کیا ہے، غلط ہے، لفظ اَبْ کی طرح لفظ ''اُمّ'' کا استعمال کہیں والدہ کے لیے ہوا ہے جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے۔ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ تو اس کی ماں کے تہائی ہے۔

پارہ 4 سورت نساء آیت 11

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں لفظ ''اُمّ'' سگی والدہ کے لیے استعمال ہوا ہے، اور کسی مقام پر یہی لفظ والدہ، دادی، پردادی، نانی، پرنانی وغیرہ کے استعمال ہوتا ہے جیسے:۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ

پارہ 4 سورت نساء آیت 23

اور کہیں یہی لفظ دودھ پلانے والی یعنی رضاعی ماں کے لیے استعمال ہوا ہے جیسے

وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ

اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا

پارہ 4 سورت نساء آیت 23

الغرض لفظ، اَبُ اور لفظ اُمّ یہ صرف سگے حقیقی ماں باپ کے لیے نہیں بلکہ باپ، چچا، دادا، پردادا، سگی ماں، دادی، پردادی، نانی، پرنانی وغیرہ سب کے لیے استعمال ہوتا ہے تو اس طرح واضح ہوگیا کہ یہ لفظ، اَبُ قطعی الدلالت نہیں ہے۔

جبکہ ماں باپ کے لیے ایک اور لفظ بھی استعمال ہوا ہے قرآن مجید میں والد، والدہ، والدین، چند آیات ہم پیش کرتے ہیں۔

(1) وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ج حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ط اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ٥

اور ہم نے آدمی کو اس کے والدین کے بارے میں (نیکی کا) حکم فرمایا اس کی ماں نے اسے (پیٹ میں) اٹھایا کمزوری پر کمزوری برداشت کرتے ہوئے اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس کی عمر میں ہے کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کر میری طرف لوٹنا ہے۔

پارہ 21 سورت لقمان آیت 14

(2) وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ط

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا۔

پارہ نمبر 20 سورت العنکبوت آیت 8

(3) وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحسنًا ط

اور ہم نے انسان کو حکم دیا کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرے۔

پارہ 26 سور، الاحقاف آیت 15

(4) وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ٥

وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والے تھے اور نہ سرکش اور نافرمانی کرنے والے۔

پارہ 16 سورت مریم آیت 32

(5) اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ..........

جو تو نے انعام کیا مجھ پر اور میرے والدین پر

پارہ نمبر 19 سورت النمل آیت 19

(6) وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْہِ اُفٍّ لَّکُمَآ ....

اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا اُف

پارہ 26 سورۃ الاحقاف آیت نمبر 17

(7) وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ط

اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دوسال یہ اس کے لیے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہتے۔

پارہ نمبر 2 سورت البقرہ آیت نمبر 223

(8) وَّبَرًّا ۢ بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ○

اور میری والدہ نے مجھے نیکی کرنے والا بنایا، اور مجھے نافرمان نہیں کیا۔

پارہ 16 سورت مریم آیت 32

(9) اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْکُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْکَ وَعَلٰی وَالِدَتِکَ م

جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کرو میرا وہ احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر۔

پارہ نمبر 7 سورت المائدہ آیت 110

(10) رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ○

اے ہمارے رب مجھے اور میرے والدین کو بخشش دے اور سب ایمان والوں کو جس دن حساب ہوگا۔

پارہ نمبر 13 سورت ابراہیم آیت 41

تِلْکَ عَشَرَةٌ کَامِلَةٌ ....

مندرجہ بالا دس آیات طیبات پڑھنے کا آپ نے شرف حاصل کیا ان تمام آیات میں لفظ ،وَالد، وَالدَات، والدیه، والدیك، والدی، والده، والدنی وغیرہ الفاظ جہاں بھی قرآن پاک میں آیا ہے صرف حقیقی ماں باپ کے لیے استعمال ہوا ہے۔

جن کے صلب اور بطن سے انسان پیدا ہوا ہے جیسے فقہی اصطلاح میں اس اصل قریب کہتے ہیں یہ لفظ ، چچا، دادا، پردادا غیرہ کے لیے کہیں بھی استعمال نہیں ہو۔ مندرجہ بالا تحقیق سے لفظ اَبُ اور لفظ والد کا فرق معلوم ہوا اب رہی بات یہ کہ آزر کو قرآن مجید میں لفظ اَبُ سے تعبیر کیا یا کہ والد سے۔

تو آیئے کلام مجید کو پڑھنے کا شرف حاصل کرتے ہیں:۔

(1) وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ج

اور جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا تو بتوں کو معبود بنا تا ہے؟

پارہ نمبر 7 سورۃ الانعام آیت 74

(2) اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ○

جب انہوں نے اپنے اور اپنے (مخاطب) لوگوں سے فرمایا کیا ہیں وہ جن کی تم عبادت کرتے ہو؟

پارہ نمبر 23 سورۃ الصافات آیت 85

(3) وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖۤ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ○

اور جب ابراہیم نے باپ اور اپنے (مخاطب مشرک) لوگوں سے فرمایا بے شک میں ان سب سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔

پارہ نمبر 25 سورۃ الزخرف آیت 26

(4) اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْئًا ○ پارہ نمبر 16 سورۃ مریم آیت 42

جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ کیوں ایسی چیز کو پوجتا ہے جو نہ سنے نہ دیکھے اور نہ تیرے کچھ کام آئے

(5) اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝

جب انہوں نے اپنے باپ اور مشرکین سے فرمایا تم کس کی عبادت کرتے ہو؟

پارہ نمبر 19 سورۃ الشعراء آیت 70

(6) وَاغْفِرْ لِاَبِیْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝

اور میرے باپ کو بخش بے شک وہ گمراہوں میں سے ہے۔

پارہ نمبر 19 سورۃ الشعراء آیت 86

(7) قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ ۝

ابراہیم کا یہ قول اپنے باپ سے کہ میں تیرے لیے ضرور بخشش چاہوں گا۔

پارہ نمبر 28 سورۃ الممتحنہ آیت 4

(8) وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِیَّاهُ ج

اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے مغفرت طلب کرنا صرف اس وعدے کی بنا پر تھا جو وہ انس سے کر چکے تھے۔

پارہ نمبر 11 سورۃ التوبہ آیت 114

مذکورہ بالا آیات طیبات میں کہیں بھی آزر کو والد نہیں کہا گیا بلکہ پورے قرآن پاک میں کہیں بھی آزر کے لیے والد کا لفظ نہیں بولا گیا جو کہ سگے کے لیے بولا جاتا ہے، مذکورہ تمام آیات میں اَب کا لفظ موجود ہے جو کہ چچا کے معنیٰ میں ہے اور ان تمام آیات میں آزر ہی مراد ہے۔

اگر وہ والد تھا تو کم از کم ایک بار تو اس کے لیے وہ لفظ بولا جاتا جو کہ عربی زبان میں سگے والد کے لیے بولا جاتا ہے پر وہ والد ہوتا تو کہا جاتا نہ وہ تو والد ہے ہی نہیں بلکہ چچا ہے۔

اعتراض:

وَاغْفِرْ لِاَبِیْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝

سورۃ الشعراء آیت 86 پارہ 19

آزر کے لیے ابراہیم علیہ السلام کی کی یہ دعا منقول ہے۔ جس کی تعبیر لابی سے کی گئی ہے اور آزر ہی کے لیے دوسری دعا یہ ہے کہ واغفرلی ولوالدی، یہاں والدی تعبیر ہے، للہذا یہ کہنا کہ آزر کو قرآن میں والد نہیں کہا گیا ہے کہاں تک درست ہے اور والدی سے مراد کون ہے؟

جواب:

یہ دعا سورت شعراء میں ہے اور لابی، کے ساتھ منقول ہے وہاں پر آزر مراد ہے جو کہ گمراہ تھا اور ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اور سورت ابراہیم کی آیت 41 میں لوالدی کے ساتھ جو دعا منقول ہے اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی والدین یعنی حضرت تارخ اور ان کی زوجہ محترمہ مراد ہے۔

آزر جس کو قرآن نے اَبْ فرمایا اس کے لیے آپ علیہ السلام نے دعا کرنا چھوڑ دی جبکہ وہ مر گیا اور اس وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف 37 برس تھی، پھر وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر 99 سال تھی اس کے 13 برس بعد حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر 112 سال تھی۔

اس کے بعد خلیل علیہ السلام نے اپنے لیے، اپنی اولاد کے لیے، والدین کے لیے اور مومنین کے لیے دعا فرمائی۔ معلوم ہوا کہ بعد والی دعا چچا آزر کے لیے نہیں والد تارخ اور والدہ محترمہ کے لیے تھی پہلی دعا جو آزر کے لیے تھی اور دوسری دعا جو والدین کے لیے تھی اس میں چند طرح فرق سے ملاحظہ ہو۔

(1) آزر کے لیے دعائے مغفرت آزر کی زندگی میں فرمائی جبکہ اس کے ایمان کی امید تھی اور دوسری دعا بڑھاپے میں حقیقی والدین کے لیے فرمائی اور اس وقت تک تو آزر کا کفر محقق ہو چکا تھا اور اس سے متنفر ہو چکے تھے اور نص قطعی سے کافر کے لیے دعا مغفرت منع ہے۔

(2) آزر کے لیے یہ لفظ مفرد لا بـــی، کا لفظ استعمال فرمایا جو کہ چچا کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اور اس دعا میں صرف آزر شامل ہے کیونکہ صیغہ مفرد ہے اگر اس سے والد ہی مراد لیا جائے تو کیا ابراہیم علیہ السلام نے والدہ کے لیے دعا نہیں کو بھی باپ یعنی ابّا کہہ دیتے ہیں تا کہ ان کی طرف خصوصی توجہ قائم رہے اور چچا کا لفظ اگر کسی بڑے کے لیے کوئی استعمال کرتا ہے تو اس کو نہایت ہی مہذب سمجھا جاتا ہے اور لفظ ابّا میں تو چچا سے بھی زیادہ اظہار عظمت ہے، جب یہ بات سمجھ میں آگئی تو اب آپ اس بات کو غور سے سنیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی قوم پر نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ آزر بہت بڑا پجاری اور بت پرست و بت تراش ہے اور ان کا قوم پر بڑا اثر ورسوخ ہے۔

اور قوم کا سردار ہے اور ابراہیم علیہ السلام کے لیے درجہ کا چچا تھا اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام آزر کو یـــابــت (اے میرے باپ) کے لفظ سے تعبیر کرتے تھے۔

سورت مریم میں چار مقامات پر اس لفظ سے خطاب و یاد فرمایا، ملاحظہ ہو

(1) اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْـٴًـا ۝

(2) یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَالَمْ یَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِیْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِیًّا ۝

(3) یٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا ۝

(4) یٰۤاَبَتِ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا ۝

(1) جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ کیوں ایسی چیز کو پوجتا ہے جو نہ سنے نہ دیکھے نہ تیرے کچھ کام آئے۔

(2) اے میرے باپ بے شک میرے لیے وہ علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں لہٰذا تو میری پیروی کر اور میں تجھے سیدھی راہ دکھاؤں۔

(3) اے میرے باپ شیطان کی پوجا نہ کرے شیطان رحمان کا نافرمان ہے۔

(4) اے میرے باپ میں ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمان کا عذاب پہنچے پھر تو ہو جائے شیطان کا ساتھی۔

پارہ نمبر 16 سورت مریم آیات 45-42

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آزر کو اس طرح مخاطب کرنا یعنی باپ کہنا محض اس کے دل کو خوش کرنے کے لیے اس امید پر تھا اگر یہ ایمان لے آیا تو اس کے ساتھ اس کی قوم بھی دعوت اسلام قبول کرلے گی۔ اسی لیے آپ علیہ السلام نے آزر کے ایمان اور مغفرت کے لیے دعا کا وعدہ بھی فرمایا۔ اور اسی لیے اس کو باپ بھی کہتے کیونکہ چچا ہونے کی صورت میں باپ کی جگہ پر تو تھا ہی پر آپ علیہ السلام چچا کی جگہ باپ ہی فرماتے تا کہ یہ متاثر ہو کر اسلام قبول کرلے، اور قرآن کریم نے چونکہ ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا تو اللہ کریم نے اپنے خلیل علیہ السلام کے اندازِ تکلم کو قائم رکھا تا کہ نقل وحکایت واقع کے مطابق ہو۔

اور ایک قابل غور بات یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام نے آزر کو بھی والد نہیں کہا اور لفظ والد سے خطاب نہیں کیا کیونکہ والد وہ ہوتا تو آپ لفظ والد استعمال فرماتے اور قرآن کریم نے بھی کسی بھی مقام پر آزر کو ابراہیم علیہ السلام کا والد قرار نہیں دیا۔ اس طرح چونکہ ابراہیم علیہ السلام نے آزر کو کبھی چچا نہیں کہا اس لیے قرآن کریم نے بھی نہیں کہا۔ ابراہیم علیہ السلام نے صرف لفظ اَبٌ استعمال کیا اور قرآن نے بھی لفظ اَب ہی استعمال کیا۔

اس طرح آزر کی تالیف قلب بھی ہوتی رہی اور والد بھی قرار نہ پایا بلکہ چچا تھا اور چچا ہی رہا۔

دلیل مخالف سے استدلال:

معترضین جس آیت سے استدلال کرتے ہیں حق تو یہ ہے کہ وہ آیت کریمہ بھی ہمارے مؤقف پر دلالت کرتی ہے، ملاحظہ ہو۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ............

سے اشارہ ملتا ہے کہ آزر باپ یعنی والد نہیں بلکہ چچا تھا کیونکہ جب باپ کہہ دیا تو تعین مراد تو ہو چکی تو آزر کے نام کی پھر کیا ضرورت تھی کیونکہ باپ تو انسان کا ایک ہی ہوتا ہے تو اللہ کریم نے آزر کا نام اس لیے ذکر کیا تا کہ پڑھنے کا والے کا دماغ کہیں سگے والد کی طرف نہ چلا جائے جو کہ مومن تھے بلکہ ساتھ نام کا ذکر کیا کہ مسئلہ واضح ہو جائے کہ اس سے مراد والد نہیں بلکہ آزر ہے جو کہ چچا تھا اور اس کو آپ باپ کہتے تھے وہ مراد ہے، ورنہ اگر آیت یوں ہوتی کہ۔ ابراہیم نے اپنے باپ سے کہا، تو مطلب واضح تھا لیکن قاری سوچتا کہ ظاہر ہے۔ پھر والد ہی مراد ہے تو اللہ تعالیٰ نے ساتھ نام ذکر کر دیا یہ اعتراض پیدا ہی نہ ہو۔

اعتراض:

حدیث شریف میں ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے باپ آزر سے ملاقات ہوگی۔ اگر آزر والد نہیں بلکہ چچا تھا تو نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم وضاحت تو فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آزر کو باپ کیوں فرمایا؟

جواب:

اس اشکال کو دور کرتے ہوئے محقق اعلیٰ لاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:۔

بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء شرک و کفر کی آلودگی سے پاک اور منزہ ہیں ان کے نزدیک آزر کے چچا ہیں، ان کو مجازاً باپ کہا گیا ہے اور ان کے باپ کا نام تارخ ہے، اسی وجہ سے، مطلقاً نہیں فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے باپ سے ملاقات ہوگی تا کہ ان کے حقیقی والد کی طرف ذہن متوجہ نہ ہو اور ان کے باپ کے ساتھ آزر کا ذکر کیا، تا کہ معلوم ہو کہ یہاں مجازی باپ

مراد ہے۔

اشعۃ اللمعات جلد 4 صفحہ 368، مطبع تیج کمار لکھنؤ

اس سے جناب تارخ کا والد ہونا، آزر کا چچا ہونا، اس کو مجازاً باپ کہنا اور معترضین کے اعتراض کا جواب معلوم ہوا۔

دیوبندی مکتب فکر کے عالم دین ادریس کاندھلوی صاحب متوفی ہجری 1394، اس حدیث شریف کی شرح میں لکھتے ہیں کہ:۔

تحقیق یہ ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا، اس مجاز کو متعاف کے طور پر باپ کہا گیا ہے اور آپ کے باپ کا نام تارخ ہے، بعض محققین علماء جنہوں نے آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء سے کفر کی نفی ہے ان کی یہی تحقیق ہے۔ اس بناء پر اس حدیث میں آزر کا ذکر اس لیے ہے کہ اگر یوں کہا جاتا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے باپ سے ملاقات ہوگی۔ تو اس سے ان کے حقیقی والد کی طرف ذہن چلا جاتا اور جب آزر کی قید لگائی تو ان کے حقیقی والد کی طرف ذہن نہیں جائے گا۔

التعلیق الصبیح جلد 6 صفحہ 301، مکتبہ نعمانیہ لاہور

کاندھلوی صاحب کے مندرجہ بالا اقتباس سے بھی جناب تارخ کا والد ہونا، آزر کا چچا ہونا اور باپ کہنے کی توجیح معلوم ہوئی۔

راقم الحروف کا جواب:

بندہ ناچیز کے ذہن میں جو جواب آیا ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام آزر کو اپنا باپ فرماتے تھے تو جب حضور آقا کریم علیہ السلام نے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے جدامجد علیہ السلام کے اس لفظ کو قائم رکھا اور باپ ہی فرمایا والد نہیں۔

اعتراض:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ صحابی رسول حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن اپنے (عرفی) باپ (یعنی چچا) سے ملاقات کریں گے اور آزر کے چہرے پر سیاہی اور گردو غبار ہوگا، حضرت ابراہیم علیہ السلام اس سے کہیں گے:

کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کرو، ان کا باپ (یعنی چچا) کہے گا پس آج میں تمہاری نافرمانی نہیں کروں گا، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے: اے میرے رب! تو مجھ سے وعدہ کیا تھا تو مجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا تو اس سے بڑھ رسوائی کیا ہوگی کہ میرا باپ (یعنی چچا) تیری رحمت سے بہت زیادہ دور ہے۔

پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں نے جنت کو کافروں پر حرام کردیا ہے، پھر کہا جائے گا، اے ابراہیم! آپ کے پاؤں کے نیچے کیا ہے؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام دیکھیں گے تو وہاں ایک ذبح شدہ جانور خون میں لتھڑا ہوا پڑا ہوگا۔ پھر اس کے پاؤں سے پکڑ کر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

صحیح بخاری رقم الحدیث 3350

جب ابراہیم علیہ السلام کو علم تھا کہ آزر کفر و شرک کی حالت میں مرچکا تھا اور میں نے اس کے لیے بیزاری کا اعلان کردیا تھا اور دعا کرنا چھوڑ دیا تھا تو پھر بروز حشر آپ علیہ السلام اس کی شفاعت کیوں کریں گے؟

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ قیامت کے دن جو ابراہیم علیہ السلام آزر کے لیے دعا کریں گے وہ دعائے شفاعت نہیں ہوگی بلکہ اس سے آزر کے سامنے عذر پیش کرنا مقصود ہوگا جیسا کہ حدیث مذکورہ بالا میں۔ ہے کہ ابراہیم فرمائیں گے میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ میری نافرمانی نہ کر؟

دوسری وجہ یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے کہ یا اللہ! اس سے بڑھ کر

رسوائی کیا ہوگی کہ میرا چچا تیری رحمت سے دور ہے اور تو نے فرمایا تھا کہ میں تجھے رسوا نہیں کروں گا۔ اب اگر خلیل علیہ السلام اس کی شفاعت کریں اور آپ علیہ السلام کی شفاعت قبول نہ ہو تو ابراہیم علیہ السلام کی رسوائی ماننی پڑے گی اور یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے اللہ کریم اپنے خلیل علیہ السلام کو رسوا کرے یعنی ان کی شفاعت قبول نہ کرے؟

لہٰذا ماننا پڑے گا یہ دعا خلیل صرف عذر پیش کرنے کے لیے ہوگی تو جواب میں اللہ وہی فرمائے گا کہ میں نے خلیل علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی تو اللہ کریم نے مجھے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔

دوسرا جواب اس کا یہ دیا گیا ہے کہ بروز قیامت ابراہیم علیہ السلام کی توجہ اس کے کفر کی طرف جائے گی ہی نہیں اور اسے چچا سمجھ کر اسے کی شفاعت فرمائیں گے اور رب کریم کی طرف جواب آئے گا میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے تو آپ کی توجہ مبارک فوراً اس طرف جائے گی کہ یہ تو کفر کی حالت میں مرا تھا۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام دوبارہ دعا شفاعت نہیں کریں گے۔

قابل غور بات:

معترضین نے اس حدیث سے ابراہیم علیہ السلام کے چچا کے آزر کے والد ہونے پر استدلال تو کر لیا لیکن اس بات کو نہ سمجھ سکے کہ یہ حدیث نبی کریم علیہ السلام کی وسعت علم کی دلیل ہے کہ بروز قیامت جو ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما رہے ہیں کہ جناب خلیل علیہ السلام کی آزر سے ملاقات ہوگی اور جو بات ہوگی اس کو بیان فرما دیا، تو یہ حدیث تو نبی کریم علیہ السلام کے علم غیب کی واضح دلیل ہے۔

آخر میں ہم تکملہ کے طور پر ایک حوالہ اور پیش کر دیتے ہیں۔ چنانچہ حافظ عماد الدین ابن کثیر لکھتے ہیں کہ:

کہتے ہیں کہ تارخ اپنے بیٹے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی یعنی بہو سارہ اور اپنے پوتے لوط بن ہاران کو لے کر بابل چلے گئے اور کنعانیوں کی زمین میں آباد ہوئے

اور وہاں مقام حران میں اترے اور وہیں تارخ نے وفات پائی جبکہ ان کی عمر دو سو پچاس سال تھی۔

البدایۃ والنھایہ جلد 1 صفحہ 178، دارالاشاعت کراچی پاکستان

اسی طرح ابن خلدون اور طبری میں بھی ہے۔

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں: ابراھیم بن تارخ

الکامل فی التاریخ جلد 1 صفحہ 76، مکتبۃ التوفیقیہ مصر

دیوبندی مسلک کے ترجمان میں لکھا ہے۔

ابراھیم بن تارخ

ماہنامہ حق نوائے احتشام مئی 2015ء صفحہ 66 ' ماہنامہ حق نوائے احتشام اپریل 2015' اندرون ٹائٹل

آخر میں قارئین کی ضیافت طبع کے لیے مزید ایک دیوبندی حوالہ پیش کیا جاتا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ والد کا لفظ تو صرف حقیقی باپ کے لیے بولا جاتا ہے لیکن اب کا لفظ حقیقی باپ کے غیر پر بھی بولا جاتا ہے۔

جس سے ہمارے مؤقف کی تائید ہوتی ہے جامع خیر المدارس کا ترجمان کہتا ہے کہ والد تو ایک ہی ہوگا جس کے صلب سے کسی شخص کا جنم ہوا ہو مگر (اب) باپ کئی ہو سکتے ہیں۔ والد فوت ہوا، ماں نے دوسرا نکاح کیا تو یہ نیا شخص سوتیلا باپ ہوگا سوتیلا والد کہنا غلط ہے۔ اسی طرح حدیث پاک کا مفہوم ہے سسر اور استاد بھی آدمی کا باپ ہوگا لیکن اسے "والد" نہیں کہا گیا۔ آباء کا معنی باپ دادا' پر دادا وغیرہ ہے مگر وہ سارے والد نہ کہلائیں گے، والد صرف وہ اکیلا شخص ہی ہوگا جو اس شخص کی ولادت کا ذریعہ بنا۔

ماہنامہ الخیر شوال المکرم 1435ھ صفحہ 47، جامع خیر المدارس ملتان۔

اعتراض:

آپ کی بات درست، آپ کا مؤقف تسلیم لیکن اگر لفظ "اَب" کو باپ کے معنی میں ہی لیں تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔

جواب:

حرج اس میں یہ ہے کہ لفظ ''اَبْ'' کو والد کے معنی میں لیں گے تو قرآن کریم کی دیگر آیات کے خلاف ہوگا۔ احادیث مبارکہ میں ہم نے نقل کیں، ان کے خلاف ہوگا، طہارت نسب رسول کے خلاف ہوگا،

نبی کریم علیہ السلام کی شان محبوبیت اور ابراہیم علیہ السلام کی شان خلت کے خلاف ہوگا۔ ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، آقا کریم علیہ السلام اور انبیاء کرام جو کہ اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، مثلاً اسحاق یعقوب، یوسف اور باقی انبیاء کرام سب کو مشرک کی اولاد ماننا پڑے گا۔

بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ جی بلا وجہ لفظ اَبْ کو اس کے معنی سے پھیرنے والی بات ہے اس کا معنی یہی ہے کہ آزر والد ہے، ایک صاحب بولے کہ جب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء کو مومن وموحد قرار دینے پر زور دینا شروع ہوا ہے تب سے آزر کی بجائے تارخ کو والد قرار دینا شروع ہوا ہے۔

صد افسوس کہ ایسے لوگ بھی خود کو مفسر قرآن کہلاتے ہیں، کاش کہ حالات ساز گار ہوتے تو ہم ان خوب کا تعاقب کرتے لیکن اتنا ضرور عرض کریں گے کہ جیسا کہ گزر چکا ہے کہ سیرت کی پہلی کتاب سیرت ابن اسحاق میں ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ لکھا ہے۔

الغرض حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی باپ کا ایمان اور اسلام اور ان کا نجات یافتہ ہونا تسلیم کرنا ضروری ہے اور آزر آپ کا حقیقی باپ نہیں بلکہ چچا ہے اور چچے کو مجازی طور پر باپ کہنا جائز اور صحیح ہے اور آپ علیہ السلام کے والد محترم کا نام تارخ ہے۔ ہم نے دلائل قاطعہ وبراہین واضحہ سے اس بات کو روز روشن کی طرح صاف اور واضح کر دیا۔

امید ہے کہ قارئین کو اس عنوان پر اتنا باحوالہ مواد یکجا کسی اور جگہ نہیں ملے گا۔

فالحمد اللہ علی ذلک ۔

باب نمبر 3:

ایمان جدِ مصطفیٰ رضی اللہ عنہ

حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جدامجد یعنی دادا جان کا نام نامی اسم گرامی ہے ''شیبہ'' اوران کو شیبۃ الحمد، بھی کہا جاتا ہے اور عبدالمطلب کے نام سے مشہور ہیں چنانچہ شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا ''عبدالمطلب'' کا اصلی نام ''شیبہ'' ہے یہ بڑے ہی نیک اور عابد وزاہد تھے۔ ''غار حرا'' میں کھانا ساتھ لے جاتے اور کئی کئی دنوں تک خدا کی عبادت میں مصروف رہتے۔ رمضان شریف کے مہینے میں اکثر غار حرا میں اعتکاف کرتے تھے اور خدا کے دھیان میں گوشہ نشین رہا کرتے تھے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نبوت ان کی پیشانی میں چمکتا تھا اوران کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔

اہل عرب خصوصاً قریش کو ان سے بڑی عقیدت تھی، مکہ والوں پر جب بھی کوئی مصیبت آئی یا قحط پڑ جاتا تو لوگ عبدالمطلب کو ساتھ لے کر پہاڑ کر چڑھ جائے اور بارگاہ خداوندی میں ان کو وسیلہ بنا کر دعا مانگتے تھے تو دعا قبول ہو جاتی تھی۔ یہ لڑکیوں کو زندہ در گور کرنے سے لوگوں کو بڑی سختی کے ساتھ روکتے تھے اور چور کا ہاتھ کاٹ دیتے تھے اپنے دستر خوان سے پرندوں کو بھی کھلایا کرتے تھے۔ اس لیے ان کا لقب ''مطعم الطیر'' (یعنی پرندوں کو کھلانے والا) ہے شراب اور زنا کو حرام جانتے تھے اور عقیدہ کے لحاظ سے مؤحد تھے۔ زم زم شریف کا کنواں جو بالکل پٹ گیا تھا آپ ہی نے اسے نئے سرے

سے کھود کر درست کیا اور لوگوں کو آب زم زم سے سیراب کیا۔ آپ بھی کعبہ کے متولی اور سجادہ نشین ہوئے۔ اصحاب فیل کا واقعہ آپ ہی کے وقت پیش آیا ایک سو بیس برس کی عمر میں وفات پائی۔

شرح الزرقانی علی المواہب اللدینہ جلد 1 صفحہ 138-135، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مواہب اللدنیہ مع زرقانی جلد 1 صفحہ 155، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

دحلان مکی السیرۃ النبویہ جلد 1 صفحہ 34، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

سیرت مصطفیٰ صفحہ 54-53، مکتبہ المدینہ کراچی پاکستان

سیرت رسول عربی صفحہ 48، مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

ادریس کاندھلوی، سیرت المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 42، مکتبہ عمر فاروق کراچی

الانوار المحمدیہ صفحہ 18، حقیقت کتابوی ترکی استنبول

مدارج النبوت جلد 2 صفحہ 19، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

کیا ایسی سیرت کسی کافر کی ہوسکتی ہے؟

نام کی وجہ:

آپ کے نام ''شیبۃ الحمد'' کی دو وجہیں علماء نے لکھی ہیں۔

(1) جب وہ پیدا ہوئے تو ان کے سر پر سفید نشان تھا اس لیے نام شبیہ رکھا گیا۔

(2) ان کے والد ہاشم نے ان کی والدہ کو یہ نام رکھنے کی وصیت کی تھی کہ نام شیبہ رکھنا۔

سبل الہدیٰ والرشاد جلد 1 صفحہ 219، پروگریسو بکس لاہور

شیبۃ الحمد کی وجہ:

علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

شائد انہیں ''الحمد'' کی طرف اس لیے مضاف کیا گیا کہ لوگ ان کی عظمت بڑائی اور تعریف کریں گے۔ ربّ تعالیٰ نے ان کی بات سچ کر دکھائی لوگوں نے ان کی بہت زیادہ تعریف کی۔

سیرۃ النبویہ جلد 1 صفحہ 34، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

عبدالمطلب کی وجہ تسمیہ:

علامہ سید دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

آپ کے والد ہاشم نے مدینہ طیبہ میں بنوعدی بن نجار کے ہاں شادی کی تھی، وہیں شیبۃ الحمد کی ولادت ہوئی اور اس وقت ہاشم کا انتقال ہو چکا تھا۔ یہ اپنی والدہ کے پاس تھے۔ ایک شخص بچوں کے پاس سے گزرا جو تیراندازی کرر ہے تھے۔ ان میں ایک ایسا من موہنا بچہ بھی تھا کہ اس کا تیر جب بھی نشانے پر لگتا تو وہ کہتا، میں بطحا کے سردار کا فرزند ہوں۔

اس شخص نے اس بچے سے پوچھا، تمہارا تعلق کس کے ساتھ ہے؟ اس نے کہا میں شیبۃ الحمد بن ہاشم بن عبد مناف ہوں، وہ شخص مکہ مکرمہ پہنچا۔ اس نے مطلب کو حجرہ میں بیٹھے ہوئے پایا۔ اس نے یہ سارا واقعہ اسے سنایا۔ مطلب مدینہ طیبہ گئے شیبہ کو ان کی شکل وصورت سے پہچان لیا جو ہاشم سے ملتی تھی۔

انہیں دیکھ کر مطلب کی آنکھوں سے چھم چھم موتی گرنے لگے۔ انہیں اپنے سینے سے لگایا اور کہا بھتیجے! میں تمہارا چچا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ میں تجھے اپنی قوم کے پاس لے جاؤں، مطلب نے اپنی اونٹنی بٹھائی، ان کو سوار کیا اور ان کی والدہ سے اجازت لیتے گئے اور کہا، شیبہ دوسری قوم میں اجنبی ہے۔ ہم اہل بیت ہیں، ہم اپنی قوم میں معزز ہیں۔ اس کی قوم، قبیلہ اور شہر دوسری جگہ قیام کرنے سے بہتر ہے۔ ان کی والدہ نے اجازت دے دی، مطلب نے شیبہ کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔ یمانی حلہ زیب تن کیا۔

جب انہیں لے کر مکہ مکرمہ پہنچے تو قریش نے کہا یہ ''عبدالمطلب'' ہے (یعنی مطلب کا غلام) مطلب نے کہا تمہارے لیے ہلاکت ہو یہ میرا بھتیجا ہے جو ہاشم کا فرزند ہے۔ (اس لیے عبدالمطلب ہی مشہور ہو گئے)

ایک قول یہ ہے کہ انہیں عبدالمطلب اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ یتیم تھے اور انہوں

نے مطلب کی کفالت میں پرورش پائی تھی۔ وہ یتیم کو اس شخص کا عبد (یعنی غلام) کہتے تھے جس کی وہ زیر کفالت ہوتا تھا۔

سیرۃ النبویہ جلد صفحہ 35-34، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

مدارج النبوت جلد 1 صفحہ 19، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

سیرت ابن ہشام مع روض الالف جلد 1 صفحہ 312، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

سبل الھدیٰ والرشاد جلد 1 صفحہ 219، پروگریسو بکس لاہور

سیرت رسول عربی صفحہ 47، مکتبہ حنفیہ لاہور پاکستان

سیرت کے چند گوشے:

علامہ دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:۔

حضرت عبدالمطلب نے اعلیٰ صفات پر نشوونما پائی مطلب کی وفات کے بعد یہ اپنی قوم کے سردار بن گئے۔ یہ اپنی اولاد کو ظلم و بغاوت ترک کرنے کا حکم دیتے تھے۔ انہیں مکارم اخلاق پر ابھارتے تھے۔ انہیں گھٹیا امور سے روکتے تھے، یہ فرماتے تھے، ظالم اس دنیا سے نہیں جاتا کہ رب تعالیٰ اس سے انتقام لے لیتا ہے۔ اسے سزا مل جاتی ہے حتیٰ کہ سرزمین شام میں ایک ظالم شخص مر گیا جسے ظلم کی سزا نہیں ملی تھی۔

اس شخص کے جارے میں حضرت عبدالمطلب کو بتایا گیا کہ انہوں نے غور وفکر کر کے کہا، جہان دنیا کے علاوہ ایک اور بھی جہان ہے، جہاں محسن کو اس کے احسان کی جزا دی جائے گی۔ برے کو اس کی برائی کا بدلہ دیا جائے گا۔ ظالم کو لازماً اس کے ظلم کی سزا ملتی ہے اگر اسے دنیا میں سزا نہیں ملتی تو یہی سزا اسے آخرت میں مل کر رہے گی۔

حضرت عبدالمطلب سے بہت سی ایسی باتیں روایت ہیں جو بعد میں قرآن پاک اور احادیث مطہرہ میں بیان ہوئیں، مثلاً نذر کو پورا کرنا، محارم سے نکاح کرنے کی ممانعت، چور کا ہاتھ کاٹنا، بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی ممانعت، شراب اور بدکاری کی ممانعت، حرمت بیت اللہ شریف کا عریاں طواف کرنے کی ممانعت۔

سیرۃ النبویہ جلد 1 صفحہ 35، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

مندرجہ بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ حضرت عبدالمطلب کافر نہیں بلکہ ایک سلیم الفطرت، سلیم القلب اور ربّ کریم اور یوم آخرت جزا و سزا پر ایمان رکھنے والے انسان تھے۔

مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

ابن سعد طبقات میں روایت کرتے ہیں کہ عبدالمطلب تمام قریش میں سب سے زیادہ حسین و جمیل، سب سے زیادہ قوی اور جسم سب سے زیادہ برابر اور حلیم، سب سے زیادہ سخی اور کریم، اور سب سے زیادہ شر اور فتنہ سے دور بھاگنے والے تھے اور قریش کے مسلم سردار تھے۔

طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 46-45

عبدالمطلب کا جود و کرم اپنے باپ ہاشم سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ عبدالمطلب کی مہمان نوازی انسانوں سے گزر کر چرند پرند تک پہنچ چکی تھی۔ اسی وجہ سے عرب کے لوگ ان کو فیاض اور **مطعم طیر اسماء** (آسمان پر پرندوں کو کھانا کھلانے والا) کے لقب سے یاد کرنے لگے تھے۔

شراب کو اپنے اوپر حرام کیا ہوا تھا۔ جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا تو خاص طور پر فقراء اور مساکین کو کھانا کھلاتے، غار حرا میں سب سے پہلے خلوت و عزلت عبدالمطلب ہی نے کی۔

سیرت المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 42، مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی کراچی

ابوالقاسم رفیق دلاوری دیوبندی لکھتے ہیں:۔

عبدالمطلب سید قوم اور شیخ بطحاء کہلاتے تھے، فسق و فجور، ظلم و ستم، بے وفائی دختر کشی اور طواف برہنہ سے لوگوں کو روکتے تھے۔ مدت العمر بادہ خواری کے پاس نہ پھٹکتے، لوگوں کو ہمیشہ اخلاق فاضلہ کی تعلیم دیتے، مکہ معظّمہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے دو ڈھائی میل کی مسافت پر ایک پہاڑ واقع ہے۔ (یہ وہی پہاڑ ہے جس کے غار میں ہمارے رسول

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی سے پہلے کئی مہینے مصروف عبادت رہے تھے)

عبد المطلب نے اس پہاڑ پر اپنے طریقہ عبادت کے چلہ کشی کی۔

عبد المطلب انتہا درجہ کے فیاض و کم گستہ تھے۔ ان کا معمول تھا کہ ماہ رمضان المبارک میں کوہ حرا پر چڑھ کر بیٹھ جاتے اور وہاں مسکینوں کو کھانا کھلاتے۔ ان کا دستر خوان بنی آدم کے لیے مخصوص اور دائرہ انسانیت تک محدود نہ تھا بلکہ جنگلی جانور اور ہوا کے پرندے اس سے متمتع ہوتے تھے۔ اس کی یہ صورت تھی کہ ان کے وسیع دستر خوان کا تمام پسند ماندہ جمع کر کے کوہ حرا و صحرا کے طیور و وحوش کے لیے پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچا دیا جاتا تھا۔ عدل و انصاف کا یہ عالم تھا کہ اپنے غم زاد بھائی کے لڑکے کا اس وقت تک پیچھا نہ چھوڑا جب تک اس سے غیر قوم کے مقتول کا خون بہانہ دلا دیا۔

سیرت کبریٰ جلد 1 صفحہ 230، کتب خانہ مجیدیہ ملتان

ایمان عبد المطلب پر پہلی دلیل:

امام احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 241، حضرت ابی ریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

مَنِ انْتَسَبَ الیٰ تسعة آباء کفار یرید بھم عذا و کرما، فھو عا شرھم فی النار......

ترجمہ: جو شخص عزت و اکرام کے لیے اپنی نو کافر پشتوں کا ذکر کرے کہ فلاں ابن فلاں ابن فلاں کا بیٹا ہوں ان کا دسواں جہنم میں یہ شخص ہو۔

مسند احمد جلد 10 صفحہ 313 رقم الحدیث 17146، دار الحدیث قاہرہ مصر

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں نبی اسرائیل کے دو آدمیوں نے اپنے نسب کا ذکر کیا، ان میں سے ایک کافر تھا اور دوسرا مسلمان تھا۔ پس کافر نے اپنے نو آباد

واجداد کا ذکر کیا اور مسلمان نے کہا کہ میں فلاں بن فلاں ہوں اور ان کے سوا (کافر باپ دادا) سے بری ہوں۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور ان دونوں کو آواز دے کر فرمایا: اے اپنے باپ دادا کی طرف نسبت کرنے والوں! تمہارے درمیان فیصلہ ہو چکا ہے پھر فرمایا: کافر! تو اپنے نو کافر باپ دادا کی طرف نسبت کا ذکر کیا تو ان میں دسواں دوزخ میں ہے۔ اور تو اے مسلم! تو نے اپنے صرف دو مسلم آباء پر اقتصار کیا اور ان کے ماسوا سے برأت کا اظہار کیا تو سو اہل اسلام سے ہے اور ان کے ماسوا سے بری ہے۔

شعب الایمان جلد 4 صفحہ 228 رقم الحدیث 5134، دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ان باپ دادا پر فخر نہ کرو جو زمانہ جاہلیت میں مر چکے ہیں کیونکہ اگر اس ناک میں سیاہ کیڑا رینگتا رہے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے ان باپ دادا پر فخر کرے جو زمانہ جاہلیت میں مر چکے ہیں۔

شعب الایمان جلد 4 صفحہ 226 رقم الحدیث 5129، دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے عیوب کو اور (جاہلیت) باپ دادا پر فخر کرنے کی خصلت کو دور کر دیا ہے۔ تمام لوگ اولاد آدم ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے تھے مومن متقی ہے اور فاجر شقی ہے لوگ ان پر فخر کرے سے باز آجائیں وہ جہنم کے کوئلوں میں کوئلہ ہیں ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سیاہ کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہوں گے۔

شعب الایمان جلد 4 صفحہ 226 رقم الحدیث 5127، دار الکتب العلمیہ بیروت

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حضرت عبد المطلب کے نسب پر فخر کیا اس سے متعلق یہ حدیث ہے:۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان سے ایک شخص نے پوچھا: کیا تم غزوۂ حنین کے دن بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے کہا خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں پھیری تھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے کچھ نوجوان نکلے جو بے سروسامان تھے ان کے پاس کسی قسم کا سامان نہیں تھا وہ البتہ میدان چھوڑ گئے تھے۔ ان کا ہوازن اور بنونضیر کے بہترین تیراندازوں سے مقابلہ ہوا وہ اس قدر ماہر تیرانداز تھے کہ ان کا کوئی تیر بمشکل ہی خطا ہوتا تھا اس وقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر سوار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد حضرت سفیان بن الحارث بن عبدالمطلب اس خچر کو ہنکار رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری سے اتر کر اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے مدد کی دعا کی پھر یہ شعر پڑھا۔

انا النبی الاکذب..........انا ابن عبدالمطلب

میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے......میں (حضرت) عبدالمطلب کا پوتا ہوں

صحیح بخاری جلد 2، صفحہ 120 رقم الحدیث 2930، فرید بک سٹال لاہور
صحیح مسلم صفحہ 483 رقم الحدیث 4593، دار المعرفہ بیروت لبنان
جامع ترمذی صفحہ 426 رقم الحدیث 1687، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
مسند احمد جلد 11 صفحہ 67 رقم الحدیث 18387، دار الحدیث قاہرہ مصر
مسند احمد جلد 11 صفحہ 65 رقم الحدیث 18380، دار الحدیث قاہرہ مصر
مسند احمد جلد 11 صفحہ 87 رقم الحدیث 18449، دار الحدیث قاہرہ مصر
حلیۃ اولیاء جلد 7 صفحہ 126 رقم الحدیث 9915، المکتبۃ التوفیقۃ مصر
سنن الکبریٰ بیہقی جلد 9 صفحہ 288 رقم الحدیث 18472، دار الحدیث قاہرہ مصر
کنز العمال جلد 10 صفحہ 244 رقم الحدیث 30205، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
مشکوٰۃ المصابیح جلد 3 صفحہ 42 رقم الحدیث 4884، دار التوفیقہ للتراث قاہرہ مصر
مجمع الزوائد جلد 6 صفحہ 194 رقم الحدیث 10276، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
مجمع الزوائد جلد 6 صفحہ 196 رقم الحدیث 10284، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
دلائل النبوہ جلد 1 صفحہ 77-13، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
دلائل النبوہ جلد 5 صفحہ 135-134-133، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

چار عدد احادیث مبارکہ آپ نے پڑھیں جن میں حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر آباء پر فخر کرنے سے منع فرمایا اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالمطلب پر فخر فرمایا: تو اگر جناب عبدالمطلب کافر ہوتے تو حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر فخر نہ فرماتے۔

لٰہذا یہ حدیث جناب عبدالمطلب کے صاحب ایمان اور مؤحد پر واضح دلیل ہے ایک حدیث شریف اور ملاحظہ ہو،

حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نحن بنو عبدالمطلب سادات اهل الجنة

ہم ہو عبدالمطلب سادات اہل جنت ہیں۔

مستدرک حاکم جلد 3 صفحہ 333 رقم الحدیث 4933، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

سبل الہدی والرشاد جلد 11 صفحہ 7، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ بھی ہمارے مؤقف کی تائید کرتی ہے کہ حضور امام الانبیاء، نبی انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالمطلب کی اولاد ہونے پر فخر فرمایا، معلوم ہوا کہ جناب عبدالمطلب مومن وموحد تھے۔

دیگر روایات جو کہ تقریباً سیرت کی تمام کتب میں ہیں ان سے بھی آپ کے ایمان کی تائید وثبوت ملتا ہے ہم مختصراً ان کا ذکر کرتے ہیں۔

واقعہ اصحاب فیل، ایمان عبدالمطلب کی دلیل:

یمن کا بادشاہ ابرہہ جب بیت اللہ شریف کو گرانے کے لیے آیا اور اس کی خبر قریش کو ملی تو انہیں جناب عبدالمطلب نے کہا، ابرہہ اس گھر تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اس گھر کا مالک اس کی حفاظت فرمائے گا۔ پھر ابرہہ نے قریش کے اونٹ اور بھیڑ بکریاں ہانک لیں، ان میں چار سو اونٹ جناب عبدالمطلب قریش کے ساتھ سوار ہو کر ثبیر پہاڑ پر

چڑھے۔

فاستدار نور رسول الله صلى الله عليه وسلم على جبينه كالهلال و انعكس شعاعه على البيت الحرام......

تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک ان کی پیشانی میں چاند کی طرح پھرا اور اس کی شعائیں بیت الحرام پر پڑیں، جب جناب عبدالمطلب کے یہ ماجرا دیکھا تو کہا:۔

اے جماعت قریش، واپس ہو جاؤ، تمہارے لیے یہ واقعہ کفایت کرے گا۔ خدا کی قسم! اس کا نور مجھ سے نکل کر چکر لگانا اس بات کی دلیل ہے کہ کامیابی اور فتح ہماری ہوگی۔ وہ ٹولیوں میں واپس آ گئے۔ پھر ابرہہ نے اپنی قوم کا ایک آدمی بھیجا۔ وہ آدمی جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو اور جناب عبدالمطلب کے چہرہ پر نظر پڑی تو کانپ اٹھا اور اس کی زبان تھتھلا گئی اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اس سے ایسی آواز نکلتی تھی جیسے ذبح کرتے وقت بیل کی نکلتی ہے۔ پھر جب اسے افاقہ ہوا تو جناب عبدالمطلب کے سامنے سجدہ میں گر گیا اور کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم قریش کے سچے سردار ہو۔ مروی ہے کہ جناب عبدالمطلب ابرہہ کے پاس پہنچے تو ابرہہ کے سفید عظیم ہاتھی نے ان کے چہرہ کو دیکھا تو اونٹ کی طرح بیٹھ گیا اور عبدالمطلب کے سامنے سجدہ میں گر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے قوت گویائی عطا فرمائی اور وہ بولا:۔

السلام على النور الذى فى ظهرك يا عبدالمطلب

سلام ہو اے عبدالمطلب اس نور پر جو تمہاری پشت میں جلوہ فرما ہے۔

الانوار المحمدیہ صفحہ 19-18، حقیقت کتابوی استنبول

زرقانی علی المواہب اللدینہ جلد 1 صفحہ 160-159، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

جناب عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے اوصاف نور محمدی کا ان میں قیام پذیر ہونا اور اس کی برکات تفصیل سے لکھی گئیں۔ جن کو قریش قحط سالی کے وقت بارش کے

لیے اللہ کریم جل جلالہ کے حضور وسیلہ بنائیں تو بارش مل جائے۔ جن کی جبین اقدس سے نکلنے والی نورانی شعائیں فتح و کامرانی کا پیغام سنائیں جنہیں نور محمدی کے حامل ہونے کی وجہ سے جانور تک سجدہ کریں۔ جو شراب تک کو اپنے اوپر حرام کرلیں، بتوں سے نفرت فرمائیں اور ان کی دعائیں درجہ قبولیت پائیں۔

ایسے برگزیدہ انسان کے مومن وموحد ہونے میں کونسا شک باقی رہ جاتا ہے؟

اگر جناب عبدالمطلب کے فضائل و مناقب جو اوپر مذکورہ ہوئے، کو بنظر انصاف دیکھا جائے تو جناب سردار مکہ حضرت عبدالمطلب کا مومن وموحد ہونا ان حوالہ جات سے روزِ روشن کی طرح واضح اور ثابت ہو جاتا ہے لیکن مزید روایات وحوالہ جات وتحقیقات قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جن سے یہ مسئلہ اور بھی واضح ہو جائے گا۔

حبشہ کے بادشاہ کی طرف سے ابرہہ کو یمن کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔ اس نے ضعاء نامی شہر میں ایک کلیسا بنایا تھا۔ اس نے شاہِ حبشہ کو خط لکھا: میں نے آپ کے لیے ایک گرجا تعمیر کیا ہے میری خواہش ہے کہ آئندہ عرب کے لوگ کعبہ کو چھوڑ کر اس کے معبد میں حج اور طواف کیا کریں جب یہ خبر مکہ میں پہنچی تو بنی کنانہ کے ایک شخص نے غضب میں آکر اس گرجا میں بول و براز کر دیا۔ یہ دیکھ کر ابرہہ آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے کہا: اگر میں نے کعبہ نہ گرایا تو میرا نام بھی ابرہہ نہیں۔

وہ اسی وقت ہاتھیوں کی ایک فوج کے ساتھ کعبہ پر حملہ کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ وہ مکہ مکرمہ سے دو میل کے فاصلے پر ٹھہرا، اس نے اپنے ایک سردار کو حکم دیا کہ وہ مکہ کے لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کرے تو وہ سردار قریش کے اونٹ اور دوسرے جانور چھین کر لے آیا، جن میں دو اونٹ جناب حضرت عبدالمطلب کے بھی تھے اس کے بعد ابرہہ نے کسی کو بھیج کر انہیں بلوایا' ابرہہ نے حضرت عبدالمطلب کی بہت عزت کی اور ترجمان کے ذریعے ان کی بات چیت ہوئی ابرہہ نے کہا تم کیا چاہتے ہو؟

حضرت عبدالمطلب نے کہا: تم میرے اونٹ واپس کردو، ابرہہ نے تعجب سے کہا کہ تم کو اونٹوں کی فکر ہے اور خانہ کعبہ کی کوئی فکر نہیں جس کو میں گرانے آیا ہوں، حضرت عبدالمطلب نے کہا: میں اونٹوں کا مالک ہوں، اس لیے اپنے اونٹ مانگ رہا ہوں۔ ولھذ البیت رب ھو یمنعہ، خانہ کعبہ کا مالک اللہ ہے وہ اپنے گھر کو خود بچائے گا۔ اس گفتگو کے بعد حضرت عبدالمطلب اپنے اونٹ لے کر مکہ مکرمہ میں لوٹ آئے اور قریش سے کہا: تم لوگ شہر مکہ سے نکل جاؤ اور پہاڑوں کے درمیان پناہ لے لو اور خود چند آدمیوں کے ساتھ خانہ کعبہ گئے اور وہاں یہ دعا کی ''اے اللہ! ہر شخص اپنا گھر بچاتا ہے تو بھی اپنا گھر بچا، ایسا نہ ہو کہ ان کی صلیب اور تدبیر، تیری تدبیر پر غالب آجائے اور اگر تو ہمارے قبلہ کو ان پر چھوڑنا چاہتا ہے تو جو چاہتا ہے''۔

دلائل النبوۃ جلد 1 صفحہ 120-119، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر کبیر جلد 11 صفحہ 288، داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان

حضرت عبدالمطلب کی ابرہہ سے گفتگو اور آپ کی دعا آپ کے موحد ہونے کی واضح دلیل ہے اور اس سے روز روشن کی طرح یہ بات سامنے آگئی کہ آپ یعنی حضرت عبدالمطلب خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی بارگاہ میں دعا کرتے تھے آپ کا شرک سے اجتناب اور ایمان و توحید سے لگاؤ مندرجہ ذیل اشعار سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

یارب لاارجو لھم سواک   یا رب فامنع منھم حماکا

ان عدو البیت من عادا کا   فامنعھم ان یخربو اقر کا

اے اللہ! تیرے بغیر ان ظالموں کو دور کرنے کے لیے میری کوئی امید نہیں ہے۔ اے میرے پروردگار! اپنے گھر کی غیر آبادی ان سے روک لے اور اس کی حفاظت فرما۔ بے شک خانہ کعبہ کا دشمن وہی ہے جو تیرا دشمن ہے۔ تو اپنے گھر کے دشمنوں کو اپنے گھر کی غیر آبادی برپا کرنے سے روک لے۔

تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 346، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

دلائل النبوۃ جلد 1 صفحہ 121، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

السیرۃ النبویہ جلد 1 صفحہ 36، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

سل الہدیٰ والرشاد جلد 1 صفحہ 173، پروگریسو بکس لاہور پاکستان

مندرجہ بالا اشعار کتنی وضاحت سے حضرت عبدالمطلب کے موحد ہونے پر دلالت کر رہے ہیں۔

نام مصطفیٰ رکھنے سے استدلال:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

جناب عبدالمطلب نے عورتوں سے کہا: اس نومولود کی حفاظت کرنا کیونکہ میں امید کرتا ہوں کہ یہ خیر کثیر کو پہنچے گا پھر جب ساتواں دن آیا تو اس کی طرف سے ذبح کیا گیا اور قریش کو کھانے کی دعوت دی گئی۔ جب سب کھا چکے تو انہوں نے پوچھا اے عبدالمطلب! یہ نومولود جس کی تو نے ہمیں دعوت کھلائی ہے اس کا نام کیا رکھا ہے؟

قال سمیته محمدا کہا کہ میں نے اس کا نام نامی "محمد" رکھا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) کہنے لگے خاندانی ناموں کو چھوڑ کر یہ نام کیوں رکھا ہے؟

قال اردت ان یحمدہ اللہ تعالیٰ فی السماء و خلقه فی الارض

کہا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اس کی تعریف کرے اور مخلوق زمین پر اس کی تعریف کرے۔

دلائل النبوۃ جلد 1 صفحہ 113، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد 1 صفحہ 115، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

جامع الآثار فی مولد النبی المختار جلد 2 صفحہ 852، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرت خیر العباد جلد 1 صفحہ 374، زاویہ پبلشرز لاہور

البدایہ النہایہ جلد 1 صفحہ 722، دار الاشاعت کراچی پاکستان

جناب عبدالمطلب نے لوگوں کے سوال کے جواب میں فرمایا: کہ میں نے اپنے

پوتے کا نام ''محمد'' (صلی اللہ علیہ وسلم) اس لیے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق ان کی تعریف کرے، تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب عبدالمطلب کا اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک پر ایمان تھا اور آسمان کا خالق و مالک اسی کو سمجھتے تھے۔ یہی توحید ہے، جناب عبدالمطلب کا یہ فرمانا کہ، یہ خیر کثیر کو پہنچے گا اور انا اعطینك الکوثر، یہ غور کرو تو نگاہ عبدالمطلب کی رسائی کہاں تک ہے؟ پتہ چل جائے گا کہ ان کا ایمان کتنا اعلیٰ ہے۔

نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری روایت سے استدلال:

امام محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:۔

جب سیّدہ آمنہ بنت وہب کے ہاں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو انہوں نے جناب عبدالمطلب کی طرف ایک خوشخبری دینے والے کو بھیجا جب وہ آپ کے پاس آیا تو اس اس وقت حطیم کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے اردگرد آپ کے بیٹے اور قوم کے کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔

تو آنے والے نے خوشخبری دی کہ آمنہ کے گھر بیٹے کی ولادت ہوئی ہے، یہ سن کر عبدالمطلب بہت خوش ہوئے۔ اٹھے اور جو ان کے ساتھ وہاں لوگ تھے سبھی اکٹھے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے جو کچھ (خرق عادت) دیکھا۔ جو ان سے کہا گیا اور جن باتوں کا ان کو حکم دیا گیا وہ سب حضرت عبدالمطلب سے کہہ دیں۔

عبدالمطلب سرکار علیہ السلام کو لے کر کعبہ میں آئے۔

وقام عندھاید عو اللہ و یشکر ما اعطاہ

اور وہاں کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس کی عطا پر شکر گزار ہوئے اور پھر آپ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

الحمد للہ الذی اعطانی	ھذا لغلام الطیب الاردن
قدسا دفی المھد علی الغلمان	اعیذہ باللہ ذی الارکان

تمام تعریفیں اس اللہ پاک جل جلالہ کی جس نے ہمیں یہ سخی بچہ عطا فرمایا۔
پنگوڑھے میں ہی اس نے تمام بچوں کی سرداری حاصل کر لی۔ میں اسے اللہ تعالیٰ
جل جلالہ کی پناہ میں دیتا ہوں جو تمام ارکان کا مالک ہے۔

طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 48، دار احیاء التراث العربی بیروت

حافظ ابن کثیر نے دو اشعار اور بھی نقل کیے ہیں: ملاحظہ ہوں۔

دی همه لیس له عینان حتی اراه رافع اللسان
انت الذی سمیت فی القران فی کتب ثابته المثانی
احمد مکتوب علی اللسان

ترجمہ اشعار: صاحب ہمت ہیں، ان کا کوئی سردار نہیں، میں انہیں کا چرچہ
لوگوں کی زبان پر سنوں۔
تم وہ ہو کہ جن کا تذکرہ سابقہ کتابوں میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی
آخری کتاب قرآن میں ان کا نام احمد عام و خاص کی زبان پر جاری ہوگا۔

البدایۃ والنہایۃ ترجمہ بنام تاریخ ابن کثیر جلد 1 صفحہ 721، دار الاشاعت کراچی

جی قارئین! مندرجہ بالا اشعار آپ نے پڑھے جو کہ جناب حضرت عبدالمطلب
کے ہیں۔ ان اشعار سے حضرت عبدالمطلب کا مؤحد ہونا، اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک
ماننا، اس پر ایمان رکھنا، اللہ کی بارگاہ میں دست دعا پھیلانا واضح طور پر ثابت ہوا
ایک عام آدمی بھی مندرجہ بالا اشعار کو پڑھے گا تو باآسانی اس نتیجہ پر پہنچ جائے گا
کہ یہ کلام کسی ایسے انسان کا ہے جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ذات پر ایمان رکھتا ہے چہ
جائیکہ کوئی خود کو عالم کہلانے یا سمجھنے والا اس بات کو نہ سمجھے یا پھر اسے سمجھنے کی توفیق نہ ہو
کیونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی عطا کردہ توفیق سے ہی نصیب ہوتا ہے۔

اللہ کی گر توفیق نہ ہو انسان کے بس کا کام نہیں
فیضان محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں

عبدالمطلب کے کلام سے واضح دلالت:

حضرت عبدالمطلب کے اشعار ملاحظہ فرمائیں اور غور فرمائیں:۔

اللهم انت الملك الحمود   ربی انت المبدی المعید

ترجمہ اشعار:

(1) اے اللہ تو بادشاہ اور قابل تعریف ہے۔ میرے پرودگار تو ہی ابتداء میں سب کو پیدا کرنے والا ہے اور پھر ان کا اعادہ کرنے والا ہے۔

(2) تو چاہے جیسے بھی مجھے الہام سے نواز دے اور اس جگہ اگر چہ لوہا اور سونا رکاوٹ کیوں نہ ہو۔

(3) اور آج کے دن تو اپنے ارادے کو واضح کردے میں نے تو پختہ نذر مانی ہوئی ہے اور مجھے اس سے پھر جانے کی ہمت ہی نہ دے۔

البدایۃ النھایۃ جلد 1 صفحہ 704، دارالاشاعت کراچی پاکستان

واقعہ چاہ زمزم سے استدلال:

حضرت امام محمد بن یوسف صالحی شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:۔

حضرت عبدالمطلب حطیم کعبہ میں سوئے ہوئے تھے۔ ان کے پاس کوئی آیا اور ان سے کہا گیا۔ برہ کھودو۔ انہوں نے کہا کہ برہ کیا ہے؟ وہ آدمی چلا گیا۔ دوسرے روز جب وہ سوئے ہوئے تھے تو ایک شخص ان کے پاس آیا اور انہیں کہا: مضنونہ کھودو۔ انہوں نے پوچھا مضنونہ کیا ہے؟ وہ شخص پھر چلا گیا۔ تیسرے روز آپ اپنے بستر میں سوئے تو اس نے کہا: وہ چشمہ ہے جو نہ تو کبھی خشک ہوگا اور نہ اس کی مذمت کی جائے گی۔ حاجیوں کے بڑے بڑے گروہ اس سے سیراب ہوں گے۔ اس وقت حضرت عبدالمطلب قریش کے پاس گئے اور انہیں فرمایا: کیا تمہیں علم ہے کہ مجھے زم زم کی کھدائی کا حکم دیا گیا ہے؟ قریش نے کہا: کیا تمہارے لیے بیان کردیا گیا ہے کہ وہ کہاں ہے؟

آپ نے کہا: نہیں، قریش نے کہا: اپنے بستر پر لوٹ جائیں جب تم نے یہ خواب دیکھا ہے۔ اگر یہ ربّ تعالیٰ کی طرف سے ہوا تو عنقریب یہ تفصیل تم سے بیان کر دی جائے گی۔ اگر یہ شیطان کیطرف سے ہوا تو پھر یہ خواب دوبارہ نہیں آئے گا۔ حضرت عبدالمطلب اپنے بستر کی طرف آ گئے تو پھر خواب آیا اور ان کو تمام تفصیلات سے آگاہ کر دیا گیا۔

سبل الہدی والرشاد فی سیرت خیر العباد جلد 1 صفحہ 141، پروگریسو بکس لاہور

البدایۃ والنھایۃ جلد 1 صفحہ 702، دار الاشاعت کراچی

سیرت ابن ہشام مع روض الالف جلد 1 صفحہ 322، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ہاتف غیبی کے ذریعے جناب عبدالمطلب کو چاہِ زم زم کی کھدائی کا حکم دینا بھی آپ کے مؤحد و صاحب ایمان ہونے کی واضح دلیل ہے۔

پھر جب قریش مکہ نے اعتراض کیا اور ایک کاہنہ کو اپنا منصف مانا اور فیصلہ کروانے کے لیے چل پڑے۔ شام اور حجاز کے درمیان ریگستان تھا۔ جب وہ اس ریگستان تک پہنچے تو حضرت عبدالمطلب اور ان کے ساتھیوں کے پاس سے پانی ختم ہو گیا حتیٰ کہ ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ انہوں نے اپنی قوم سے پانی مانگا۔ انہوں نے کہا: ہم تمہیں پانی نہیں دے سکتے۔

ہمیں بھی تمہاری طرح پانی کی قلت کا خطرہ ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا: ہماری وہی رائے ہے جو آپ کی رائے ہے۔ انہوں نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی قبر کھودے۔

تم میں سے جب کوئی مر جائے تو اس کے ساتھی اس کی قبر میں اس کو دفن کر دیں گے حتی کہ تم میں سے آخری شخص اپنے ساتھی کو دفن کر دے گا۔ ایک شخص کا ضائع ہو جانا سب کے ضائع ہو جانے سے بہتر ہے۔ انہوں نے اسی طرح کیا۔ پھر انہوں نے کہا: بخدا خود کو یوں موت کے آگے پھینک دینا اور پانی تلاش نہ کرنا کمزوری ہے۔ پانی تلاش کرو! شائد اللہ تعالیٰ ہمیں سیراب کر دے، روانہ ہو جاؤ۔

سارے ساتھی بھی عازم سفر ہوئے اور جناب عبدالمطلب بھی روانہ ہونے لگے جب آپ اپنی اونٹنی پر بیٹھ گئے اور اسے اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے قدموں کے نیچے سے میٹھے پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔ حضرت عبدالمطلب نے تکبیر کہی اور آپ کے ساتھیوں نے تکبیر کہی۔ سب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ عبدالمطلب کے حق میں دیا ہے۔

سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرت خیر العباد جلد 1 صفحہ 142، پروگریسو بکس لاہور پاکستان

البدایۃ والنھایۃ جلد 1 صفحہ 703، دارالاشاعت کراچی پاکستان

دیکھئے! اللہ کریم کی رحمت کس طرح جناب عبدالمطلب کے شامل حال رہی اور تائید ربانی ہر موڑ پر جناب عبدالمطلب کے ساتھ رہی۔ یہ بھی آپ کے مؤحد ہونے کی دلیل ہے۔

تائید ربانی کی پھر ہدایت:

چونکہ حضرت عبدالمطلب اس پانی (یعنی زم زم) کو انتہائی متبرک سمجھتے تھے اس لیے پینے کے علاوہ کسی اور ضرورت میں صرف کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے، لیکن عام لوگوں نے اس کے تقدس کو ملحوظ نہ رکھا اور دیگر ضرورت میں بھی استعمال کرنے لگے۔

ایک دن جناب عبدالمطلب نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس پانی سے نہا رہا ہے۔ انہیں بے حد غصہ آیا...... ایسا مبارک پانی اور اسے غسل وطہارت کے کام میں لایا جائے! دن بھر کڑھتے رہے اور اسی پریشانی کے عالم میں سو گئے...... خواب میں حکم ملا۔

قل! انی لا حلھا لمغتسل، وھی لشارب حل وبل ...... ثم کفیتھم

لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میں اس پانی سے نہانے کی اجازت نہیں دے سکتا، یہ تو صرف پینے والوں کے لیے حلال ومباح ہے...... پھر آپ بے فکر ہو جائیں...... جناب حضرت عبدالمطلب کی یہ پریشانی بھی دور ہوگئی...... انہوں نے حرم شریف میں تمام لوگوں کے سامنے اعلان کیا۔

انی لااحلھا المغتسل وھی لشارب حل وبل

یہ ایک خدائی اعلان تھا...... پھر اس کی مخالفت کرنے والوں کو سزا کیوں نہ ملی؟

پھر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو شخص بھی اس پانی کی حرمت پامال کرتا، کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا ہو جاتا، تھوڑے ہی عرصے میں آب زم زم کی حرمت و نظافت لوگوں کے ذہن نشین ہوگئی اور انہوں نے دیگر ضرورتوں کے لیے استعمال کرنا چھوڑ دیا۔

انسان العیون فی سیرت الامین المامون جلد 1 صفحہ 53، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

البدایۃ والنھایۃ جلد 1 صفحہ 704، دار الاشاعت کراچی

انتخاب حلیمہ اور عبدالمطلب پر عنایت کریمہ:

جب حضور جان کائنات، فخر موجودات، فخر کائنات، شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہوئی اور پھر جب حضرت سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مقدس سے اپنی گود کو شرف بخشنے کے لیے شہر مکہ میں داخل ہوئیں تو

بڑی تو نے توقیر پائی حلیمہ

بنی تو محمد کی دائی حلیمہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

آگے علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سینے:۔

ان عبدالمطلب سمع وقت دخول حلیمہ ھا تفا یقول

حضرت عبدالمطلب نے سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہ کے مکہ شریف میں داخل ہوتے وقت ایک غیبی آواز سنی۔

ترجمہ اشعار: سیّدہ آمنہ کا نور نظر جناب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) امین اور تمام لوگوں سے بہتر اور اچھوں سے اچھا ہے۔ حلیمہ سعدیہ کے علاوہ ان کی کوئی دودھ پلانے والی نہیں، جو صاف لباس والی اور صاف چادر والی ہے۔ ہاں سیّدہ آمنہ بڑی نیکی کی مالکہ ہیں۔ حلیمہ ہر عیب اور برائی سے پاک ہیں اور شرم وحیاء کی پیکر ہیں ان کے سوا کسی اور کے سپرد نہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو غالب اور قدرت والا ہے۔

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 264، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

عبداللہ، نام رکھنے سے استدلال:

جناب عبدالمطلب نے اپنے پیارے صاحبزادے، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدِ محترم کا نام ''عبداللہ'' رکھنا بھی آپ کے موحد ہونے کی دلیل ہے کیونکہ آپ نے یہ نام بھی ہدایت خداوندی سے رکھا تھا۔ چنانچہ علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ایک مرتبہ جناب عبدالمطلب گھر سے نکلے تو ان کے ساتھ ان کے بیٹے جناب عبداللہ بھی تھے۔ خاندان قریش میں سب سے زیادہ حسین اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے اور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک ان کی پیشانی میں جلوہ گر تھا۔ جناب عبدالمطلب کی اولاد میں سے جناب عبداللہ کامل ترین، خوبصورت ترین اور محبوب ترین شخص تھے۔

وقد ھدی اللہ تعالیٰ والدہ فسماہ باحب الا سماء الی اللہ تعالی

اور اللہ تعالیٰ نے عبدالمطلب کو ان کا نام رکھنے کی خصوصی ہدایت ورہنمائی فرمائی کیونکہ ان کا نام وہ نام ہے جو از روئے حدیث اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو تمام ناموں سے زیادہ محبوب ہے یعنی عبداللہ اور عبدالرحمٰن۔

انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد 1 صفحہ 48، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

دعوت غور وفکر:

مندرجہ بالا تحقیق وروایات واحادیث سے جناب عبدالمطلب کے بارے میں جو کچھ سامنے آیا وہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جناب عبدالمطلب نے کہا۔ وہ مالک ہے، وہ محمود ہے۔ وہ میرا پرودگار ہے، وہ تمام کو ابتدا پیدا کرنے والا ہے، پھر وہی اعادہ کرنے والا ہے۔

اس کا حکم اٹل ہے وہ میری طرف الہام کرتا ہے۔ ہدایت خداوندی سے چاہ زم زم کی کھدائی، الہام زبانی سے حضرت عبداللہ کا نام۔ غیبی تائید وتوثیق سے آقا کریم علیہ

السلام کا نام، ابرہہ بادشاہ سے گفتگو کے دوران کریم جل جلالہ کو کعبہ کا مالک قرار دینا۔

پھر کعبہ میں آ کر بارگاہ ربّ العالمین میں دعا کرنا۔ ان خیالات کا اظہار ان کے پختہ مسلمان ہونے کی صراحت کرتا ہے۔ کفر و شرک سے بیزاری ظاہر ہوتی ہے۔ 360 بتوں کے درمیان کھڑے ہو کر پھر بھی اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے دعا کرنا کیا یہ کسی کافر سے متوقع ہے؟

لہٰذا معلوم ہوا کہ جناب عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سچے مسلمان اور پکے موحد تھے۔ کفر و شرک سے بالکل بری اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے مخلص بندے تھے۔ ان خیالات اللہ سے دعا، زم زم کی کھدائی کے بعد دعا، عبداللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سب افعال و خیالات کا اظہار ان سے کسی نے زبردستی نہیں کروایا اور نہ ہی کوئی ان پر زبردستی کر سکتا ہے کیونکہ مکہ کے سردار تھے جو ابرہہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر رہے ہیں تو ان کو ذرا اور خوف کس کا۔

معلوم ہوا انہوں نے جو کیا اور جو کہا سب دل کی گہرائیوں سے کیا اور کہا اور یہ سب ان کے موحد و مومن و مسلم ہونے کی دلیل ہے۔

ایک اعتراض:

عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ ہم چند آدمی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچانک ایک عورت دیکھی جس کے بارے میں ہمارا گمان تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہچانا نہیں، جب وہ راستے کے درمیان میں تشریف لے آئیں، جب وہ آپ کے پاس آئیں تو معلوم ہوا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر سے نکلنے کی وجہ پوچھی تو عرض گزار ہوئیں کہ اس گھر والوں کے ہاں آئی تھی تاکہ ان کی میت کے لیے تعزیت اور بخشش کی دعا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ان کے ساتھ قبرستان بھی گئیں تھیں؟ عرض کیا: معاذ اللہ۔ میں ان کی میت کے لیے وہاں کیسے جا سکتی ہوں حالانکہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سن رکھا ہے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر تو ان کے ساتھ قبرستان جاتی تو اتنی دیر تک جنت نہ دیکھ سکتی جب تک تیرے باپ کے دادا (یعنی عبد المطلب) نہ دیکھ لیتے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبد المطلب جنت میں نہیں جائیں گے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ مسلمان وموٴحد نہ تھے، بلکہ کفر وشرک پر ان کا خاتمہ ہوا۔

جواب:

اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا سیّدہ پاک کو مذکورہ ارشاد فرمانا اس وقت کی بات ہے جب عورتوں کو قبرستان جانے کی ممانعت موجود تھی۔ اب اگر سیّدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہ بفرض محال قبرستان تشریف لے بھی جاتیں تو اس جانے سے وہ ایمان سے تو خارج نہیں ہو جاتیں یہ احتمال بھی تب ہو سکتا ہے جب قبرستان جانے کو گناہ کبیرہ بلکہ کفر سمجھا جائے، جبکہ اس کی نوعیت یہ ہے کہ شریعت نے بعد میں خود ہی اجازت دے دی۔ تو کیا شریعت کسی ایسے کام کی اجازت دے سکتی ہے جو کہ کفر ہو اور جنت دیکھنے سے بھی مانع ہو؟

تو اب ماننا پڑے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ پاک کہ یہ بات بطور تہدید فرمائی۔ اگر تہدید پر محمول نہ کریں اور نہ ہی اس سے کفر لازم آتا ہے تو پھر ظاہری مفہوم کے اعتبار سے مطلب یہ ہوگا کہ اگر تم قبرستان جاتیں تو پھر جنت میں اس وقت داخل ہوتی جب عبد المطلب داخل ہوتے (یعنی دیر سے) ایک اور بات یہ بھی ہے کہ نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے۔ تو کیسے ہو سکتا ہے کہ باقی مومن عورتیں تو جنت میں ہوں اور سیّدہ پاک کو قبرستان جانے کی وجہ سے خارج از جنت قرار دیا جائے تو کیا فرمان رسول کی صریح خلاف ورزی نہیں گی؟

لہٰذا ماننا پڑے گا کہ یہ فرمان بطور تہدید تھا اس سے جناب جد مصطفیٰ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا کفر ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

باب نمبر 4:

والدین مصطفیٰ ﷺ کا زندہ ہوکر ایمان لانا

حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین سچے اور سچے مؤحد تھے۔ خدا تعالیٰ کی وحدنیت پر ایمان رکھتے تھے اور اسی کی وحدہٗ لاشریک مانتے تھے، انہوں نے کبھی بھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا اور نہ ہی ثابت ہے، عقیدہ توحید پر ہی وہ زندہ رہے اور اسی عقیدہ پر ان کا وصال ہوا، تاہم اللہ کریم جل جلالہ نے اعزاز و وجاہت مصطفیٰ کی خاطر آقا کریم علیہ السلام کے والدین کریمین کو زندہ کیا اور وہ دین اسلام و شریعت محمدیہ کی تفصیلات پر ایمان لاکر امت محمدیہ میں داخل ہوئے۔ تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ جس نبی علیہ السلام کو جو بھی معجزہ دیا گیا یا خصوصیت دی گئیں اس سے بڑھ کر یا اس کی مثل ہمارے نبی حضور الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور دی گئی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزہ دیا گیا کہ وہ قبر کے مردوں کو زندہ فرماتے تھے۔

تو ضروری ہوا کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی مثل دی گئی ہو، ہر چند کہ بکری کے گوشت نے آپ سے کلام کیا کہ مجھ میں زہر ہے اور کھجور کے تنے نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا، یہ بھی مردوں کو زندہ کرنے کی مثالیں ہیں لیکن اس کے قریب ترین اور صحیح ترین اور اس کی مثال یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والدین کو زندہ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے چنانچہ:

امام ابو حفظ عمر بن احمد المعروف بابن شاہین متوفی ہجری 358 لکھتے ہیں:۔

تعارف ابن شامین:

علامہ زرقانی لکھتے ہیں کہ:

ابن شاہین کا خطیب نے ذکر کیا کہ میں ان سے سب سے پہلے حدیث حاصل کرنے والا ہوں، قاضی ابوالحسین محمد بن علی ہاشمی نے کہا کہ ہمیں ابن شاہین نے بتایا کہ میری پیدائش ہجری 297 میں ہوئی۔

اور حدیث کی سب سے پہلی کتاب میں نے ہجری 308 میں لکھی میں نے 330 بڑی بڑی کتابیں لکھیں۔ان میں سے ایک تفسیر کبیر ہے جوایک ہزار جز پر مشتمل ہے، ایک مسند جو 1500 اجزاء پر مشتمل ہے، ایک تاریخ جوایک سو پچاس اور ایک الزہد جو 100 اجزاء پر مشتمل ہے۔

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 313، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

الکنی والالقاب جلد 1 صفحہ 324 بحوالہ نورالعین صفحہ 364، فرید بکسٹال لاہور

جی ہاں یہی ابن شامین جن کے بارے میں علامہ زرقانی لکھتے ہیں:۔

الحافظ الکبیر الامام المفید

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 313، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

یہی ابن شامین اپنی سند کے ساتھ اُم المومنین صدیقہ کائنات سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجون پر افسردہ اور غمزدہ اترے، جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ وہاں ٹھہرے رہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی خوشی لوٹے، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مقام حجون پر غمزدہ اترے تھے، جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہرے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی خوشی واپس لوٹے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے ربّ عزوجل سے سوال کیا تو

اللہ تعالیٰ نے میری امی جان کو زندہ فرمایا اور وہ مجھ پر ایمان لائیں، پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر موت طاری کر دی۔

الناسخ والمنسوخ من الحدیث صفحہ 284 رقم الحدیث 630، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

اس حدیث شریف کو علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے: ملاحظہ ہو۔

المواہب اللدینہ مع زرقانی جلد 1 صفحہ 15-314، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

علامہ عبد الباقی زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو نقل کیا، ملاحظہ کہو:

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 314، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الامام، الحافظ، شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن محمد القسیی الدمشقی المعروف ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو نقل کیا، ملاحظہ ہو:۔

جامع الآثار فی مولد النبی المختار جلد 2 صفحہ 1083، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

امام اسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے، دیکھو!

کشف الخفاء ومذیل الالباس جلد 1 صفحہ 62 موسسۃ الرسالہ بیروت لبنان

الامام الشیخ حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

تاریخ لخمیس فی احوال انفس نفیس جلد 1 صفحہ 422، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

امام علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر انصاری قرطبی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

التذکرہ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ جلد 1 صفحہ 60، فرید بکسٹال لاہور

امام سہیلی کی تحقیق:

امام ابو القاسم، عبد الرحمٰن بن عبد اللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ تعالیٰ سے التجا کی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کرلے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر موت طاری فرما دی۔

روض الانف علی ہامش ابن ہشام جلد 1 صفحہ 381، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

علامہ حافظ محبّ الدین احمد بن عبداللہ الطبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں کہ:۔

ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجون پر جلوہ گر ہوئے اور بہت غمزدہ اور پریشان تھے پھر جتنی دیر اللہ نے چاہا وہاں آرام فرما ہوئے پھر بہت خوش خوش واپس تشریف لائے اور فرمایا:۔

سالت ربی عزوجل فاحیالی امی فامنت بی ثم ردھا

میں نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی بارگاہ میں التجاء کی تو اس نے میری والدہ محترمہ کو زندہ فرمایا بس وہ مجھ پر ایمان لائیں اور پھر ان پر موت طاری کر دی گئی۔

ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوالقربیٰ جلد 2 صفحہ 617، انتشارات کلمۃ الحق ایران

مختصر التذکرہ شعرانی صفحہ 6، دار الفکر بیروت لبنان

السابق واللاحق صفحہ 377، دار طیبہ ریاض عرب شریف

عیوان الاثر جلد 1 صفحہ 131، دار المعرفہ بیروت لبنان

الحاوی للفتاوی جلد 2 صفحہ 218، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

المقامۃ السندسیۃ صفحہ 578، میٔسہ الرسالہ بیروت

جامع الاثار فی مولد النبی المختار جلد 2 صفحہ 1083، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ جلد 1 صفحہ 60، فرید بکسٹال لاہور

امام قرطبی لکھتے ہیں کہ:

ابوبکر احمد بن علی الخطیب نے کتاب ''السابق واللاحق'' اور علامہ ابن شاہین نے اپنی کتاب ''الناسخ والمنسوخ'' اپنی اپنی سندوں کے ساتھ اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

آپ بیان فرماتی ہیں کہ حجتہ الوداع کے موقع پر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''عقبہ الحجون'' کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ وغمگین ہو کر رونے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کی وجہ سے میں بھی روئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دم سواری سے اترے اور مجھ سے فرمایا: اے حمیراء! آپ یہیں ٹھہریں۔

پس میں اونٹ کے ایک طرف ہو کر ٹیک لگا کر بیٹھ گئی، کافی دیر کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں تشریف لائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی خوش وخرم اور مسکرا رہے ہیں، میں نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان جائیں۔ آپ میرے پاس سے انتہائی غمگین، کبیدہ خاطر اور گریہ کناں تشریف لے گئے تھے، اور میں آپ کے رونے کی وجہ سے روتی رہی اور اب آپ نہایت شاداں وفرحاں تبسم کناں تشریف لا رہے ہیں، اس خوشی کا سبب؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی امی جان سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ میری امی جان کو زندہ فرما تو اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمادیا اور وہ مجھ پر ایمان لائیں اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوبارہ انہیں عالم برزخ کی طرف واپس فرمادیا۔

التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ جلد 1 صفحہ 60، فرید بکسٹال لاہور

امام شیخ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی رحمۃ اللہ علیہ حدیث شریف میں لکھتے ہیں:۔

احیاء ابو ی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی امنابہ

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو زندہ کیا گیا یہاں تک کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

المقاصد الحسنہ صفحہ 44 رقم الحدیث 36، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

علامہ امام اسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو۔

کشف الخفا جلد 1 صفحہ 61 رقم الحدیث 150، موسسۃ الرسالہ بیروت

احیاء والدین مصطفیٰ اور اقوال علماء:

شیخ الاسلام امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 974 شرح قصیدہ اُمّ القریٰ لکھتے ہیں:۔

تم نے کلام ناظم سے یہ جان لیا کہ یہ احادیث مبارکہ صراحتاً اور معناً واضح کردیتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء اور مائیں حضرت آدم اور حوا سے لے کر کوئی کافر نہیں کیونکہ کافر کو اعلیٰ پاک اور بزرگ نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ سراپا پلید ہیں جیسا کہ فرمان ہے، مشرک نجس ہیں اور احادیث نشاندہی کررہی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء اعلیٰ، افضل اور پاک ہیں، وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تک اہل فترت ہیں اور نص صریح کے مطابق مسلمانوں کے حکم میں ہیں۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک اسی طرح دو رسولوں کے درمیان بھی۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے:

وہ آپ کا سجدہ کرنے والوں میں منتقل ہونے کی بھی دیکھتا ہے۔ اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ مراد ایک سجدہ کرنے والے سے دوسرے سجدہ کرنے والے کی طرف نور کا منتقل ہونا ہے۔ تو یہ صراحت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین جنتی ہیں کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہیں اور فضیلت والے ہیں اور یہی بات حق ہے، بلکہ ایک حدیث میں جس کے متعدد محدثین نے صحیح قرار دیا ہے اور اس میں طعن کرنے والے کی طرف توجہ ہی نہیں دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور فضیلت ہے۔

جواہر البحار جلد 2 صفحہ 90، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے والدین مصطفیٰ کے زندہ ہو کر ایمان لانے والی کے بارے میں کہا کہ اسے متعدد حفاظ حدیث نے صحیح کیا ہے اور اس میں طعن کرنے والے کی طرف توجہ ہی نہیں کی۔

امام ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1005 لکھتے ہیں:

ہر فوت شدہ کافر پر لعنت کرنا جائز ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین کے بارے میں ثابت ہے کہ زندہ ہو کر اسلام لائے تھے۔

الاشباہ والنظائر صفحہ 453

امام احمد شہاب الدین خفاجی مصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1069 لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ ان کا مسلمان ہونا ہی حق ہے بلکہ حدیث ہے جیسے متعدد حفاظ نے صحیح قرار دیا ہے اور اس میں طعن کرنے والوں کی طرف تک نہیں کی جائے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو زندہ کیا اور وہ ایمان لائے۔

نسیم الریاض جلد 4 صفحہ 414، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

ان اللہ تعالیٰ احیاله اباه و امه و امنابه

بے شک اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

الجامع لاحکام القرآن جلد 2 صفحہ 64، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

علامہ ابن عابد بن شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرم کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے جیسا کہ حدیث میں ہے: جسے امام قرطبی اور حافظ ناصر الدین دمشقی نے صحیح قرار دیا ہے اور یہ تمام بطور معجزہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہوا۔

ردالمختار جلد 3 صفحہ 202، دارالفکر بیروت لبنان

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 974 اس حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

وان کان فیه ضعف لاو ضع خلا فا لمن رغمه' علی ان بعض المتاخرین الحفاظ صححه

اگر چہ اس حدیث میں ضعف ہے مگر موضوع نہیں جیسا کہ بعض نے گمان کیا علاوہ ازیں متاخرین حفاظ محدثین میں سے بعض نے اسے صحیح کیا ہے۔

اشرف الوسائل الی فهم الشمائل صفحہ 39، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

دوسرے مقام پر مزید فرماتے ہیں کہ

حدیث احیاء امه حتی امنت رَوَاه جماعة و صححه بعض الحفاظ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے زندہ ہو کر ایمان لانے والی حدیث ایک پوری جماعت نے روایت کیا اور بعض حفاظ حدیث نے صحیح قرار دیا ہے۔

اشرف الوسائل الی فهم الشمائل صفحہ 252، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

عطائے رسول فی الہند: عاشق رسول، محقق علی الاطلاق حضرت سیّدنا شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1052 لکھتے ہیں کہ:

وحدیث احیائے والدین اگر چہ اور بذات خود ضعیف است لیکن تصحیح و تحسین کردہ اند آبر بتعد دطرق''

احیائے والدو والی حدیث اگر چہ بذات خود ضعیف ہے مگر اسناد کی وجہ سے محدثین نے اسے صحیح اور حسن قرار دیا ہے

اشعۃ اللمعات جلد 1 صفحہ 718، نولکشور بھارت (ہند)

شرح مشکوٰۃ جلد 2 صفحہ 927، فرید بکسٹال لاہور پاکستان

مشہور محدث حافظ ابن ناصر الدین دمشقی لکھتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فضل پر فضل دینا پسند فرمایا اور اللہ تعالیٰ آپ پر بہت مہربان ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ اور آپ کے والد کو زندہ کیا تاکہ وہ آپ پر ایمان لائیں۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ان کے شامل حال ہو۔ تجھے اللہ تعالیٰ اس پر قدرت تسلیم کرلینی چاہیے، اگرچہ جس حدیث میں یہ واقعہ آیا ہے وہ ضعیف ہے۔

المقاصد الحسنہ صفحہ 45، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

صاحب کنز العمال علامہ علی متقی ہندی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ علامہ طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی علامہ دمشقی کے یہ اشعار نقل کیے اور اس حدیث کو تسلیم کیا ملاحظہ ہو۔

مجمع البحار الانوار جلد 5 صفحہ 236، مکتبہ دار الایمان مدینہ منورہ

شیخ اسماعیل بن محمد العلجوانی الجراحی رحمۃ اللہ علیہ ہجری 1163 نے بھی یہ اشعار نقل کیے ہیں ملاحظہ ہو۔

کشف الخفا و مذیل الباس جلد 1 صفحہ 62، موسسۃ الرسالہ بیروت

الامام الشیخ حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ اشعار دمشقی نقل کیے ہیں ملاحظہ ہو۔

تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس جلد 1 صفحہ 423، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھے ہیں دیکھو۔

المواہب اللدینہ جلد 1 صفحہ 116، فرید بکسٹال لاہور پاکستان

علامہ زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان اشعار کو نقل کیا جن کا ترجمہ آپ گزشتہ سطور میں پڑھ چکے ہیں، ملاحظہ ہو۔

شرح الزرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 348، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

علامہ عجلونی لکھتے ہیں کہ احیائے مصطفیٰ والی حدیث کو

ابن شامین، خطیب بغدادی، دار قطنی اور ابن عسا کر نے بسند ضعیف روایت کیا ہے اور یہ حدیث باتفاق حفاظ ضعیف ہے اگر چہ اسے موضوع کہا بعض لوگوں نے لیکن صحیح اور صواب یہ ہے حدیث ضعیف ہے۔

کشف الخفا و مذیل الالباس جلد 1 صفحہ 63-62، مؤسسۃ الرسالہ بیروت

احیاء والدین والی حدیث شریف کو موضوع کہنے والوں کے لیے علامہ سہیلی کی عبادت بہت بہت خوب رہے گی چنانچہ علامہ سہیلی فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اس کی رحمت اور قدرت سے کوئی چیز ناممکن نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عزت و کرامت کے اس مقام رفیع پر فائز ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو فضل و کرم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص کر دے اور اپنی مرضی کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر انعام و اکرام کرے۔

روض الانف جلد 1 صفحہ 382، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

اہلحدیث حضرات کے نواب صاحب نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے چنانچہ مشہور غیر مقلد نواب صدیق حسن بھوپالوی متوفی ہجری 1307 لکھتے ہیں کہ:۔

اسی طرح اللہ نے آپ کے ماں باپ کو زندہ کیا یہاں تک کہ وہ ایمان لائے۔

الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریۃ صفحہ 71، فاران اکیڈمی لاہور۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ بہت خوبصورت بات لکھتے ہیں کہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا زندہ ہو کر ایمان لانا نہ تو شرعی طور پر محال ہے اور نہ ہی عقلی طور پر کیونکہ قرآن پاک میں کئی مردوں کا زندہ ہونا بیان ہوا ہے مثلاً بنی اسرائیل کے مقتول کا زندہ ہو کر اپنے قاتل کی خبر دینا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بطور معجزہ مردوں کو زندہ کرنا۔ جب یہ تمام حقائق ثابت ہیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے زندہ ہو کر ایمان لانے میں کون سی چیز مانع ہے؟ بلکہ یہ چیز حضور علیہ السلام کی فضلیت میں اضافہ کرنے والی ہو گی جبکہ اس سلسلے میں احادیث بھی وارد ہیں۔

التذکرہ فی احوال الموتی و امور الآخرۃ جلد 1 صفحہ 63، فرید بکسٹال لاہور

اعتراض:

مرنے کے بعد زندہ ہوکر ایمان لانا تو قابل قبول ہی نہیں لہٰذا یہ درست نہیں کہ والدین مصطفیٰ کوزندہ کیا گیا اور وہ ایمان لائے۔

جواب:

اس اعتراض کا جواب امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت ہی خوبصورت دیا ہے آپ لکھتے ہیں کہ:۔

یہ اعتراض مردود ہے کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آفتاب کو غروب ہونے کے بعد واپس لوٹایا، اب اگر غروب ہونے کے بعد سورج کو واپس لوٹانے میں کوئی فائدہ نہ ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ ڈوبے سورج کو واپس لانے سے وقت میں تجدد پیدا نہ ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ جل جلالہ اس کو کیوں لوٹاتا؟

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا زندہ ہونا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنا ان کے لیے فائدہ مند ہے اور حضرت یونس علیہ السلام کی امت کا ایمان لانا ان کے لیے فائدہ مند ہے اور حضرت یونس علیہ السلام کی امت کا ایمان لانا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور ان کی توبہ اس وقت قبول فرمائی جب کہ وہ عذاب سے ملتبس تھے۔ جیسا کہ بعض اقوال میں آیا ہے اور یہ ظاہر قرآن ہے۔

التذکرہ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ جلد 1 صفحہ 63، فرید بکسٹال لاہور پاکستان

علامہ سیوطی کا اظہار پسندیدگی

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس جواب پر اظہار پسندیدگی اور توثیق کرتے ہوئے اپنی کتاب نشر العالمین المنیفین فی احیاء الابوین الشریفین میں لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ یہ قرطبی کی نہایت عمدہ تحقیق ہے اور ان کا سورج لوٹنے سے تجار وقت پر استدلال بہت ہی خوبصورت ہے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اس پر ادا نماز کا حکم مرتب کیا ہے، ورنہ رجوع کا کیا فائدہ؟ کیونکہ عصر کی قضاء غروب آفتاب کے بعد ہو سکتی ہے۔

ایمان والدین مصطفیٰ صفحہ 389، حجاز پبلی کیشنز لاہور

تاجدار گولڑہ کی تحقیق

مہر الاولیا، ضیاء شمس، فاتح قادیانیت، بحر العلوم حضرت سیّدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

محققین واہل فقہ وحدیث نے اسلام ابوین شریفین حضرت رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کو احادیث سے ثابت کیا ہے بلکہ جمیع آباء واصحاب حضرت سرور کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام حضرت آدم علیہ السلام تک پایہ ثبوت کا پہنچانا ہے۔

احادیث میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ ایزدی میں سوال کیا کہ الٰہی میرے والدین کو زندہ فرما کر مشرف باسلام کر۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ آپ کا سوال منظور فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ فرما کر مشرف باسلام کیا اور اس حدیث کی علماء متقدمین نے تضعیف بھی کی ہے۔

لیکن متاخرین محققین نے حدیث احیاء کی تصحیح وتحسین کئی طرح سے فرمائی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث اُن احادیث سے کہ جن کو متقدمین محدثین نے روایت کیا متاخر ہے گویا کہ یہ علم متقدمین سے ایک گونہ پوشیدہ ومستور تھا اور متاخرین پر اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اس کو کھول دیا۔

علامہ شامی وطحطاوی نے بھی اسلام ابوین شریفین کا مسئلہ بغرض اثبات اسلام آنہا کیا ہے۔

فتاویٰ مہریہ صفحہ 16 پرنٹنگ پروفیشنلز لاہور

آگے مزید پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بحث کی ہے اور فتاویٰ شامی وطحطاوی کی مفصل عبارت نقل کی ہیں اور فتاویٰ شامی کے حوالے سے اس اعتراض جواب تحریر فرمایا، ملاحظہ ہو!

یہ اعتراض کہ موت کے فرشتوں کو دیکھنے کے بعد ایمان نفع نہیں دیتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو موت کے بعد ایمان کیسے نفع دے گا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند ہے۔

فتاویٰ شامی جلد 3 صفحہ 202، دار الفکر بیروت

فتاویٰ مہریہ صفحہ 21، پرنٹنگ پروفیشنلز لاہور

تحقیق نبہانی:

عاشق رسول حضرت علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:۔

حضرت سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا اپنے وصال کے بعد نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔

امام طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجون میں اترے بڑے غمگین اور اداس ہوکر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ٹھہرے رہے، پھر خوش ہوکر واپس تشریف لائے اور فرمایا میں نے اپنے ربّ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے میری والدہ ماجدہ کو زندہ کیا اور وہ مجھ پر ایمان لائیں، پھر اپنی قبر میں لوٹ گئیں۔

اسی طرح حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم اور والدہ محترمہ دونوں زندہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اس کو علامہ سہیلی اور خطیب بغدادی نے روایت کیا۔

علامہ قرطبی نے تذکرہ میں لکھا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وخصائل لگاتار زیادہ ہوتے رہے وقت وصال باکمال تک انہی فضائل میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو زندہ کیا گیا اور وہ ایمان لے آئے یہ بات نہ عقلاً ناممکن ہے اور نہ شرعاً۔ قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے مقتول کا زندہ ہوکر ایمان لانا اور اپنے قاتل کی خبر دینا مذکور ہے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کا زندہ کرنا قرآن میں کئی مقامات پر مذکور ہے۔

علامہ ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر پے در پے فضل فرمایا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت لطف فرمانے والا ہے۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امی جان کو زندہ کیا اور اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم کو بھی، تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں، یہ اللہ کا فضل اور لطف تھا، پس اس بات کو مان لیں کیونکہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اگرچہ حدیث اس بارے میں مسند کے اعتبار سے ضعیف ہی ہو۔

فتاویٰ مہریہ صفحہ 18-17 پرنٹنگ پروفیشنلز لاہور

الانوار الحمدیہ میں المواہب اللدینہ صفحہ 34، حقیقت کتابوی، ترکی استنبول

محدث کبیر، مفسر شہیر، امام اجل، عارف کامل حضرت علام امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911 لکھتے ہیں کہ:

ان اللہ احیالہ ابو یہ حتی امنا بہ، وھد المسلک مال الیہ طائفہ کثیرۃ من حفاظ المحدثین و غیر ھم، منھم ابن شاھین، والحافظ ابوبکر الخطیب البغدادی، والسھیلی والقرطبی، ولمحب الطبری، والعلامۃ ناصر الدین بن المنیر وغیر ھم،

بے شک والدین مصطفیٰ کو اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمایا اور یہ مسلک محدثین کی ایک جماعت کا ہے جن میں ابن شاہین، خطیب بغدادی، علامہ سہیلی قرطبی،

علامہ محبّ طبری اور علامہ ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔

الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 218، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حدیث احیاء کی استنادی حیثیت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

هذا الحديث ضعيف باتفاق المحدثين بل قيل انه موضوع لكن الصواب ضعفه ولاو ضعهء و قد الفت فى بيان ذلك جدأ مفردا

محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، اگرچہ موضوع بھی کہا گیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور میں نے اس پر ایک رسالہ تحریر کیا ہے۔

الحاوی للفتاویٰ جلد 2 صفحہ 218، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

عطائے رسول فی الہند، شیخ المحدثین، محقق علی الاطلاق حضرت سیّدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حدیث احیاء والدین کو ابن شاہین خطیب بغدادی اور علامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے ملاحظہ ہو:۔

ماثبت باالسنة فى ايام لسنة صفحہ 91، دار الاشاعت کراچی پاکستان)

اعتراض:

آپ کی مندرجہ بالا تحقیق سے یہ تو واضح ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والدین کے لیے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ فرمایا اور وہ ایمان لائے اور پھر ان کے لیے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ فرمایا اور وہ ایمان لائے اور پھر ان کو عالم برزخ کی طرف بلایا گیا لیکن ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حدیث تو سنداً ضعیف ہے۔ جب یہ ہے ہی ضعیف حدیث تو اس سے آپ کا مؤقف کیسے ثابت ہوگا کیونکہ حدیث ضعیف تو قابل استدلال نہیں ہوتی۔

جواب:

بے شک ضعیف حدیث قابل استدلال نہیں ہوتی لیکن کہاں؟ عقائد و احکام وحلال وحرام میں تو ضعیف سے استدلال نہیں کیا جا سکتا جہاں فضائل کا تعلق ہو تو باتفاق محدثین قابل قبول اور معتبر ہوتی ہے۔

اور والدین مصطفیٰ کا زندہ ہونا اور ایمان لانا، یہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ ہے اور اس کا تعلق آقا کریم علیہ السلام کے فضائل سے ہے نہ عقائد و کلام سے بلکہ عظمت سید الانام سے۔ آیئے چند ایک حوالہ جات آپ کی نذر کرتے ہیں جس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ حدیث ضعیف دامن فضائل میں سما جاتی ہے۔

حوالہ نمبر 1:

مشہور محدث، شیخ الاسلام امام یحیٰ ابن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 676 لکھتے ہیں کہ:

محدثین، فقہاء اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں کہ فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب کے معاملہ میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا مستحب ہے جبکہ وہ موضوع نہ ہو۔

کتاب الاذکار صفحہ 83، فرید بکسٹال لاہور پاکستان

حوالہ نمبر 2:

بے شک علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔

اربعین نووی صفحہ 5، نور محمد کتب خانہ کراچی پاکستان

حوالہ نمبر 3:

الامام، الحافظ، المورخ محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 904 نے بھی علامہ نووی کی عبادت نقل کی ہے، ملاحظہ ہو۔

القول البدیع فی الصلوۃ علی حبیب الشفیع، صفحہ 496، دالیسر مدنیہ منورہ

القول البدیع فی الصلوۃ علی حبیب الشفیع، صفحہ 255، دار الکتاب العربی بیروت

القول البدیع فی الصلوٰۃ علی حبیب الشفیع ،صفحہ 478،ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں کہ:

ابن حزم نے ذکر کیا ہے کہ تمام احناف کا اجماع ہے کہ امام ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل کرنا ان کے نزدیک رائے اور قیاس پر عمل کرنے سے بہتر ہے۔

القول البدیع صفحہ 255،دار الکتاب العربی بیروت لبنان

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ: ہمارے نزدیک لوگوں کی رائے پر عمل کرنے سے ضعیف حدیث پر عمل کرنا زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے۔

حوالہ مندرجہ بالا

حوالہ نمبر 4:

شیخ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

الاحادیث فی فضائل الاعمال وتفضل الاصحاب متقبلہ محتملہ علی کل حال مقار طعہما و مراسلیہا الا تعارض......

فضائل اعمال وتفصیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حدیثیں کیسی ہی ہوں ہر حال میں مقبول ہیں، مقطوع ہوں خواہ مرسل، نہ ان کی مخالفت کی جائے اور نہ ان کا انکار کیا جائے گا۔ ائمہ سلف کا یہی طریقہ ہے۔

قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب جلد 1 صفحہ 178،دار اصادر بیروت

حوالہ نمبر 5:

امام ابوذکریا نووی، ابن حجر مکی، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: بے شک حفاظ حدیث کا اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے۔

حرز ثمین شرح حصین حصین صفحہ 23،نولکشور لکھنؤ ہند۔

حوالہ نمبر 6:

المنکر من قسم الضعیف وھو محتمل فی الفضائل

منکر بھی ضعیف کی ہی قسم ہے اور فضائل میں قبول ہے۔

التعقبات علی الموضوعات صفحہ 60، مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل پاکستان

حوالہ نمبر 7:

علامہ علی قاری علیہ السلام الباری بحوالہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

فبیہ رواہ مجھولِ، ولا یضر لا نہ، من احادیث الفضائل

اس میں مجہول راوی ہے لیکن اس کا ضرر نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث فضائل کے باب سے ہے۔

مرقات شرح مشکوٰۃ جلد 2 صفحہ 171، مکتبہ امدادیہ ملتان

حوالہ نمبر 8:

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ، ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

انھم یتساھلون فی الحدیث اذاکان من فضائل الاعمال

بے شک علماء حدیث میں آسانی سے کام لیتے ہیں جبکہ وہ فضائل میں سے ہو۔

المقاصد الحسنہ صفحہ 464، تحت الرقم 1089، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

حوالہ نمبر 9:

امام محقق علی الاطلاق لکھتے ہیں کہ:

یعنی فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کیا جائے گا۔

فتح القدیر جلد 1 صفحہ 303، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان

حوالہ نمبر 10:

علامہ محدث علی قاری علیہ الرحمۃ الباری لکھتے ہیں کہ:

الضعیف یعمل به فی الفضائل الاعمال اتفاقاً

فضائل میں ضعیف حدیث پر باتفاق علماء عمل کیا جائے گا۔

موضوعات کبیر صفحہ 63 مطبع مجتبائی دہلی ہند۔

حوالہ نمبر 11:

علامہ شیخ ابراھیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

ولکن یجوز العمل بالضعیف فی الفضائل

لیکن فضائل مین ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔

غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی صفحہ 45، مکتبہ نعمانیہ لاہور

حوالہ نمبر 12:

خاتمۃ الفقہاء والحدثین، شیخ الاسلام احمد بن محمد علی بن حجر الہیتمی المکی المصری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 974 لکھتے ہیں کہ:۔

لان الحدیث الضعیف و المرسل و المنقطع یعمل به فی فضائل الاعمال اتفاقاً بل اجماء اعلیٰ مافیه

کیونکہ حدیث ضعیف مرسل، منقطع پر عمل کیا جائے گا جبکہ ان کا تعلق فضائل سے ہو اوراس پر علماء کرام کا رصرف اتفاق بلکہ اجماع ہے۔

الفتاویٰ الحدیثیہ صفحہ 235، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الفتاویٰ الحدیثیہ صفحہ 179، قدیمی کتب خانہ کراچی پاکستان

حوالہ نمبر 13:

مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

غایت یہ کہ ضعیف حدیث پر بھی فضائل اعمال میں عمل کرنا درست ہے۔

فتاویٰ دار العلوم دیوبند، جلد 2 صفحہ 83، دار الاشاعت کراچی

حوالہ نمبر 14:

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف تھانوی لکھتے ہیں کہ:
اور فضائل ضعیف حدیث کا نقل کرنا جائز ہے اس لیے نقل کر دیا۔

امدادی الفتاویٰ جلد 5 صفحہ 100، مکتبہ المعارف کراچی

حوالہ نمبر 15:

دیوبندی حضرات کے، امام ربانی وثانی یوسف، مولوی رشید گنگوہی کہتے ہیں کہ ایک حدیث ضعیف میں آیا ہے کہ گلاب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عرق مبارک سے بنا ہوا ہے
آپ نے (یعنی گنگوہی) فرمایا: اگر چہ حدیث ضعیف ہے مگر تو حدیث۔

تذکرۃ الرشید جلد 2 صفحہ 95، ادارہ اسلامیات لاہور

میں کہتا ہوں کہ والدین کریمین کے زندہ ہونے والی اگر چہ حدیث ضعیف ہے مگر ہے تو حدیث۔

اذان میں نام نامی اسم گرامی سن کر درود شریف پڑھنے اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے والی اگر چہ حدیث ضعیف ہے مگر ہے تو حدیث۔

حوالہ نمبر 16:

دورِ حاضر کے دیوبندی حضرات کے امام مولوی سرفراز گکھڑوی لکھتے ہیں کہ جواز واستحباب کے لیے ضعیف حدیث بھی قابل قبول ہوتی ہے۔

تسکین الصدور صفحہ 367، مطبوعہ گوجرانوالہ پاکستان

ماہنامہ، اشرلعیہ کا افادات نمبر صفحہ 115، دسمبر 2014ء گوجرانوالہ پاکستان

حوالہ نمبر 17:

دیوبندی حضرات کے حکیم الاسلام جناب قاری طیب صاحب لکھتے ہیں کہ اور فضائل میں خالص ضعیف حدیث بھی معتبر ہے۔ چنانچہ امام الاصولین خطیب بغدادی

اپنی کتاب ’’الکفایہ فی علم الروایہ‘‘ میں امام احمد بن حنبل کا قول نقل فرماتے ہیں کہ:

جب ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حلال وحرام اور سنن واحکام کے بارے میں روایت کریں گے تو سند (اور رجال) کے بارہ تشدد اور احتیاط سے کام لیں گے اور جب ہم حضور علیہ السلام سے فضائل اعمال اور ان امور کے بارہ میں روایت کریں گے جن سے نہ کوئی حکم ثابت ہوتا ہو اور نہ ساقط ہوتا ہو تو سندوں (اور رجال) کے میں تساہل سے کام لیں گے۔

کتاب الکفایہ فی علم اروایہ صفحہ 134

کلمہ طیبہ صفحہ 50، ادارہ اسلامیات لاہور

مجموعہ رسائل حکیم الاسلام جلد 2 صفحہ 66، مکتبہ الاحرار مردان

حوالہ نمبر 18:

غیر مقلدین کے شیخ الکلافی الکل میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں۔

حدیث ضعیف فضائل میں مقبول ہے۔

فتاویٰ نذیریہ جلد 1 صفحہ 303، مکتبۃ المعارف اسلامیہ گوجرانوالہ

حوالہ نمبر 19:

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتا ہے کہ:

ضعیف کا معنی یہ ہے کہ جس میں صحیح کی شرائط نہ پائی جائیں وہ کئی قسم کی ہوئی ہے۔ اگر اس کے مقابل کوئی صحیح حدیث نہ ہو تو اس پر عمل کرنا جائز ہے۔

فتاویٰ ثنائیہ جلد 2 صفحہ 76، اسلامک پبلشنگ کمپنی لاہور

حوالہ نمبر 20:

ابن تیمیہ نے بھی لکھتا ہے کہ:

فضائل میں ضعیف احادیث پیش کی جاسکتی ہیں۔

فتاویٰ ابن تیمیہ جلد 1 صفحہ 39 بحوالہ الشرلعیہ، افادات نمبر صفحہ 115 جلد 1

حوالہ نمبر 21:

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتا ہے کہ:

ضعیف حدیث مثبت استحباب ہے

اخبار اہلحدیث 15 شوال 1346ھ

حوالہ نمبر 22:

حافظ محمد لکھوی غیر مقلد لکھتا ہے کہ:

فضائل اعمال میں ضعیف حدیث معتبر ہے۔

احوال الآخرۃ صفحہ 6 بحوالہ افادیت نمبر صفحہ 116، گوجرانوالہ پاکستان

حوالہ نمبر 23:

مولوی عبداللہ روپڑی غیر مقلد لکھتا ہے کہ:

فضائل اعمال میں ضعیف حدیث معتبر ہے۔

فتاویٰ اہلحدیث جلد 2 صفحہ 473 بحوالہ افادیت نمبر صفحہ 116

حوالہ نمبر 24:

مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

تدویب الراوی صفحہ 28، الحبل المتین صفحہ 17، التعلیق الحسن جلد 2 صفحہ 87۔

ابکار المنن صفحہ 179، 131 مقدمہ نووی صفحہ 116

میزان الاعتدال جلد 1 صفحہ 13 اور انہاء الکسن مقدمہ اعلاء السنن صفحہ 24 میں ہے کہ ضعیف روایت سے تائید ہو سکتی ہے اور اس بات پر محدثین کا اتفاق ہے۔

الکلام الحاوی صفحہ 84، مطبوعہ گوجرانوالہ

الشرلعیہ کا افادات نمبر جلد 1 صفحہ 188 گوجرانوالہ۔

حوالہ نمبر 25:

امام، حافظ، ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیساپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حلال وحرام اوراحکام سے متعلق روایات نقل کرتے ہیں کہ تو ان کی سندوں (اور رجال) میں سختی برتتے ہیں اور خوب تحقیق سے کام لیتے ہیں اور جب فضائل اعمال اور ثواب وعقاب اور مباحات اور دعوات کے بارے میں روایات بیان کرتے ہیں تو ان کی سندوں (اور رجال) میں نرمی سے کام لیتے ہیں۔

المستدرک جلد 1 صفحہ 666 تحت الرقم 1801، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

الحمد اللہ! ہم نے سیدی اعلیٰ حضرت، عاشق رسول، فنافی الرسول، مجدد دین وملت، حامی سنت، ماحی بدعت، محسن اہلسنّت، امام اہلسنّت امام عشق ومحبت، امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی پچیسیویں کی نسبت سے 25 حوالہ جات قارئین کی نذر کیے ہیں۔

جن سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جب معاملہ فضائل کا ہو تو اس میں ضعیف حدیث قبول ہوتی ہے اوراس پر محدثین کا اتفاق ہے۔

اور والدین مصطفیٰ کا زندہ ہونا اور ایمان لانا بھی حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں سے ہے کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ دعوت غور وفکر دیتے ہیں ہم ان لوگوں کو جو حدیث شریف کے ضعیف ہونے کا بہانہ بنا کر جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم معجزے کا اور ایمان والدین کا انکار کرتے ہیں۔

کبھی عظمت مصطفیٰ، شان رسول کریم، مقام سید الانبیاء، اختیارات محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ جی یہ حدیث ضعیف ہے میں کہتا ہوں حدیث ضعیف ہو نہ ہو ایسے لوگوں کا ایمان ضرور ضعیف ہوگا، خدارا اپنے ایمان کو مضبوط کرو! جب ایمان مضبوط ہوگا تو ضعیف حدیث شریف پر عمل کرتے ہوئے کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوگی۔

تاجدار بریلی کا طواف کعبہ:

امام احمد رضا خان کے دوسرے سفر حج کا واقعہ ہے...... مکہ مکرمہ میں حضرت کو بخار تھا، فرماتے ہیں:

اواخر محرم میں بفضلہٖ تعالیٰ صحت یاب ہوا، وہاں ایک سلطانی حمام میں نہا کر باہر نکلا ہی تھا کہ ابر (یعنی بادل) دیکھا جو حرم شریف پہنچتے پہنچتے برسنا شروع ہو گیا مجھے حدیث یاد آئی کہ جو بارش کے دوران طواف کرتا ہے وہ رحمت الٰہی میں تیرتا ہے، فوراً حجر اسود کا بوسہ لے کر بارش میں ہی سات پھیرے طواف کیا بخار دوبارہ آ گیا۔

مولانا سید اسماعیل نے فرمایا: ایک ضعیف حدیث کے لیے تم نے، اپنے بدن کی بے احتیاطی کی۔ میں نے (یعنی اعلیٰ حضرت نے) کہا: حدیث ضعیف ہے مگر بحمد اللہ تعالیٰ امید (ایمان وعقیدہ) قوی ہے۔ بارش کے سبب طواف کرنے والوں کی کثرت نہ تھی۔

خیابان رضا صفحہ 126، مکتبہ نبویہ لاہور

پڑھا آپ نے قارئین! امام اہلسنّت کا نظریہ کہ حدیث ضعیف ہے تو کیا ہوا ہمارا ایمان وعقیدہ اور رحمت خداوندی پر امید بہت مضبوط ہے، جب ایسا ایمان ہو گا تو پھر شان رسول سن کر دل گھبرانے گا نہیں اور ضعیف حدیث کہہ کر جان چھڑانے کو نہیں اور ضعیف حدیث کہہ کر جان چھڑانے کو نہیں کہے گا بلکہ دل و جان سے تسلیم کرے گا کہ میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا مسئلہ ہے۔

اعتراض:

اس سے معلوم ہوا کہ والدین مصطفیٰ نے وصال کے بعد زندہ ہو کر ایمان قبول کیا وہ پہلے صاحب ایمان نہیں ہے۔

جواب:

جی نہیں، ہم پہلے کئی بار اس کی وضاحت کر چکے ہیں کہ والدین مصطفیٰ پہلے ہی کفر و شرک سے بری اور مؤحد یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے تھے۔ صرف دین اسلام ونبوت مصطفیٰ وشریعت محمدیہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کا شرف عطا فرمانے اور تفاصیل ایمان پر ایمان لانے کے لیے اعزاز مصطفیٰ وجاہت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے لیے ان کو زندہ کیا گیا۔

جیسا کہ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں پر بہت خوبصورت بات فرمائی آپ بھی پڑھیے اور جھوم جائیے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان رکھتے تھے مگر قیامت، رسالت اور دیگر شریعت پر تفصیلی ایمان نہ تھا حالانکہ آخرت وغیرہ پر ایک اصل کبیر ہے۔ یہ بات اس لیے قابل توجہ ہے کہ ان کا زندہ ہونا اس موقع پر واقع ہوا جب شریعت مکمل طور پر نازل ہو چکی تھی اور اس کے بارے میں قرآن مجید میں اعلان ہو چکا تھا کہ آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے...... اس کے بعد اللہ کریم نے والدین مصطفیٰ کو زندہ کیا تا کہ شریعت پر تفصیلی ایمان لے آئیں، یہ بہت ہی نفیس بات ہے۔

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 335، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

امید ہے کہ تمام اعتراضات کا قلع قمع ہو گیا ہوگا۔ اب ہم بطور تکملہ چند حوالہ جات احیاء والدین اور پیش کر کے گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے ایمان والدین مصطفیٰ پر مزید دلائل پیش کریں گے۔

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی فوت شدہ والدین کو زندہ کیا اور وہ دونوں ایمان لائے۔

کشف الغمہ جلد 2 صفحہ 136، ادارہ پیغام القرآن لاہور

حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کیا اور وہ ایمان لائے اور اس مسلک پر حفاظ حدیث کی ایک جماعت ہے، ان میں خطیب بغدادی، ابن عساکر، ابن شاہین، قرطبی، محبّ طبری، ابن المنیر، ابن سید الناس، صفدری اور ابن ناصر الدین دمشقی ہیں۔ محبّ طبری فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ فرمائے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا اظہار

کر سکیں پھر وفات پائیں اور یہ اعزاز ہو گا جو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔

الیواقیت والجواہر صفحہ 477-476، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور

علامہ طاہر پٹی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کہ:

احیاء الوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی امنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کیا گیا یہاں تک کہ وہ آپ پر ایمان لائے۔

مجمع البحار الانوار جلد 5 صفحہ 236، مکتبہ دار الایمان مدنیہ منورہ

مفتی انور دیوبندی اور مفتی عبد الستار دیوبندی لکھتے ہیں کہ:۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں بعض روایات میں یہ بھی پتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

خیبر الفتاویٰ جلد 1 صفحہ 322، مطبوعہ ملتان۔

باب نمبر:5

ایمان والدینِ مصطفیٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے کتاب مبین میں ارشاد فرمایا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝

ترجمہ: اور بے شک عنقریب آپ کا ربّ آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

پارہ 30 سورت الضحیٰ آیت نمبر 5

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں علامہ ابن جریر طبری، امام طبرانی، علام سیوطی ابن حبان اندیسی، علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ اور نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں:

رضی محمدا ان لایدخل من اھل بیته النار

ترجمہ: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اس میں ہے کہ آپ کی اہلبیت میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں داخل نہ ہو۔

جامع البیان جلد 30 صفحہ 281، داراحیاء التراث العربی بیروت

التفسیر الکبیر تفسیر القرآن العظیم جلد 6 صفحہ 516، دار الکتاب الثقافی اردن

البحر المحیط جلد 8 صفحہ 481، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

درمنثور جلد 6 صفحہ 1022، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 325، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

بھوپالی، فتح البیان جلد 7 صفحہ 485، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

معلوم ہوا کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت میں سے کوئی بھی آگ میں نہیں جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین بھی اہل بیت نسب میں شامل ہیں۔ بلکہ مندرجہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر میں تقریباً تمام مفسرین کرام نے یہ حدیث شریف نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے گا۔ جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کے دوزخ جانے یا اس میں رہنے پر راضی نہیں ہوں گے، جب تک وہ جنت میں نہ چلے جائیں، تو پھر بھلا نبی کریم علیہ السلام اپنے والدین شریفین کے دوزخ جانے پر کیسے راضی ہوں گے؟ دنیا کا کوئی بھی انسان اس بات پر خوش نہ ہوگا کہ اس کے والدین دوزخ میں جائیں اور رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو وراء الوریٰ ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین جنتی ہیں اور جنتی ہونے کے لیے ایمان شرط ہے تو معلوم ہوا کہ نبی کل عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مؤحد و مومن اور جنتی ہیں۔

میرے ماں باپ تجھ پر قربان:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بیان کرتے ہیں کہ میں نے غزوہ احد کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے اپنے والدین کو جمع فرمایا اور کسی کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے والدین کو جمع نہیں فرمایا، چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا:۔

ارم سعد، فداك ابی و اُمی

ترجمہ: سعد! تیر پھینکو تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

مصنف ابن شیبہ جلد 6 صفحہ 378 رقم الحدیث 32135، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مصنف ابن شیبہ جلد 7 صفحہ 366 رقم الحدیث 36736، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

فضائل الصحابہ جلد 2 صفحہ 937 رقم الحدیث 1304، دار ابن الجوزی ریاض

مسند احمد جلد 1 صفحہ 424 رقم الحدیث 709، دار الحدیث قاہرہ مصر۔

صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 439 رقم الحدیث 3725، فرید بکسٹال لاہور

جامع ترمذی صفحہ 825 رقم الحدیث 3763، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مسند بزار جلد 3 صفحہ 44 رقم الحدیث 797، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

معجم الاوسط جلد 4 صفحہ 176 رقم الحدیث 5627، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

صحیح مسلم صفحہ 1115 رقم الحدیث 6183، دار المعرفہ بیروت

سنن ابن ماجہ جلد 1 صفحہ 64 رقم الحدیث 129، فرید بکسٹال لاہور

معجم الاوسط جلد 4 صفحہ 64 رقم الحدیث 5831، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

معجم الاوسط جلد 5 صفحہ 196 رقم الحدیث 7049، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

احادیث المختارہ جلد 1 صفحہ 390 رقم الحدیث 2674، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

کنز العمال جلد 10 صفحہ 200 رقم الحدیث 30055، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

کنز العمال جلد 11 صفحہ 316 رقم الحدیث 33332، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

کنز العمال جلد 13 صفحہ 180 رقم الحدیث 37105، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

کنز العمال جلد 13 صفحہ 180 رقم الحدیث 37099، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

کنز العمال جلد 13 صفحہ 93 رقم الحدیث 36645، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

شرح السنہ جلد 7 صفحہ 189 رقم الحدیث 3812، دار التوافیقیہ للتراث قاہرہ

سنن الکبریٰ جلد 7 صفحہ 336 رقم الحدیث 8159، مؤسسۃ الرسالہ بیروت

سنن الکبریٰ جلد 9 صفحہ 84 رقم الحدیث 9955، مؤسسۃ الرسالہ بیروت

مسند ابویعلیٰ جلد 1 صفحہ 245 رقم الحدیث 6094، دار الفکر بیروت

دلائل النبوۃ جلد 3 صفحہ 239، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

صحیح ابن حبان صفحہ 1865 رقم الحدیث 6988، دار المعرفہ بیروت لبنان

مسند ابوداؤد طیالسی جلد 1 صفحہ 155 رقم الحدیث 217، پروگریسو بکس لاہور

صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 571 رقم الحدیث 4056، فرید بکسٹال لاہور

جامع ترمذی صفحہ 660 رقم الحدیث 3830، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مسند احمد جلد 2 صفحہ 94 رقم الحدیث 1495، دار الحدیث قاہرہ مصر

مسند احمد جلد 2 صفحہ 117 رقم الحدیث 1562، دار الحدیث قاہرہ مصر

مسند احمد جلد 2 صفحہ 134 رقم الحدیث 1616، دار الحدیث قاہرہ مصر
مسند ابویعلی جلد 1 صفحہ 268 رقم الحدیث 833، دار الفکر بیروت
جامع الاصول جلد 9 صفحہ 9 رقم الحدیث 6529، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
جمع الجوامع جلد 13 صفحہ 470 رقم الحدیث 8368، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
جامع المسانید جلد 3 صفحہ 44 رقم الحدیث 1893، مکتبۃ الرشید ریاض
کامل ابن عدی جلد 1 صفحہ 44 رقم الترجمہ 77، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
تاریخ دمشق الکبیر جلد 22 صفحہ 201، دار احیاء التراث العربی بیروت
طبقات ابن سعد جلد 3 صفحہ 75 دار احیاء التراث العربی بیروت
تاریخ اسلام جلد 2 صفحہ 98، مکتبہ التوفیقیہ مصر
المنتظم فی تواریخ الملوک والامم جلد 4 صفحہ 101، دار الفکر بیروت
سیر اعلام النبلاء جلد 3 صفحہ 81، دار الحدیث قاہرہ مصر۔
معرفہ الصحابہ جلد 1 صفحہ 146 رقم الحدیث 527، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
الاستعاب فی معرفہ الاصحاب جلد 2 صفحہ 172 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ جلد 4 صفحہ 274 'نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
سیرت ابن ہشام جلد 3 صفحہ 459، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
البدایۃ والنھایۃ جلد 2 صفحہ 409، دار الاشاعت کراچی
المواہب اللدنیہ جلد 1 صفحہ 275، فرید بکسٹال لاہور
مدارج النبوت جلد 2 صفحہ 190، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
السیرۃ النبویہ جلد 1 صفحہ 559، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

فداک اَبی واُمی:

حضرت سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:۔
غزوہ خندق کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو بنی قریظہ جا کر مجھے ان کی خبر لا کر دے؟ پس میں گیا اور جب واپس بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا تو:

جمع لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو یہ فقال فداک ابی و اُمی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے اپنے والدین کو جمع فرمایا اور فرمایا: تجھ پر میرے ماں باپ قربان۔

صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 438 رقم الحدیث 3720، فرید بکسٹال لاہور پاکستان

صحیح مسلم صفحہ 1117 رقم الحدیث 6-6195، دار المعرفہ بیروت لبنان

جامع ترمذی صفحہ 851 رقم الحدیث 3751، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

سنن ابن ماجہ جلد 1 صفحہ 63 رقم الحدیث 123، فرید بکسٹال لاہور

مسند احمد جلد 2 صفحہ 65 رقم الحدیث 1423، دار الحدیث قاہرہ مصر

مسند احمد جلد 2 صفحہ 55 رقم الحدیث 9-1408، دار الحدیث قاہرہ مصر

مسند بزار جلد 3 صفحہ 180 رقم الحدیث 966، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

جمع الجوامع جلد 3 صفحہ 492 رقم الحدیث 8503 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

جامع المسانید جلد 2 صفحہ 462 رقم الحدیث 1697، مکتبۃ الرشد ریاض

تاریخ دمشق الکبیر جلد 20 صفحہ 277 رقم الحدیث 4434، دار احیاء التراث العربی بیروت

طبقات ابن سعد جلد 3 صفحہ 57 دار احیاء التراث العربی بیروت

احادیث المختارہ جلد 4 صفحہ 444 رقم الحدیث 15479، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

سیر اعلام النبلاء جلد 3 صفحہ 38، دار الحدیث قاہرہ مصر

فضائل الصحابہ جلد 2 صفحہ 918 رقم الحدیث 1267، دار ابن الجوزی عرب شریف

الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ جلد 4 صفحہ 234 النوریہ رضویہ پبلیشنگ کمپنی

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 2 صفحہ 91، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

معرفۃ الصحابہ جلد 1 صفحہ 125 رقم الحدیث 433، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الاصابہ جلد 2 صفحہ 215، دار الفکر بیروت

مندرجہ بالا دو احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مومن ہیں کیونکہ آئمہ محدثین نے ان احادیث مبارکہ کو فضائل کے باب میں ذکر کیا ہے اور مقام مدح وفضیلت یہ تب ہی ہوسکتا ہے جبکہ آقا کریم علیہ السلام کے والدین کریمین کو مومن تسلیم کیا جائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بے مثال مومن اور جنتی اور پھر اتنے معرکے سر کریں

اور انعام واکرام اور حوصلہ افزائی کے لیے نبی پاک علیہ السلام ان سے فرمائیں کہ میں تم پر اپنے (غیر مومن) والدین قربان کرتا ہوں تو کیا یہ باعث فضیلت ہے؟

کافر کا مومن پر قربان ہونا مومن کے لیے اکرام کا سبب ہے کیا؟

جب نبی کریم علیہ السلام نے خوش ہوکر اپنے غلاموں کو یہ عظمت عطا فرمائی اور محدثین نے بھی ان احادیث کو باب الفضائل میں لکھا تو ماننا پڑے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مؤحد ومومن ہیں۔

اعتراض:

بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کے والدین کافر تھے وہ بھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عرض کرتے تھے: فداك ابی و امی یارسو ل الله ۔

جواب: اس کا مطلب یہ ہوتا کہ آج اگر ہمارے والدین زندہ ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مقابلے میں ہم ان کو قربان یعنی قتل کرنا بھی گوارا کر لیتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ ٹھکراتے، جیسے کہ بعض جنگوں میں صحابہ کرام علیہ السلام نے حضور شہنشاہ حسینان صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں آنے والے قریبی رشتے داروں کو قتل کیا اور دنیا کو بتادیا کہ......

بہت سادہ سا ہے اپنا اصول زندگی کو سر
جوان سے بے تعلق ہوا ہمارا ہونہیں سکتا
محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر مادر جان و مال اوراولاد سے پیارا

عظمت نسب رسول:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم، نور مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہوں۔ جب بھی لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہوئے تو مجھے اللہ تعالیٰ نے بہتر گروہ میں رکھا یہاں تک میں اپنے ماں باپ سے پیدا ہوا، زمانہ جاہلیت کی کوئی برائی مجھ تک نہیں پہنچی۔

وخرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن ادم حتی انتمیت الی ابی و امی

اور میں خالص نکاح صحیح سے پیدا ہوا ہوں، آدم علیہ السلام سے لیکر اپنے والدین کریمین تک۔

فانا خیبر کم نفسا و خیر کم ابا

پس میرا نفس کریم ونسب شریف تم سب سے افضل اور میرے باپ تم سب کے آباء سے افضل۔

کنز العمال جلد 11 صفحہ 181 رقم الحدیث 31864، دار الکتب العلمیہ بیروت

دلائل النبوۃ جلد 1 صفحہ 174، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

جامع الآثار فی مولد النبی المختار جلد 1 صفحہ 339، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تاریخ دمشق الکبیر جلد 3 صفحہ 29، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان

ابن تیمیہ، اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ 133، دار الحدیث قاہرہ مصر

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آقا علیہ السلام کا حسب ونسب سب سے افضل واعلیٰ وبہتر ہے۔

ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسب ونسب کے لحاظ سے سب سے افضل ہیں۔

اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ 132، دار الحدیث قاہرہ مصر

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا کافر ومشرک کا نسب سب سے افضل ہوسکتا ہے؟ جب نہیں

اور یقیناً نہیں تو ماننا پڑے گا حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین مومن وموحد ہے۔

شیخ عبداللہ رومی کا استدلال:

عارف باللہ حضرت شیخ عبداللہ السنوی رومی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1054ء نے اپنی کتاب ''مطالع النور'' میں والدین مصطفیٰ پر بہت خوبصورت اور ایمان افروز بحث کی اور علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی کتاب میں شامل کیا ملاحظہ ہو اقتباس۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک انوار الٰہیہ اور اسرا غیبیہ کا مظہر تھی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کو ہر چیز کے لیے اصل قرار دیا۔ جب اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت ونورانیت کو جسمانی صورت میں تبدیل کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس عظیم امانت کے لیے سرزمین میں عرب میں سے ابدی سعادتوں کا تاج سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا اور سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سر پر سجایا، بقول شاعر:۔

ہر پھول کی قسمت میں کہاں ناز عروساں
کچھ پھول تو کھلتے ہیں مزاروں کے لئے

کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، اسے معلوم تھا کہ مقدس امانت کے امین پاکدامن ونیک سیرت آمنہ وعبداللہ رضی اللہ عنہ ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ جو بھی نطفہ رحم میں قرار پکڑتا ہے پھر تخلیق کے مراحل سے گزر کر پیدا ہوتا ہے سب کچھ اللہ جل جلالہ کے علم میں ہوتا ہے ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ ؕ

اور جو مادہ بھی حاملہ ہوتی ہے اور بچہ جنتی ہے اس کے علم سے (ایسا کرتی ہے)۔

پارہ 22 سورۃ فاطر آیت 11

یعنی عورت کا اپنے پیٹ میں بچہ اٹھائے رکھنا اور بچے کی زچگی سب کچھ اللہ تعالیٰ

کے علم میں ہوتا ہے گویا اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسے والدین کا انتخاب فرمایا جو ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک صاف تھے۔

جب اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی اوران میں روح پھونکی تب اللہ تعالیٰ نے نور محمدی ان میں رکھا گویا کہ جسد آدم مظہر نور محمدی ہے، یوں وہ نور حضرت آدم علیہ السلام سے پشت در پشت منتقل ہوتا ہوا نیک گھڑی میں پاک اور طاہر خاتون حضرت سیّدہ آمنہ کے رحم پاک میں منتقل ہوا۔

پھر وہ نور وہیں تکمیل کے مراحل کو پہنچا یہاں تک کہ جسد پاک میں روح محمدی پھونکی گئی تھی، جو ہر چیز کے لیے اصل کی حیثیت رکھتی تھی۔

یوں اللہ تعالیٰ نے جوارادہ فرمایا تھا کہ نور محمدی پاک پایوں سے پاک ماؤں کی طرف منتقل کروں گا، وہ پورا ہوا کیونکہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کواس کے ارادے سے روک نہیں سکتا، نیز حدیث شریف میں بھی ہے۔

''الولد سرابیه'' بیٹا باپ کا راز ہوتا ہے

کیونکہ بیٹا جب مادہ سے پیدا ہوتا ہے وہ پہلے باپ کی پیٹھ میں پیدا ہوتا ہے اور باپ کے اخلاق وصفات کا اثر قبول کرتا ہے پھر رحم مادر میں منتقل ہوتا ہے اوران کے خون سے پرورش پاتا ہے یوں ماں کے اخلاق وصفات پر پرتو ہوتا ہے لہٰذا بچہ والدین کی سیرت کا مظہر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیک سیرتی اور بلند اخلاقی سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین بھی بلند واعلیٰ اور نیک وپاک سیرت کے حامل تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق کے لیے اصل کی حیثیت رکھتے ہیں اس لیے ان کا اور تا آخر تمام پشتوں کا آلودگیوں سے پاک ہونا یقینی امر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد کواس قابل بنایا تھا کہ وہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے جوہر پاک کے حامل ہوسکیں۔

سرکار کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا نور پاک جس جس کے پاس آتا گیا اس میں پر اپنا

اثر کرتا گیا کیونکہ وہ شخص اس نور الٰہی کو اٹھانے والا ہوتا یوں آپ کے والدین کریمین اپنے زمانے کے معزز ترین افراد ہوئے۔

جواہر البحار جلد 4 صفحہ 328-327، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

علامہ شیخ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بہت خوبصورت اور نفیس استدلال کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین کے ایمان پر کہ آقا کریم علیہ السلام کی۔ سیرت کردار، گفتار، اخلاق، حسنہ اسوۂ حسنہ، سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ والدین مصطفیٰ مؤحد و مومن تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا عقیدہ:

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 544 لکھتے ہیں کہ:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے کسی شخص سے کہا: میرے لیے کسی ایسے کاتب کو تلاش کرو جس کا باپ عربی ہو۔

اس پر کاتب نے کہا کہ (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد تو کافر ہے اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے بہت بری مثال دی ہے چنانچہ اسے معزول کر دیا اور فرمایا، کبھی میری کتابت نہ کرنا۔

حلیۃ الاولیاء جلد 5 صفحہ 273 رقم الحدیث 72229، مطبوعہ مصر۔

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد 2 صفحہ 147، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الشفاء مترجم، جلد 2 صفحہ 259، مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور پاکستان

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین موحد و مومن تھے۔ چنانچہ شفا شریف کی اسی مندرجہ بالا حکایت کے تحت علامہ شہاب الدین خفاجی مصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1069 لکھتے ہیں کہ:

وفی ذلك اشارة الی الاسلام ابویه

اوراس میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے اسلام کی طرف اشارہ ہے
حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ:
ان کا مسلمان ہونا ہی حق ہے۔
نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض، جلد 6 صفحہ 244، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام شعرانی کا عقیدہ:

امام عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں کہ:
اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ پر ایمان لائے اس مسلک پر حفاظ کی ایک جماعت ہے۔ اس میں سے خطیب بغدادی ابو القاسم بن عساکر، ابو حفص بن شامین، قرطبی، محبّ طبری، ابن المنیر ابن سید الناس، صفدری اور ابن ناصر الدین دمشقی وغیرھم رضی اللہ عنہ اور حاکم کی حدیث جس کی اس نے تصحیح کی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے والدین کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں اپنے رب سے ان کے لیے جو کچھ مانگوں کا مجھے عطا فرمائیے گا جبکہ اس میں دن مقام محمود پر کھڑا ہوں گا۔
اس حدیث کے ذکر کے بعد علامہ سہیلی کے الفاظ یہ ہیں: پس اس حدیث پاک میں یہ اشارہ ہے کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر جلوہ گر ہو کر دونوں کی شفاعت فرمائیں گے۔
الیواقت والجواہر صفحہ 476، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور پاکستان

امام رازی کا عقیدہ:

یعنی حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین مشرک نہیں تھے بلکہ وہ دونوں توحید پر اور حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اجداد حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام تک توحید پر ہی تھے۔
المقامۃ السندیۃ فی النسبۃ المصطفویۃ صفحہ 9، ایمان والدین المصطفیٰ صفحہ 350

علامہ نبہانی کا عقیدہ:

اللہ تعالیٰ جل جلالہ حافظ الحدیث امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو تمام مسلمانوں کی طرف سے بہترین جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے کئی کتابیں اس موضوع پر لکھیں اور دلائل قاہرہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا جنتی ہونا ثابت کیا ہے اور جن لوگوں نے اپنی ضد اور تعصب اور جمود کی وجہ سے اس کے خلاف باتیں کی ہیں ان کی خوب خبر لی ہے۔

حجۃ اللہ علی العالمین جلد 1 صفحہ 658، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:۔

علماء متاخرین نے تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین مسلمان تھے بلکہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر حضرت آدم علیہ السلام تک سب آباء کرام واصحاب ذیشان کا مسلمان ہونا ثابت ہے......!

یہ وہ علم ہے جو علماء مقتدین پر پوشیدہ رہا لیکن اللہ تعالیٰ نے متاخرین پر یہ مسئلہ کھول دیا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے جس انعام کے ساتھ چاہے اپنے فضل سے خالص کر لیتا ہے۔

اشعۃ اللمعات جلد 2 صفحہ 927، فرید بکسٹال لاہور پاکستان

حضرت علامہ ڈاکٹر سید محمد علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

صحیح قول یہی ہے کہ سرکار کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے والدین کریمین اسلام پر تھے بڑے بڑے آئمہ کا یہی قول ہے۔

ذخائر محمدیہ صفحہ 60

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری لکھتے ہیں کہ:

وابویہ ففیۃ اقوال والاصح اسلامھما علی مااتفق علیہ الاجلہ من الامہ

آقا کریم علیہ السلام کے والدین کریمین کے ایمان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، قول مختار یہی ہے کہ وہ مسلمان تھے امت کے اکابر کا اس پر اتفاق ہے۔

شرح الشفاء جلد 1 صفحہ 201 ء مطبوعہ استنبول 1316ھ، جلد 1 صفحہ 605، دار الکتب العلمیہ بیروت، جلد 1 صفحہ 601، مطبوعہ مصر، جلد 1 صفحہ 603، النوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور

دوسرے مقام پر ملا علی قاری علیہ الرحمتہ الباری۔ مسئلہ ایمان والدین رسول پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

علماء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا زندہ ہو کر اسلام قبول کرنا بیان کیا ہے۔ یہی مختار ہے۔ جمہور علماء امت کی یہی رائے ہے۔

شرح الشفاء جلد 1 صفحہ 648 مطبوعہ استنبول بحوالہ ایمان والدین مصطفیٰ صفحہ 45 لاہور

نوٹ: ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ گرچہ پہلے ایمان والدین کے قائل نہیں تھے اور انہوں نے لکھا بھی ایسا ہی تھا لیکن چونکہ ان کی نیت صحیح تھی۔ عظیم محدث و شارح تھے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق ان کے شامل ہوئی تو ان کو اس مؤقف سے رجوع کی توفیق نصیب ہوئی۔ جیسا کہ آپ مندرجہ بالا شفاء شفریف کی شرح کا حوالہ پڑھا اور شرح شفاء علامہ علی قاری علیہ الرحمتہ الباری کی آخری تصانیف میں سے ہے اور ان کے رجوع کے اور بھی شواہد ہیں ملاحظہ ہو۔

ملا علی قاری کا رجوع:

علی بن سلطانالقاری فقد الخطاء وزل لایلیق ذالك له و نقل توبته عن ذالك فی قول المستحن

علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری نے اس مسئلہ میں خطا کھائی اور راہ راست سے پھسل گیا۔ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا اور قول مستحن میں اس نظریئے کی ان کی توبہ کرنا منقول ہے۔

حاشیہ نبراس صفحہ 526، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

ملا علی قاری پر علماء کی برہمی:

ملا علی قاری علیہ الرحمتہ الباری نے ایمان والدین کے خلاف نظریہ سے رجوع تو کرلیا تاہم علماء کرام نے علامہ علی قاری کے اس نظریئے پر سخت ردعمل کا اظہار کیا اور برہم ہوئے ملا علی قاری پر۔

چنانچہ قاضی برخودار ملتانی لکھتے ہیں کہ:۔

ملا علی نے ایک رسالہ مشتملہ براسات ادب والدین آنحضرت لکھا اگر یہ رسالہ نہ لکھا جاتا تو ان کی تالیفات وتصنیفات سے دینا بھر جاتی۔فقہیہ محمد مرعتشی، ملا علی قاری کے اس قول پر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا، ملا علی قاری پر تعجب ہے کہ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین ...... پر ایک رسالہ لکھا۔اس میں بڑے تکلف سے کام لیا اور بڑے عجیب وغریب جملے لکھے، ہوسکتا ہے ملا علی قاری کو سرسام ہوگیا ہو اور اس وجہ سے ان کی عقل میں خلل آگیا اور رسالہ لکھا مارا۔

ارشاد الغعی الی اسلام النبی صفحہ 18، زاویہ پبلشرز لاہور پاکستان

علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل کا ملا علی قاری نے اپنے رسالہ سے معارضہ کیا اور ثابت کرنے کی کوشش کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین...... تھے، ملا علی قاری کے استاذ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ ملا علی قاری چھت سے گرا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا اور آواز آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کی اہانت کی یہ سزا ہے تو وہی ہوا جو انہوں نے دیکھا تھا۔

النبراس صفحہ 526، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

علامہ پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

تعجب ہے کہ ملا علی قاری پر کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کی تکفیر پر ایک رسالہ لکھا اور اس میں سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بہت

نازیبا الفاظ استعمال کیے، جب یہ رسالہ ان کے استاذ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس سے اس کے رد میں ایک بہت بڑا رسالہ تحریر کیا اور اس میں لکھا ہے کہ میں نے خواب دیکھا کہ ملا علی قاری ایک چھت پر بیٹھا ہے اور بڑا عجیب لگ رہا ہے۔

پھر میں دیکھتا ہوں کہ وہ چھت سے نیچے گر پڑتا ہے اور اس کا پاؤں ٹوٹ جاتا ہے اور وہ مر جاتا ہے میں نے اس کے گرنے کا سبب پوچھا تو جواب آیا کہ اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کی جان بوجھ کر توہین کی ہے (اور پھر ملا علی قاری کے ساتھ ایسا ہی ہوا کہ چھت سے گرے اور ان کا پاؤں ٹوٹ گیا)

اس واقعہ کو ابن حجر مکی کی کرامات سے شمار کیا جاتا ہے کیونکہ جو کچھ واقعہ ہونے والا تھا اسکو انہوں نے پہلے دیکھ لیا اور جس طرح بتایا ویسے ہی ہوا۔

مرام الکلام فی عقائد الاسلام صفحہ 62

علامہ آلوسی کا سخت نوٹس:

مفسر قرآن، علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تو بہت یہ زیادہ ناراض اور برہم ہوئے ملا علی قاری پر اور انتہائی پر جلال الفاظ میں لکھتے ہیں کہ:۔

وانا اخشی الکفر علی من یقول فیھما رضی اللہ عنھما علی رغم الف علی القاری واضر ابہ ذالک

اور میں (محمود آلوسی) تو اس شخص کے بارے میں کفر کا خوف رکھتا ہوں جو حضور اکرام صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان کے خلاف عقیدہ رکھتا ہو جیسا کہ ملا علی قاری اور ان ہم مشرب علماء کا ہے۔

تفسیر روح المعالی جلد 19 جلد 184، مکتبہ رشیدیہ

عبدالحیٔ لکھنوی صاحب نے بھی اپنے غم اور برہمی کا اظہار کیا ہے ملا علی قاری پر ملاحظہ ہو۔ حاشیہ موطا امام محمد

بہر حال حضرت علامہ قاری علیہ رحمتہ الباری علماء احناف میں سے بہت بڑے عالم مصنف اور شارح ہوئے ہیں۔ ان کی تصنیفات و شروحات میں آقا کریم علیہ السلام سے بے پناہ محبت و عقیدت اور عشق رسول کی جھلک نظر آتی ہے ان کی خدمات بہت وسیع ہے۔

قرآن کریم کی تفسیر، شرح مشکوٰۃ، شرح مسند امام اعظم، شرح فقہ اکبر، شرح قصیدہ بردہ، شرح حصن حصین وغیرہ کے ساتھ ساتھ تاجدار بغداد شاہ جیلان، محبوب سبحانی، قطب ربانی، قندیل نورانی، شہباز الامکانی غوث صمدانی، قطب الاقطاب، فرد الافراد، غوث الاغیاث، سرتاج الاولیاء، شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی المعروف حضرت سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور بھی نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

یقیناً انہی باقیات الصالحات کی برکات کی وجہ سے آپ مسئلہ ایمان والدین سے رجوع کی توفیق نصیب ہوئی۔

جو غلطی ان سے ہوئی اس کی سزا ان کو دنیا میں مل گئی جو کہ ایک تنبیہ تھی قدرت کی، شائد اسی لیے وہ خبردار ہو گئے ہوں اور رجوع کر لیا ہو لیکن جس طرح سے ان کا موقف مشہور ہوا، اس طرح ان کی توبہ و رجوع مشہور نہ ہو سکی۔ اس لیے تو علامہ آلوسی رحمتہ اللہ علیہ نے اتنا سخت ایکشن لیا ان کا کیونکہ ان کو رجوع و توبہ معلوم نہ تھی۔

بہر حال اللہ کریم ان کی غلطی سے درگزر فرمائے اور ان کی توبہ کو بھی مشہور فرمائے تاکہ ایک عظیم عالم و محدث کے متعلق بدظنی ختم ہو جائے اور ہمیں ہمیشہ اس نظریہ قائم و دائم رکھے کہ

حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین موحد و مومن تھے اور سرکار کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کو معجزانہ طور پر زندہ کیا اور تفاصیل ایمان کو قبول کیا اور اس دنیا سے کامل الایمان ہو کر دوبارہ عالم برزخ یعنی اپنے اپنے مزارات کی مراجعت فرما گئے۔

ہمارا ارادہ تو نہیں تھا کہ ملا علی قاری کے ابحاث کو اس کتاب میں لانے کا لیکن جب ان کی مایہ ناز کتاب شرح شفا کا حوالہ دیا تو ضمناً اور تکمیل اور بعد میں پیدا ہونے والے سوال کے لیے چند باتیں درج کیں ہیں۔ باقی جو ملا علی قاری نے اپنے غلط مؤقف کو ثابت کرنے کے لیے دلائل دیئے تھے اور اعتراضات کیے تھے علماء نے ان کا تفصیلی جواب لکھا ہے ملاحظہ ہو۔

نور العینین فی ایمان آباء سید الکونین صفحہ 93 تا 58 فرید بکسٹال لاہور

تبیان القرآن جلد 8 صفحہ 510 تا 508، فرید بکسٹال لاہور

تائید ربانی:

امام اہلسنّت، کشتۂ عشق رسول، مجدد دین وملت، حامی اہلسنّت، ماحی بدعت سید اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت ہی ایمان افروز اور فکر انگیز واقعہ نقل کرتے ہیں کہ:۔

سید شریف مصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ:۔

ایک عالم دین کو اس مسئلہ میں تردد تھا کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین جنتی ہیں یا نہیں، ان کا یہ تردّد و جمود جانے اور ٹوٹنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا، ایک دن اسی تردد میں مطالعہ کرتے کرتے چراغ پر جھلک اور بدن جل گیا۔ صبح ہوئی تو ایک (فوجی) لشکری آیا اور دعوت کی درخواست کی کہ میرے ہاں آپ کی ہے۔

عالم دین گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہے تھے ایک سبزی فروش اپنی دکان کے سامن ترازو اور باٹ لیے بیٹھا تھا، اس لیے اٹھ کر گھوڑے کی لگام پکڑ کر شعر پڑھنا شروع کر دیئے جو کہ یہ ہیں۔

امنت ان ابا النبی وامه احیا هما الحی القدیر الباری

حتی لقد شهدا له برساله صدق فذاك کرامه المختار

وبه الحدیث و من یقول بضعفه فهو الضعیف عن الحقیقه عار

یعنی میں ایمان لایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو اس حی وقیوم قادر مطلق نے زندہ کیا۔

یہاں تک کہ انہوں نے آقا کریم علیہ السلام کی رسالت کی گواہی دی۔ اے شخص اس کی تصدیق کر یہ احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز وکرام کے لیے ہے اور اس بارے میں حدیث آئی ہے جو اسے ضعیف بتائے وہ آپ ہی ضعیف اور علم حقیقت سے خالی ہے۔ یہ اشعار سنا کر اس سبزی والے نے اُن عالم دین سے فرمایا: اے شیخ!

انہیں لے اور نہ رات کو جاگ اور نہ اپنی جان کو فکر میں ڈال کر تجھے چراغ جلا دے۔

یہی وہ علم ہے علم لدنی جس کو کہتے ہیں۔ یہی وہ غیب ہے کہ علم غیب سنی جس کو کہتے ہیں:

اور ہاں، جہاں جا رہا تھا وہاں نہ جا، کہ لقمہ حرام کھانا پڑے۔

ان کے فرمانے سے وہ عالم دین بے خود ہو کر رہ گئے، پھر انہیں تلاش کیا پر وہ نہ ملے، دکانداروں سے پوچھا کہ یہاں ایک سبزی والا تھا کسی نے دیکھا؟ سب بازار والے بولے حضرت!

یہاں تو کوئی سبزی والا بیٹھتا ہی نہیں، وہ عالم دین اس ربانی ہادی غیب کی ہدایت ونصیحت سن کر اپنے مکان پر واپس تشریف لے آئے اور دعوت کھانے نہ گئے۔

حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار جلد 2 صفحہ 81 مکتبہ عربیہ کوئٹہ

اے شخص! یہ عالم، علم کی برکت سے نظر عنائیت سے مشرف تھے کہ احکم الحاکمین نے غیب سے کسی ولی کو بھیج کر ان کی ہدایت کے لیے سامان کر دیا کہ خوف کر کہیں اس سوچ وبچار اور حیرت میں پڑ کر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء کا سبب نہ بن جانا کہیں ایسا نہ ہو کہ بڑی آگ کا منہ دیکھنا پڑے۔

مندرجہ بالا واقعہ سے نہ صرف والدین مصطفیٰ صاحب ایمان ہونے اور زندہ ہو کر

ایمان لانے پر روشنی پڑتی ہے بلکہ اس واقعہ سے اس بات کی تائید بھی ہوتی ہے کہ والدین مصطفیٰ غیر معذب ہیں۔

یعنی صرف مومن ہی نہیں بلکہ ان کو عذاب بھی نہیں ہوگا اور وہ جنتی ہیں۔ قرآن وسنت سے بھی اس کی تائید ہوئی ہے۔ والدین رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر معذب اور جنتی ہونے پر دلائل ملاحظہ فرمائے ہوں۔

دلیل نمبر 1:

آقا کریم علیہ السلام کے والدین کریمین کا انتقال زمانہ فترت میں ہوا اور بعث سے قبل فوت ہونے والوں کو عذاب نہیں ہوگا۔

زمانۂ فترت کی تعریف:

حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کو جب زندہ آسمانوں پر اٹھالیا گیا۔ انجیل میں بھی تحریف کردی گئی۔

اس وقت سے لے کر جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعث تک کوئی اور شریعت نہیں آئی۔ اس دوران صرف بت پرستی سے دور رہنا ہی نجات کے لیے کافی تھا، یہ درمیانی زمانہ فترت کا زمانہ کہلاتا ہے۔

اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین نہ صرف بت پرستی سے بچے ہوئے تھے بلکہ مومن تھے، کفر شرک سے پاک تھے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ماننے والے تھے اور دین ابراہیمی پر قائم تھے۔ اگرچہ تفصیلی طور پر شریعت مصطفیٰ کا نزول بعد میں ہوا لیکن اس کے اصول بھی دین ابراہیمی پر قائم ہیں دین ابراہیمی پر قائم رہنے کی وجہ سے ہی وہ جنتی ہیں۔

والدین مصطفیٰ کا زمانہ فترت کا زمانہ تھا۔ اس لیے وہ غیر معذب ہیں چنانچہ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:۔

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ۝

یہ اس لیے کہ تیرا رب بستیوں کو ظلم سے تباہ نہیں کرتا کہ ان کے لوگ بے خبر ہوں۔

پارہ 8 سورۃ الانعام آیت 131

وَلَوْلَاۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۝

اور اگر نہ ہوتا تو کبھی پہنچتی انہیں کوئی مصیبت اس کے بعد جو ان کے ہاتھ نے آگے بھیجا تو کہتے: اے ہمارے ربّ تو نے کیوں نہ بھیجا ہماری طرف کوئی رسول کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے۔

پارہ 20 سورۃ القصص آیت 47

وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى۝

اگر ہم کسی کو ہلاک کر دیتے عذاب سے رسول کے آنے سے پہلے، تو ضرور کہتے، اے ہمارے ربّ تو ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں پر چلتے قبل اس کے ذلیل ورسوا ہوئے۔

پارہ 16 سورۃ طٰہٰ آیت 134

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَاۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰۤى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ۝

اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا، جب تک ان کے اصل مرکز میں رسول نہ بھیجے جو ان پر ہماری آیتیں پڑھے۔

پارہ 20 سور، القصص آیت 59

وَمَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ۝

اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی جسے ڈر سنانے والے نہ ہوں۔

پارہ 19 سورۃ الشعرا آیت 208

ان آیات طیبات سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں کی طرف کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا یعنی زمانہ فترت کے لوگ ان کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔

حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو نہ تو پہلے انبیاء کرام کی دعوت پہنچی اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچی کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آقا کریم علیہ السلام کے درمیان تقریباً چھ سو سال کا زمانہ پایا گیا ہے۔

اس وقت روئے زمین پر مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں جہالت کا دور دورہ تھا۔ صرف چند لوگ اہل کتاب کے اہل علم ملک شام میں تھے۔ ان کو بھی آقا کریم علیہ السلام کے والدین نہ پا سکے کیونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جوانی میں تقریباً اٹھارہ سال کی عمر شریف میں وصال فرما چکے تھے اور انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بعث بھی نہ پایا کیونکہ ان کا وصال آقاء کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قبل ہو گیا اور حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا جب وصال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چھ سال تھی۔

تو معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو عذاب نہیں دیا جائے گا کیونکہ وہ مومن وموحد واصحاب فترت میں سے تھے اور جنتی ہیں۔

مقام محمود اور والدین مصطفیٰ:

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن جن کی شفاعت سب سے پہلے کروں گا وہ میرے اہل بیت ہوں گے پھر جوان کے قریب......!

مسند الفردوس جلد 1 صفحہ 23 رقم الحدیث 29، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

المعجم الکبیر جلد 6 صفحہ 242 رقم الحدیث 13374، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مجمع الزوائد جلد 12 صفحہ 503 رقم الحدیث 18537، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

کنز العمال جلد 12 صفحہ 44 رقم الحدیث 34140، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

ذخائر العقبیٰ جلد 1 صفحہ 88، انتشارت کلمۃ الحق، قم، ایران

الجامع الصغیر صفحہ 168 رقم الحدیث 2830، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الصواعق المحرقہ صفحہ 481، اکبر بک سیلرز لاہور پاکستان

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سالت ربی ان لایدخل النار احدامن اهل بتتی فاعطانی ذلك

میں نے اپنے رب سے سے عرض کیا کہ (مولا) میری اہل بیت میں سے کوئی بھی آگ میں نہ جائے پس اللہ تعالیٰ عزوجل نے مجھے یہ بھی عطا فرمادیا۔

کنز العمال جلد 12 صفحہ 44 رقم الحدیث 34144، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مسند الفردوس جلد 2 صفحہ 310 رقم الحدیث 3403، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

ذخائر العقبیٰ جلد 1 صفحہ 87، انتشارات کلمۃ الحق، قم، ایران

الجامع الصغیر صفحہ 282 رقم الحدیث 4605، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

سبل الہدی والرشاد جلد 1 صفحہ 253، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

سبل الہدی والرشاد جلد 11 صفحہ 11، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے کوئی بھی آگ میں نہیں جائے گا اور آقاء کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے اپنے اہل بیت کی شفاعت بھی فرمائیں گے۔

اور جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین بلاشک وشبہ آپ کے اہل بیت ہیں اور وہ آگ میں نہیں بلکہ جنت کے باغ میں جلوہ گر ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:۔

ایک دفعہ جب نبی کل عالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے والدین کے بارے

میں سوال کیا گیا تو ارشاد فرمایا:

سالتهما ربی فیقطیی فیهما وانی لقائم یومئذ المقام المحمود

جس دن میں مقام محمود پر جلوہ گر ہوں گا اس دن میں ان کے لیے جو بھی مانگوں گا اللہ مجھے عطا فرمائے گا۔

مستدرک حاکم جلد 2 صفحہ 396 رقم الحدیث 3385، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

المعجم الاوسط جلد 2 صفحہ 71 رقم الحدیث 2559، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 425، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جان کائنات مقام محمود پر جلوہ گر ہوا اپنے ربّ عزوجل سے اپنے والدین کے لیے سوال کریں گے۔ اب دیکھتے ہیں کہ مقام محمود کیا ہے؟

مقام محمود کیا ہے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:۔

روز قیامت لوگ گروہ کی شکل میں اپنے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: حضور! ہماری شفاعت فرمائیے۔

یہاں تک کہ شفاعت کی بات چلتے چلتے بارگاہ مصطفیٰ میں آئے گی۔

فذلك یوم یبعته الله المقام المحمود......

اس روز اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔

صحیح بخاری جلد 2 صفحہ 871 رقم الحدیث 4718، فرید بک سٹال لاہور

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 137، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 134، عبد التواب اکیڈمی ملتان

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 339، مکتبہ نبویہ لاہور

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ

عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقام محمود کے متعلق سوال کیا گیا تو آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

هی الشفاعة

یہ مقام شفاعت ہے۔

سنن الترمذی صفحہ 724 رقم الحدیث 3137، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 138، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر قرطبی جلد 10 صفحہ 20، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 134، عبد التواب اکیڈمی ملتان

تفسیر در منثور جلد 4 صفحہ 517، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

تفسیر مظہری جلد 5 صفحہ 564، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 330، مکتبہ نبویہ لاہور

حضرت سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن لوگ اکٹھے کیے جائیں گے تو میں اپنی امت کیساتھ ایک ٹیلے پر ہوں گا۔

ویکسونی ربی حله خضراء..........

اور میرا رب عزوجل مجھے سبز حلہ پہنچائے گا......

پھر مجھے شفاعت کی اجازت مل جائے گی۔

فذلك المقام المحمود......

پس وہی مقام محمود ہوگا......

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 138، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 134، عبد التواب اکیڈمی ملتان

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 330، مکتبہ نبویہ لاہور

حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی، حبر الامہ، مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مقام محمود کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

ان يقيمك ربك مقاما محمودا مقام الشفاعة.........

جب آپ کا رب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود یعنی مقام شفاعت پر کھڑا کرے گا......

يحمدك الاولون و الاخرون.........

جہاں اولین وآخرین سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وستائش میں رطب اللسان ہوں گے......

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس صفحہ 304، دار الکتب العلمیہ بیروت وقدیمی کتب خانہ

امام عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وهو مقام الشفاعة عندالجمهور......

جمہور علماء کے نزدیک مقام محمود، مقام شفاعت ہے......

تفسیر مدارک التنزیل جلد 1 صفحہ 725، قدیمی کتب خانہ کراچی پاکستان

امام اجل، عارف کامل علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911ء لکھتے ہیں:

يحمدك فيه الاولون والاخرون وهو مقام الشفاعة......

جہاں اولین وآخرین سب کے سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وثناء میں مصروف ہوں گے، وہ مقام شفاعت ہوگا۔

تفسیر جلالین صفحہ 237، مکتبہ المیزان لاہور پاکستان

عظیم تابعی، حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مقام محمود، مقام شفاعت ہے۔

تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 98، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

دیوبندی مسلک کے عالم دین اور شیخ الاسلام جناب شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ:۔

مقام محمود، شفاعت عظمیٰ کا مقام ہے جب کوئی پیغمبر نہ بول سکے گا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے عرض کر کے خلقت کو تکلیف سے چھڑائیں گے۔ اس وقت ہر شخص کی زبان پر آپ کی تعریف ہوگی اور حق تعالیٰ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرے گا۔ گویا شان محمدیت کا پورا پورا ظہور ہوگا۔

مقام محمود کی یہ تفسیر صحیح حدیثوں میں آتی ہے۔

تفسیر عثمانی جلد 1 صفحہ 636، مکتبۃ البشریٰ کراچی پاکستان

مندرجہ بالا تحقیق وحوالہ جات سے معلوم ہوا کہ بروز قیامت آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مقام محمود پر جلوہ افروز ہوں گے اور مقام محمود مقام شفاعت ہے یعنی آقا کریم علیہ السلام مقام محمود پر کھڑے شفاعت فرما رہے ہوں گے اور فرمایا کہ اس وقت میں اپنے والدین کے لیے جو مانگوں گا میرا رب مجھے عطا فرمائے گا۔ اب جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والدین کریمین کے لیے کیا مانگیں گے؟

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ جانے کی بات کریں گے کہ اے اللہ انہیں دوزخ میں بھیج دے کیا وہ ان کے بارے میں یوں عرض کرے گے، اے اللہ انہوں نے کسی نبی کی بعثت کا زمانہ نہیں پایا۔

ان کے پاس تفصیلی دین پہنچانے والا کوئی نہیں تھا، اس لیے تو اب انہیں عذاب میں گرفتار کر، کیا یہی ہوگا؟

اور اگر یہ سوالات نہیں ہوں گے اور یقیناً نہیں ہوں گے تو پھر بات واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بروز حشر اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کریں گے کہ مولا! انہیں جنت تو تُو پہلے ہی عطا فرما چکا ہے اب ان کے درجات کو اور بھی بلند فرما۔

اس روز اللہ کریم آپ کی یہ عرض قبول فرمائے گا۔ بس یہی ہوگا۔

کیونکہ مقام شفاعت جو ہے اور مقام شفاعت پر کھڑے ہو کر شفاعت ہی فرمائیں گے اور کیا۔ پڑھیے حدیث شریف جو کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ فرمایا مصطفیٰ کریم علیہ السلام نے:۔

اذ كان يوم القيمه شفعت لابى وامى

جب قیامت کا دن ہوگا تو میں اپنے والدین کی شفاعت کروں گا۔

سبل الہدیٰ والرشاد جلد 1 صفحہ 253، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

آپ کا یہ شفاعت فرمانا، والدین کے صاحب ایمان ہونے، غیر معذب ہوئے، جنتی ہونے اور درجات کے بلند ہونے کی دلیل ہے کیونکہ کفار و مشرکین کے لیے دعا سے قرآن روک چکا ہے پھر بروز حشر شفاعت کیسی، لہٰذا یہ شفاعت بلندی درجات کے لیے ہوگی۔

ایک تفسیری نکتہ:

خالق مصطفیٰ جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝

اور قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

پارہ 30 سورۃ الضحیٰ آیت 5

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور نبی کریم، شفیع المذنبین، اکرم الاولین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لأ رضى قط و واحد من امتى فى النار..........

جب تک میرا ایک بھی امتی جہنم میں رہے گا میں ہرگز راضی نہیں ہوگا۔

تفسیر مدارک التنزیل جلد 2 صفحہ 814، قدیمی کتب خانہ کراچی

تفسیر قرطبی، جلد 20 صفحہ 65، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 1022، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

تفسیر روح المعانی جلد 30 صفحہ 529، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

تفسیر عزیزی جلد 4 صفحہ 414، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور

تفسیر عثمانی جلد 2 صفحہ 1275، مکتبۃ البشریٰ کراچی

تفسیر معارف القرآن جلد 8 صفحہ 766، ادارۃ المعارف کراچی

سیّدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کیا خوب فرماتے ہیں:

حرز جان ذکر شفاعت کیجئے نار سے بچنے کی صورت کیجئے

ہم تمہارے ہو کے کس کے پاس جائیں صدقہ شہزادوں کا رحمت کیجئے

جو کریم آقا علیہ السلام اپنے ایک امتی کے جہنم میں رہنے پر ہرگز راضی نہیں ہوں گے تو سوچو کیا وہ اس بات پر راضی ہو جائیں گے کہ (نعوذ باللہ) کے والدین آگ میں جائیں؟

لہٰذا معلوم ہوا کہ والدین مصطفیٰ جنتی ہیں اور شفاعت مصطفیٰ سے اعلیٰ مقام جنت حاصل کریں گے۔

دوسرا نکتہ:

حضرت سید علی المرتضیٰ، شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور شاہِ خوبان، سرورِ سروراں، حامئ بے کساں، شہنشاہ مرسلاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

میں اپنی امت کے لیے شفاعت کرتا رہوں گا۔

حتّٰی ینادی ربی......

حتی کہ میرا رب مجھے ندا فرمائے گا

ارضیت یامحمد......

اے محبوب! کیا آپ راضی ہو گئے ہیں؟......

فاقول نعم یا رب رضیت..........

میں عرض کروں گا، ہاں یا اللہ! میں راضی ہو گیا ہوں۔

تفسیر روح المعانی جلد 30 صفحہ 529، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

اشعۃ اللمعات جلد 6 صفحہ 542، فرید بک سٹال لاہور

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ آقا کریم علیہ السلام کی شفاعت کا یہ عالم ہو گا کہ شفاعت فرماتے رہیں گے فرماتے رہیں گے یہاں تک کہ راضی ہو جائیں گے۔

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا آقا کریم علیہ السلام اپنے والدین کی شفاعت کیے بغیر ہی راضی ہو جائیں گے؟ اور اگر نہیں تو ماننا پڑے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والدین کی شفاعت فرمائیں گے اور آپ کا شفاعت کرنا ہی ان کے ایمان کی دلیل بھی ہے اور جنتی ہونے کی بھی

پیش حق مژدہ شفاعت کا سنائے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدو، جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

تیسرا نکتہ:

عطائے رسول فی الہند، محقق علی اطلاق، عاشق رسول، فنافی الرسول، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

ایک روز حضور شاہ خوباں صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نور نظر و لخت جگر، شہزادی کونین، سیدۃ نساء العالمین، اُمّ الحسنین، سیّدہ خاتون جنت، جناب سیّدہ طیبہ طاہرہ عابدہ زاہدہ مخدومۂ کائنات، سیّدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے کاشانہ اقدس پر تشریف لے گئے، کیا دیکھا کہ سیّدہ پاک رضی اللہ عنہا تنور میں روٹیاں لگا رہی ہیں۔

آگ کی تپش کی وجہ سے سیّدہ پاک کا جسم اطہر گرم ہو گیا۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے چاہا کیوں نہ میں دو چار روٹیاں لگا دوں تو جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہزادی پاک کی شفقت کے لیے دو چار روٹیاں اپنے مبارک ہاتھ سے لگا دیں کچھ دیر کے بعد جب سیّدہ خاتون قیامت رضی اللہ عنہا نے روٹیاں اتاریں تو حیران رہ گئیں کہ جو مبارک روٹیاں جناب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے لگائیں تھی وہ اسی طرح کچی تھیں آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر بارگاہ نبوت میں کیا اور حیرانگی کا اظہار کیا تو اس پر حضور نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! حیران ہونے کی ضرورت نہیں، ان روٹیوں کو میرے ہاتھ نے چھوا ہے، اور جس چیز کو ہمارے ہاتھ سے لگنے کا شرف حاصل ہو جائے اس پر آگ اثر نہیں کرتی (سبحان اللہ)

مدارج النبوت جلد 2 صفحہ 405، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

قربان جائیں کیا شان ہے لجپال آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دست انور کی سید اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:۔

ہے لب عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں
بے نواؤں کی نگاہیں ہیں کہاں تحریر دست
رہ گئیں جو پا کے دلا یزالی ہاتھ میں
کیا لکیروں میں ید اللہ خط سرو آسا لکھا
راہ یوں اس راز لکھنے کی نکالی ہاتھ نے
سایہ افگن سر پر ہو پرچم الٰہی جھوم کر
جب لواء الحمد ے امت کا والی ہاتھ میں
اپنا شرف دعا سے ہے باقی رہا قبول
یہ جانیں گے ان کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے

قارئین! غور فرمائیں کہ جس روٹی کو کائنات کے والی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے نسبت ہو جائے بلکہ یوں کہوں گا کہ جس روٹی کو چند سیکنڈ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں رہنے کا شرف حاصل ہو جائے گا اس پر آگ اثر نہ کرے اور جس پشت پر نور محمدی رہا، جو شکم اطہر میں نو ماہ وجود مصطفیٰ کا ٹھکانہ رہا، جس گود میں میرے آقا آرام فرما ہے جس والدین کا خون میرے آقا کے جسم مقدس میں ہے۔

وہ والدین کیسے دوزخی اور جہنمی ہو سکتے ہیں؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا دستر خوان:

خادم رسول حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک دفعہ مہمان آئے، جب ان کو کھانا کھانے لگے تو آپ رضی اللہ عنہ نے صاف کرنے کے ارادہ سے دستر خوان کو جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا، چند لمحوں کے بعد نکالا تو بالکل صاف شفاف تھا۔ انہوں نے پوچھا، انس یہ کیا ہے؟ اور یہ دستر خوان جلا کیوں نہیں؟

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ایک دفعہ آقا کریم علیہ السلام نے اس دستر خوان سے ہاتھ مبارک صاف کیے تھے۔ اس دن کے بعد جب ہم اس کو صاف کرنے کا ارادہ کرتے تو میں اسے آگ میں ڈال دیتا ہوں کیونکہ جو چیز انبیاء علیہ السلام کے جسم اقدس سے مس ہو جائے اس پر آگ اثر نہیں کرتی۔

کفایۃ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب جلد 2 صفحہ 134، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

جو کپڑا میرے کریم آقا علیہ السلام کے جسم اطہر سے چھو جائے اسے تو آگ نہ جلائے اور جس شکم مقدس میں میرا نبی آرام فرما رہا اس ماں کا کیا مقام ہوگا اور جس پشت میں نور محمدی جلوہ گر رہا اس باپ کی کیا شان ہوگی اور وہ کیونکر دوزخی ہوں گے اور کیونکر آگ ان پر اثر کرے گی؟

جنتی جانور:

مفسر قرآن علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:۔

جناب مقاتل سے مروی ہے کہ حیوانات میں سے دس جانور جنت میں داخل ہوں گے۔

(1) حضرت سیّدنا صالح علیہ السلام کی اونٹنی، (2) ابراہیم علیہ السلام کا بچھڑا، (3) اسماعیل علیہ السلام کا دنبہ، (4) موسیٰ علیہ السلام کی گائے، (5) یونس علیہ السلام کی مچھلی، (6) عزیر علیہ السلام کا دراز گوش، (7) سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی، (8) بلقیس کا ہدہد، (9) اصحاب کہف کا کتا، (10) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی، ان تمام جانوروں کو مینڈھے کی شکل میں جنت میں داخل کیا جائے گا۔

مشکوٰۃ الانوار میں یہ لکھا ہے، شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:۔

اصحاب کہف کے کتے کو چند دن نیک مردوں کی صحبت میسر آئی تو وہ نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں جائے گا۔

تفسیر روح المعانی جلد 5 صفحہ 236، مطبوعہ بیروت

ان جانداروں اور حیوانات کے دخول جنت کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ساتھ نسبت اور تعلق کی بنا پر انہیں یہ شرف دیا گیا۔ جب ہم ان میں سے ہر ایک تعلق اور نسبت پر غور کرتے ہیں تو وہ سارے اسباب وتعلقات سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے والدین کریمین موجود ہیں، ایک طرف وہ جانور اور نسبت انبیاء کرام سے، اور ادھر والدین کریمین اور نسبت سید الانبیاء سے۔

جب وہ جانور صرف انبیاء کی نسبت کی بنا پر جنت جاسکتے ہیں تو والدین کریمین بھی سید الانبیاء اور نبی االانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کی بنا پر جنت میں جاسکتے ہیں فرق ذہن میں رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین میں اور خوبی نہ بھی ہوتی تو بھی وہ جنتی تھے لیکن اس کے ساتھ ایمان وتوحید اور دین ابراہیمی کے بچے کھچے احکامات پر پابند تھے لٰہذا وہ صرف جنت میں ہی نہیں بلکہ جنت کے اعلیٰ درجات میں جلوہ افروز ہوں گے۔

نور العنین صفحہ 426-427، فرید بک سٹال لاہور

چوتھا نکتہ:

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ اپنے والدین سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے قرآن کریم پڑھا اور اس کے احکامات پر عمل کیا تو قیامت کے دن اس کے والدین کو ایک ایسا تاج پہنچایا جائے گا جس کا نور سورج کے نور سے بھی زیادہ ہوگا اور سورج کا نور اتنا ہو کہ تمہارے گھر میں موجود ہو (یعنی سورج اگر تمہارے گھر آجائے تو جتنا اس کا نور ہوگا اس سے بھی زیادہ نور اس تاج کا ہوگا جس نے قرآن پاک پڑھ کر عمل کیا ہوگا)

مستدرک حاکم جلد 1 صفحہ 756 رقم الحدیث 2085، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مجمع الزوائد جلد 7 صفحہ 242 رقم الحدیث 11643، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مسند احمد جلد 9 صفحہ 411 رقم الحدیث 15582، دار الحدیث قاہرہ مصر

سنن ابوداؤد جلد 2 صفحہ 97 رقم الحدیث 1453، دار المعرفہ بیروت

مشکوٰۃ المصابیح جلد 1 صفحہ 393 رقم الحدیث 2133، دار التوافیقیہ للتراث قاہرہ مصر۔

قرآن کریم حفظ کرنے والے کے والدین جنت میں اوور بیش قیمت جوڑے پہنیں، قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنے والے کے والدین کو ایسا تاج پہنچایا جائے گا جس کی روشنی میں دنیا کا سورج بھی مقابلہ نہ کر سکے تو کیا وجہ ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن کے سینہ اقدس پر قرآن نازل ہوا۔

جن کی بدولت قرآن کریم ہم تک پہنچا۔ آپ کے والدین ان پوشاکوں اور ان تاجوں سے محروم رہیں؟ بلکہ جنت ہی سے محروم رہیں؟ اس لیے ماننا پڑے گا کہ اگر عام حافظ کے والدین کے ساتھ اللہ تعالیٰ یہ سلوک کرے گا تو اپنے محبوب کریم علیہ السلام کے والدین کے ساتھ ان سے کہیں بہتر سلوک کرے گا۔

عام حافظوں کے والدین سے کئی گناہ زیادہ اجر و ثواب عطا فرمائے گا کیونکہ انہوں

نے صرف قرآن یاد کیا اور آقا کریم علیہ السلام پر قرآن نازل ہوا۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ عام لوگوں نے خود یا کسی دندیا کے استاد کے پاس قرآن یاد کیا اور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن خود رب کریم نے پڑھایا بھی اور سکھایا بھی اور یاد کرایا بھی۔ لہٰذا یہ حدیث بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو جنتی تسلیم کیا جائے۔

پانچوں نکتہ:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

جس نے قرآن کریم پڑھ لیا اور حفظ کیا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کے گھر والوں میں سے دس آدمیوں کے متعلق شفاعت قبول فرمائے گا ایسے دس آدمی جن پر جہنم لازم ہو چکا ہوگا۔

جامع ترمذی صفحہ 675 رقم الحدیث 2905، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

سنن ابن ماجہ جلد 1 صفحہ 87 رقم الحدیث 216، فرید بک سٹال لاہور

جو قرآن پڑھے اور حفظ کرے وہ جنت بھی جائے اور اپنے گھر میں دس افراد کی شفاعت بھی کرے، تو جن کی ذات پر قرآن کا نزول ہوا وہ کتنے لوگوں کی شفاعت کریں گے اور کتنے گھر والوں کی شفاعت فرمائیں گے اور گھر والوں میں سے سب سے قبل انسان کے والدین ہوتے ہیں اور یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کریم والدین کی شفاعت بھی فرمائیں گے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور دلائل عرض کیے جا چکے ہیں۔

ایمان افروز واقعہ:

شیخ احمد بن احمد بن سلامہ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1069 لکھتے ہیں: ایک قاضی فوت ہو گیا، اس کی بیوی حاملہ تھی، قاضی کی وفات کے بعد اس ہاں لڑکا پیدا ہوا، جب وہ لڑکا بڑا ہوا اور پڑھنے کے قابل ہوا تو اس کی والدہ نے اسے مدرسے میں

بھیجا، استاد نے بچے کو پڑھایا:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قاضی جو کہ قبر میں مبتلائے عذاب تھا، اللہ کریم نے اس کا عذاب اٹھالیا اور جناب روح الامین علیہ السلام سے فرمایا:

اے جبریل: ہماری رحمت یہ گوارا نہیں کرتی کہ جس کا لڑکا ہمارا ذکر کرے اس کا باپ ہمارے عذاب میں رہے تو اس کے پاس جاؤ اور اس لڑکے کو مبارک باد دو۔ چنانچہ جناب جبریل امین علیہ السلام تشریف لے گئے اور لڑکے کو مبارک باد فرمائی۔

نوادر القلیوبی صفحہ 66۔ مطبوعہ لاہور۔

لمحہ فکریہ:

جو لڑکا بسم اللہ شریف پڑھے اس کا یہ مقام کہ اس کا والد بخشا جائے اور جن کے شہزادے نے ساری دنیا کو بسم اللہ پڑھائی اور جن کے لخت جگر پر بسم اللہ نازل ہوئی، سوچو! ان والدین کا کیا مقام ہوگا۔

مندرجہ بالا تحقیق و تفصیل و دلائل و فضائل و ارشادات و نکات سے معلوم ہوا کہ ہمارے لجپال آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین مؤحد و مومن، غیر معذب اور جنتی ہیں۔

آخر میں ہم علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز اور ہمارے عقیدے کا ترجمان جملہ نذر قارئین کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

والذی نقطع انه فی الجنة

ہمیں اس پر قطعی یقین ہے کہ والدین مصطفیٰ جنتی ہیں۔

سراج منیر شرح جامع الصغیر جلد 2 صفحہ 233۔

بچو، ایذائے رسول سے بچو:

امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

ہمیں ہرگز زیب نہیں دیتا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے کفر کا قول کریں کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات......

زندہ لوگوں کو ان کے مردوں کی وجہ سے اذیت نہ دو۔

(یعنی مردوں کے بارے میں ایسی باتیں نہ کرو جس سے ان کے زندہ رشتہ دار اذیت میں مبتلا ہوں)۔

قاضی ابوبکر مالکی کا فتویٰ:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین میں سے ایک عظیم امام جناب قاضی ابوبکر مالکی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا جو شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے دوزخی ہونے کا (نعوذ باللہ) قول کرتا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

تو قاضی ابوبکر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت خوبصورت جواب دیا، فرمایا کہ:۔

فاجاب بانه ملعون یقوله تعالیٰ ان الذین یو ذون اللہ ورسوله لقتهنم اللہ فی الدنیا والاخره و اعدلهم عذابا فهنا، ولا اذی اعظم من ان یقول ابواه فی النار ۔

تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ ملعون ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اللہ نے ان کو رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اور سرکار علیہ السلام کے لیے اس سے بڑھ کر اذیت دینے والی بات کیا ہوگی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو دوزخی کہا جائے۔

الحاوی للفتاوی جلد 2 صفحہ 219، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 349، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مسالک الحنفاء صفحہ 53، مطبوعہ حیدر آباد دکن

فتاویٰ عبدالحئی جلد 3 صفحہ 180، میر محمد کتب خانہ کراچی

فتح الربانی جلد 8 صفحہ 170، مطبوعہ قاہرہ طبع جدید

سبل الھدیٰ والرشاد جلد 1 صفحہ 260، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

ایک عام انسان کے والدین کو بھی اگر دوزخی کہا جائے تو اس کو تکلیف ہوتی ہے اور اس کے دل کو ٹھیس پہنچتی ہے کہ اس کے والدین کو دوزخی کیوں کہا جائے تو جب کوئی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو (نعوذ باللہ) دوزخی یا...... کہے تو لازمی بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت ہوتی ہے۔

جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ:

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابولہب کی بیٹی سبعیہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور شکایت کی کہ یارسول اللہ:۔

لوگ مجھے دوزخ کے ایندھن والے کی بیٹی کہہ کر پکارتے ہیں، یہ سن کر بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ گر ہونے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جلال کی کیفیت طاری تھی اور فرمانے لگے:۔

ما بال اقوم یوذوننی فی قرابتی، من اذی قرابتی فقد اذنی ومن اذانی فقدا ذی اللہ......

اس قوم کا کیا حال ہوگا جو مجھے میرے رشتہ داروں کے حوالے سے اذیت دیتی ہے۔ سنو! جس نے میرے قرابت والوں کو ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے اذیت دی وہ اللہ کو اذیت پہنچائے گا۔

ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ جلد 1 صفحہ 39، انتشارات کلمۃ الحق ایران

تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 435، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے ایک

واقعہ لکھا ہے ملاحظہ ہو۔

ایک شخص اکثر تبت یدا نماز میں پڑھتا تھا، خواب میں دیکھا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم عتاب کے ساتھ فرما رہے ہیں: اے بندہ خدا! سارے قرآن میں تجھے یہی سورت پڑھنے کو ملتی ہے جس میں میرے چچا کی مذمت ہے۔

درس ترمذی صفحہ 257، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

حلوانی نے کہا کہ حضو صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں کافر ہونے کا قول کرنا ایک عقلمند کے لیے انتہائی ذلیل حرکت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے بات کہنے سے اپنی پناہ میں رکھے، جس شخص نے اپنے منہ سے ایسا لفظ نکالا، اس نے کفر کو اپنی طرف دعوت دی۔

کیونکہ ایسا کہہ کر اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ پہنچایا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ مکرمہ بن ابوجہل نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ لوگ میرے باپ کو برا کہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے ارشاد فرمایا:۔

زندوں کو ان کے مردوں کے سبب سے اذیت نہ پہنچاؤ، یہ روایت طبرانی سے ذکر کی۔

(طبرانی کی روایت ملاحظہ ہو)

لاتسبو الاموات فتوذوبہ الاحیاء......

مردوں کو برا نہ کہو اس سے زندہ لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔

المعجم الکبیر جلد 4 صفحہ 203 رقم الحدیث 7126، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 93 رقم الحدیث 13031، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

مسند احمد جلد 10 صفحہ 630 رقم الحدیث 18125، دارالکتب قاہرہ مصر

جامع ترمذی صفحہ 482 رقم الحدیث 1982، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

صاحب مجمع الزوائد فرماتے ہیں کہ مسند احمد کی سند صحیح ہے،

اور یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر انور میں زندہ

ہیں اور ہمارے اعمال آپ کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں، لہٰذا جب عکرمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کے باپ کے متعلق برا کہنے سے روک کر یہ رعایت رکھی گئی کہ ایسا کرنے سے انہیں اذیت ہوتی تو تمام مخلوق کے سردار جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اس رعایت کے عکرمہ سے زیادہ حق دار ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رعایت واجب ہے۔

الفتح الربانی جلد 8 صفحہ 171، مطبوعہ قاہرہ طبع جدید بحوالہ نور العینین صفحہ 102

ابولہب اور ابوجہل کا جہنمی ہونا نص قطعی سے ثابت ہے۔ ان کو برا کہنے سے جب ان کو اذیت ہوئی اور ذہنی کوفت ہوئی تو سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی۔ آپ نے لوگوں کو منع فرمایا کہ ان کے مرے ہوئے رشتہ داروں کو برا نہ کہو تاکہ تمہارے ان ساتھیوں کو اذیت نہ ہو۔ حالانکہ ان دونوں کے لیے ضعیف سے ضعیف حدیث و روایت نہ ملے گی کہ یہ قابل مغفرت ہیں اور ابدی دوزخی نہیں ہیں اور نہ ان کے ورثاء کی اذیت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہیں لعنت آئی ہے۔

اور ادھر آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت کے مرتکب پر نص قرآنی سے لعنت موجود ہے لہٰذا جو شخص جان کائنات کے والدین کریمین کو دوزخی یا کافر و مشرک کہتا ہے وہ اصل میں اپنے نبی علیہ السلام کو اذیت دے رہا ہے اور اللہ کی لعنتیں لے رہا ہے اس لیے تو وہ شخص اپنی عاقبت برباد کرنے کے درپے ہے۔ ذرا سوچیے! جب امتوں کے اعمال روزانہ سرکار کریم علیہ السلام کے حضور پیش ہوتے ہیں تو ان میں اگر کسی امتی کا یہ قول بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو کافر اور جہنمی لکھا ہے یا کہا ہے تو اس سے آقا کریم علیہ السلام کے قلب اقدس کو کتنا دکھ ہوگا اور ایسے شخص سے آپ کتنا ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوں گے۔

ایسا قول شنیع لکھنے یا بولنے سے قبل اس بات کو دل و دماغ میں رکھنا ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ناز میں اپنے والدین کا کیا مقام ہے، ملاحظہ ہو۔

عظمت والدین درنگاہ سید کونین:

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث شریف نقل کرتے ہیں کہ

جناب طلق بن علی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر میں اپنے والدین کو پاتا یا ان میں سے کسی ایک زمانہ مجھے میسر آتا اور میں نماز عشاء شروع کر کے سورۃ فاتحہ مکمل کر چکا ہوتا اور وہ مجھے آواز دیتے، یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم تو میں ان کی آواز کا جواب دیتا کہ میں حاضر ہوں۔

شعب الایمان جلد 6 صفحہ 182 رقم الحدیث 7881، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

اس حدیث سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر میں اپنے والدین کو کس قدر مقام تھا اور اس مقام و مرتبہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی مثال دے کر واضح کیا، اگر وہ دونوں یا کوئی ایک کافر ہوتا تو پھر اس کا احترام اور پھر نماز کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا موقع نہ تھا۔

معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نزدیک بھی والدین کا ایمان واضح تھا اور اس کے خلاف قول کرنے والوں کو یہ حدیث ذہن میں رکھنی چاہیئے۔

فرمان شیر خدا:

امیر المؤمنین، خلیفہ المسلمین، داماد رسول، زوج بتول، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم پر قرآن کریم کی تعلیم اور کثرت تلاوت لازم ہے، اس کے ذریعے تم جنت میں اعلیٰ درجات پاؤ گے اور اس کے کثیر عجائب جنت میں ہیں، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور ہماری محبت کی ایک آیت بھی ہے۔ ہر مومن ہماری یعنی (اہلبیت وقرابت نبوی) کی حفاظت کرتا ہے، پھر آیت کریمہ تلاوت کی۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى......
میں تم سے سوال نہیں کرتا مگر محبت قرابیٰ۔
(سورۃ شوریٰ آیت 23)

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کان ابورسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من نبی هاشم، وامه من بنی زهرة، وام ابیه من بنی محروم، فقال، احفظونی فی قرابتی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم والد محترم نبی ھاشم سے ہیں اور والدہ محترمہ بنی زہرہ سے ہیں اور دادی جان بنی محروم سے ہیں اور فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہ میری قرابت کی حفاظت کرو۔

کنز العمال جلد 2 صفحہ 126 رقم الحدیث 4027، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مندرجہ بالا حدیث پاک میں نبی کل عالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قرابت کا لحاظ وحفاظت کرنے کا حکم دیا اور حضرت سیّدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور والدہ اور دادی کو بھی قربیٰ میں شامل کیا اور فرمایا ان کا لحاظ کرو۔

تو لحاظ قرابت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو مؤحد ومومن تسلیم کیا جائے نہ کہ......

اسی میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہے اور اسی میں ہی خوشنودی ایک ایمان والے کو چاہیئے کہ وہ آقا کریم علیہ السلام کے والدین کریمین کے بارے میں ایسے نازیبا الفاظ کہنا تو در کنار سننا بھی گوارا نہ کرے اور غیرت ایمانی کا تقاضا بھی یہی ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہم لکھ چکے ہیں لیکن اب ہمیں علامہ زرقانی وشامی کے قلم سے بہت جاندار اور شاندار الفاظ میں ملا ہے اس لیے قند مکرر کے طور پر پھر نذر

قارئین کرتے ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز کی غیرت ایمانی:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا شام میں ایک عامل تھا۔ اس نے شام کے ایک علاقے میں ایک آدمی کو عامل مقرر کیا جس کے باپ پر تہمت تھی، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا:۔

ایسے آدمی کو مسلمانوں کا عامل کیوں مقرر کیا جس کے باپ پر تہمت تھی، تو اس عامل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی اصلاح فرمائے، کیا ہوا جو میں نے ایسے آدمی کو عامل مقرر کیا جس کے باپ پر تہمت تھی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین بھی تو مشرک تھے (نعوذ باللہ من ذٰلک) یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی آہ نکلی اور خاموش ہو گئے پھر کچھ دیر بعد سر اٹھایا اور کہا کہ:۔

کیا میں اس کی زبان کاٹ دوں؟ کیا اس کا پاؤں کاٹ دوں؟ کیا اس کی گردن اڑا دوں؟ پھر فرمایا:۔

جب تک میں زندہ ہوں میرے سامنے نہ آنا۔

سبل الہدیٰ والرشاد جلد 1 صفحہ 261، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 349، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

ایسی غیرت ہونی چاہیے بندہ مسلم میں کہ حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں ایسا نظریہ رکھنے والے کو دیکھنا بھی گوارا نہ ہو۔ اب ہم آخری دو حوالہ جات نذر قارئین کر کے اس باب کو ختم کرتے ہیں مولانا عبدالحئ لکھنوی لکھتے ہیں:

اور حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو کافر یا فی النار کہنا بڑی بے ادبی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اذیت کا سبب ہے۔

مجموعہ الفتاویٰ جلد 3 صفحہ 179، میر محمد کتب خانہ کراچی

ایسی گفتگو سے بچو ہمیشہ جو روح مصطفیٰ کی اذیت کا سبب بن رہی ہو

ظفر الامانی صفحہ 458

کثیر آئمہ اور اکابر کا یہی مسلک ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین جنتی ہیں اور وہ آخرت میں نجات پانے والے ہیں اور یہ لوگ (یعنی محدثین) اس کے خلاف اقوال (یعنی عدم ایمان کے اقوال) کو ہم سے بہتر جاننے والے ہیں۔(جب انہوں نے مان لیا تو ہمیں بھی مان لینا چاہیے اور اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیے)۔

تاریخ الخمیس باحوال انفس نفیس جلد 1 صفحہ 422، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

باب نمبر 6 :

جناب عبداللہ، ذبیح اللہ رضی اللہ عنہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا نام نامی اسم گرامی، عبداللہ بن عبدالمطلب ہے اور ذبیح اللہ آپ رضی اللہ عنہ کا لقب ہے، خود حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ذبیح فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ محبوب خدا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

انا ابن الذبیحین......

میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں

مستدرک حاکم جلد 2 صفحہ 609 رقم الحدیث 4048، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر کشاف جلد 4 صفحہ 54 مکتبہ برکات رضا ہند۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ذبیح کا واقعہ تفصیلی ہے جو کہ تقریباً تمام کتب سیرت میں موجود ہے، ہم مختصراً اپنی دلیل کے طور پر درج کرتے ہیں۔

آب زم زم کا کنواں پانچ سو سال سے بند چلا آرہا تھا۔ اتنے طویل عرصہ گزرنے پر اشارۂ غیبی سے اسے کھودنے کا ارادہ کیا۔ اس کنویں کا محل وقوع دو بتوں نائلہ اور آساف کے درمیان پڑتا تھا۔

کھودائی کرتے وقت حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا تھا جوان کے ساتھ تھا۔ آپ نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے دس بیٹے عطا کرے اور تمام جوان ہوں تو میں ایک بیٹے کی قربانی پیش کروں گا جب تمام بیٹے جوان ہو گئے تو پھر آواز آئی کہ اپنی

منت پوری کرو۔

چونکہ طویل عرصہ گزرنے کی وجہ سے ان کی اپنی منت بھول چکی تھی تو ایک بکرا ذبح کر دیا پھر آواز آئی کہ منت پوری کرو، اس مرتبہ انہوں نے اپنے والد سے پوچھا (بکرا، گائے اور اونٹ کی قربانی کے بعد) اونٹ سے بڑی قربانی کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا، اپنے بیٹوں میں سے ایک کی قربانی۔

اس پر جناب عبدالمطلب نے تمام بیٹوں کو جمع کیا اور اپنی منت والا واقعہ یاد آنے پر سنایا، لہٰذا طے ہوا کہ قرعہ اندازی کی جائے اور جس بیٹے کا نام نکلے وہ قربان کیا جائے۔ جب قرعہ ڈالا گیا تو نام نکلا جناب عبداللہ کا جناب عبدالمطلب جب عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ذبح کرنے لگے تو ان کی ہمشیر گان اپنے بھائی کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔ المختصر یہ طے ہوا کہ اونٹوں اور جناب عبداللہ کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے اگر نام نکلے اونٹوں کا تو دس اونٹ ذبح کر دیئے جائیں اور اگر نام نکلے جناب عبداللہ کا تو پھر دس اونٹ بڑھا کر بیس اونٹوں اور عبداللہ کے نام کی پرچی ڈالی جائے۔ جب تک اونٹوں کے نام قرعہ نہ نکلے دس دس اونٹوں کا اضافہ کرتے جاؤ۔ جتنے اونٹوں کے نام جا کر پرچی نکلے وہ اونٹ ذبح کر دو۔ اس طرح دیت ادا ہو جائے گی اور تمام نذر پوری ہو جائے گی۔

اوّل دس اونٹ مقابلہ میں رکھے گئے۔ قرعہ ڈالا تو جناب عبداللہ کے نام نکلا پھر دس اونٹ اور بڑھائے پھر دس اونٹ اور بڑھائے۔ اسی طرح ہر بار قرعہ جناب عبداللہ کے نام نکلتا تھا لیکن سو اونٹ ہونے پر قرعہ اونٹوں کے نام نکلا یہ دیکھ کر تمام قبیلہ خوش ہو گیا۔ حضرت عبدالمطلب نے مزید اطمینان کی خاطر تین بار قرعہ اندازی کی۔ تینوں مرتبہ ہی قرعہ اونٹوں کے نام نکلا۔ اس پر انہیں یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے عبداللہ کی بجائے سو اونٹوں کی قربانی پسند فرمالی ہے۔

کتب سیرت، حلبیہ، ابن سعد زرقانی، مدارج وغیرہ۔

بہر حال آقا کریم علیہ السلام نے ابن ذبیحین ہونے کو اپنے فضائل کے باب میں بیان فرمایا اور ان دونوں ذبیحوں سے مراد حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام اور حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

فوائد واقعہ:

(1) سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی کے قربان کیے جانے کے اس واقعہ سے پہلے دیت صرف اور صرف دس اونٹ تھی اور اسی کے مطابق سب سے پہلے دس اونٹوں اور جناب عبداللہ کے درمیان قرعہ اندازی کی گئی لیکن جب سو اونٹ پر جا کر بات ختم ہوئی تو گویا یہ اشارہ تھا کہ اگر ایک انسان کا بدلہ ہو سکتے ہیں تو، سو اونٹ ہی ہو سکتے ہیں۔ اس بنا پر دیت دس کی بجائے سو اونٹ مقرر ہوئی اور یہی دیت اس وقت سے تا قیامت جاری و ساری ہوئی۔ چنانچہ امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن عباس اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ:۔

اُن دنوں دیت دس اونٹ تھی، اور سب سے پہلے شخص جناب عبدالمطلب ہیں کہ جنہوں نے ایک شخص کی دیت سو اونٹ مقرر کی۔ ان کی یہ سنت قریش اور عرب میں جاری ہو گئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسئلہ دیت کو اس طریقہ پر جاری رکھا جیسا کہ شروع ہو چکی تھی۔

طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 41، دار احیاء التراث العربی بیروت

(2) جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو "ابن ذبیحین" کہلانا بہت پسند تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے لیے باعث فضلیت سمجھتے تھے، چنانچہ قحط سالی کے دوران ایک عرابی نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان الفاظ کے ساتھ سوال کیا۔

اے ابن ذبیحین! اس چیز سے ہمیں بھی کچھ عطا فرمایا جائے جو اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا مشقت عطا فرمایا ہے یہ سنتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے اور تبسم فرمایا۔

چنانچہ علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ بارگاہ نبوت میں حاضر تھے کہ ایک اعرابی آیا اور شکایت کی کہ زمین خشک ہوگئی اور کہنے لگا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں شہروں کو خشک چھوڑ کر آیا ہوں، مال ہلاک ہو گئے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو عطا فرمایا ہے اس میں یہ سے کچھ مجھے بھی عطا فرمائیں، اے ابن ذبیحین!

یہ لفظ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور انکار نہ فرمایا۔

انسان العیون فی سیرۃ الامین الامامون جلد 1 صفحہ 55، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تفسیر کشاف جلد 4 صفحہ 54، مرکز اہلسنّت برکات رضا ہند

خصائص الکبریٰ جلد 1 صفحہ 70، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ حضرت عبدالمطلب اور ان کے صاحبزادے جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ مؤحد اور مومن تھے۔ اگر انہیں خدا سے پیار نہ ہوتا یا خدا کو نہ مانتے ہوتے تو کبھی اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے تیار نہ ہوتے اور نہ جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ ذبح ہونے کے لیے تیار ہوتے، اگر ایسا نہ ہوتا اور جناب عبداللہ غیر مومن ہوتے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ذبح ہونے کو اپنے لیے باعث فضیلت نہ سمجھتے اور نہ ہی ''ابن ذبیحین'' کہنے پر خوش ہوتے۔

ادھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف سے تھا جس کی انہوں نے تعمیل کی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ کہلائے۔ ادھر جناب عبدالمطلب کی منت درست تھی اور ان کی تعمیل پر ان کے صاحبزادے عبداللہ، ذبیح کہلائے۔ اگر جناب عبدالمطلب کی منت درست نہ ہوتی تو ان کی قربانی دینا شرعاً پسندیدہ نہ ہوتا اور نہ ہی ایسے غلط کام اور ایک..... کے ذبیح ہونے کو خود کے لیے باعث فضیلت سمجھتے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دنبہ فدیہ دے کر بچا لیا اور جناب

عبداللہ کو سو اونٹ دیت کے ذریعے سے بچالیا کیونکہ دونوں کی مقدس پیشانی میں نور محمدی جلوہ فرما تھا اور پھر دونوں کو ذبیح کا درجہ بھی عطا فرمادیا۔

تو یہ جناب عبدالمطلب کا قربان کرنا، ان کے مومن ہونے کی دلیل اور قربانی کے لیے سر نیاز خم کرنا اور سو اونٹ دیت مقرر ہونا اور آقا کریم علیہ السلام کا اسے اپنے لیے باعث فضلیت سمجھنا اور دو ذبیحوں کا بیٹا سن کر خوش ہونا یہ حضرت عبداللہ کے مومن ہونے کی دلیل ہے۔

جناب عبداللہ کا تقویٰ وطہارت:

علامہ عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:۔

رقیعہ بنت نوفل اپنے بھائی سے سنا کرتی تھی کہ اس امت میں ایک نبی تشریف لانے والے ہیں تو اس نے جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دیکھا۔

وفیه نور المصطفیٰ و ظنت ان النبی الکائن فی هذه الامه منه و کان احسن رجل......

اور اس چہرے میں نور مصطفیٰ جھلک رہا تھا اور اس نے گمان کیا کہ آنے والا نبی اس شخص سے ہوگا۔ جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ قریش میں سے خوبصورت ترین شخص تھے۔

دیکھ کر کہنے لگی کہ میں اتنے اونٹ تھے تجھے دوں گی جتنے تیری خاطر ذبح کیے گئے تھے (یعنی سو اونٹ) لیکن اس شرط پر کہ تو ابھی مجھ سے جماع کرے۔ شائد اس طرح کا نکاح ہو جو گواہوں اور ولی کے بغیر ہو۔ وہ ان کی شریعت میں جائز تھا کیونکہ یہ عورت نہ تو زانیہ تھی اور نہ زنا کرنے کا ارادہ کرنے والی بلکہ باحیاء اور پاکدامن عورت تھی۔

لمارات فی وجهه بن نور النبوة ورجت ان تحمل لبهذالکریم صلی اللہ علیه وسلم

جب اسے جناب عبداللہ کے چہرے میں نور نبوت نظر آیا تو اس نے یہ ارادہ کیا کیونکہ وہ امید لگائے بیٹھی تھی کہ میں نبی آخر الزماں سے حاملہ ہو جاؤں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہ چاہا وہ جس کے مقدر میں تھا اسے ہی ملنا تھا۔

تھی جس کے مقدر میں گدائی تیرے در کی
قدرت نے اسے راہ دکھائی تیرے در کی

اس پیش کش کے جواب میں جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

دیکھو! میرے والد محترم میرے ساتھ ہیں اور میں ان کے خلاف نہیں جا سکتا اور نہ ہی ان کی جدائی برداشت کر سکتا ہوں اور ساتھ ہی فرمایا کہ:۔

حرام سے تو موت بہتر ہے اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا اس کو حرام جاننا اسی طرح تھا جس طرح وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کو کچھ حلال و حرام کی باتیں جانتے تھے جیسا کہ جنابت کا غسل اور حج وغیرہ لہٰذا یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ آپ دورِ جہالت میں ہونے کے باوجود آپ حلال و حرام کا علم تھا اور آپ نے اس عورت سے فرمایا:۔

کیونکہ تیرا اور میرا نکاح ہوا اس لیے تیری پیش پوری کرنا حلال نہیں کیونکہ ایک کریم شخص اپنی عزت اور اپنے دین کی حفاظت کرتا ہے اور میں اسی زمرے کا آدمی ہوں (یعنی کریم بھی اور عزت والا بھی)۔

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 190، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

اس کے بعد کیا ہوا یہ امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی پڑھیے۔

رقعیہ بنت نوفل کہنے لگی، خدا کی قسم میں بدکار عورت نہیں ہوں لیکن میں نے تیرے چہرے میں نور نبوت دیکھا تھا تو میں نے چاہا کہ میں اس کی امین بن جاؤں لیکن اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو یہ منظور نہ ہوا۔

اس نے جہاں منتقل کرنا تھا کر دیا۔ جب قریش کے جوانوں کو خبر ملی کہ فلاں عورت

نے اپنے آپ کو عبداللہ بن مطلب پر پیش کیا اور انہوں نے انکار کر دیا تو انہوں نے اس عورت سے اس کا تذکرہ کیا، تو اس نے چند اشعار کی صورت میں جواب دیا۔

(1) میں نے ایک بجلی کی طرح نور دیکھا جس نے کالے بادلوں کو بھی جگمگا رہا تھا۔

(2) اس بجلی میں ایسا نور تھا جو کامل چاند کی طرح اپنے ماحول منور کر رہا تھا۔

(3) میں نے چاہا کہ میں اسے حاصل کروں تا کہ میرے لیے باعث فضیلت ہو جائے لیکن ہر پتھر جس کو رگڑا جائے اس سے آگ نہیں نکلتی، بقول دیگر

ہر پھول کی قسمت میں کہاں ناز عروساں
کچھ پھول تو کھلتے ہیں مزاروں ہی کی خاطر

(4) مگر اس زہری عورت (یعنی سیّدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا) کی عظمت، اللہ ہی عطا کرتا ہے۔

جس نے اے عبداللہ! تمہارے دونوں کپڑے (یعنی نبوت وحکومت) کے لیے اس نے کہا لے لیا یہ وہ کیا جانے۔ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے کچھ عرصہ بعد حضرت عبداللہ نے اسے پیغام بھیجا کہ میں تمہارے ساتھ شادی کے لیے تاریہوں تو وہ کہنے لگی، اب مجھے تمہارے اندر کوئی بات نظر نہیں آتی، میں تیار نہیں ہوں کیونکہ پہلی مرتبہ جب تمہارا گزر میرے سامنے سے ہوا تھا تو میں نے تمہاری دونوں کے آنکھوں کے درمیان آسمانوں کی طرف بلند ہوتا ایک نور دیکھا تھا۔

اب جبکہ تم نے آمنہ سے شادی کر لی ہے تو وہ نور تمہاری پیشانی میں نہیں رہا جب جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا ہاں میں آپ کے بچے کی امین ہوں۔ تو جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا:۔

قد حملت خیر اهل الارض......

تو ایسے بچے کی والدہ بننے والی ہے جو روئے زمین پر اپنا ثانی نہیں رکھتا۔

خصائص الکبریٰ جلد 1 صفحہ 70، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 45، دار احیاء التراث العربی بریوت

وہ جس کے نور سے تیری چمکتی تھی یہ پیشانی
اسی کی تھی میں طالب اور اسی کی تھی میں دیوانی
مگر میں رہ گئی محروم قسمت میری پھوٹی ہے
سنا ہے کہ وہ نعمت آمنہ نے تجھ سے لوٹی ہے

بعض کتب میں اس عورت کا نام ''فاطمہ خثمیہ'' لکھا ہے دیکھے!

مواہب اللدینہ مع زرقانی جلد 1 صفحہ 191، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

حضائص الکبری جلد 1 صفحہ 69، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

انسان العیون فی سیرۃ الامین الما مون جلد 1 صفحہ 59، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

دلائل النبوۃ صفحہ 130، النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

سبل الہدی والرشاد جلد 1 صفحہ 337، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مدارج النبوت جلد 2 صفحہ 28، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

الانوار المحمدیہ صفحہ 20، حقیقت کتابوی ترکی، استنبول 1432ھ

فوائد:

اس روایت سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوئے۔

(1) ایک پاک دامن عورت نے انہیں اپنی شریعت کے مطابق حقوق زوجیت ادا کرنے کی دعوت دی تھی۔

(2) اس عورت کو آپ کی پیشانی میں نور نبوت نظر آیا تھا اس لیے

(3) آپ دین ابراہیمی کے کچھ حلال وحرام کے مسائل جانتے تھے اور ان پر عمل میرا بھی تھے اس لیے آپ نے ایسے نکاح کو ناجائز کہہ کر انکار کر دیا۔

(4) آپ نے فرمایا کہ میں ناجائز کام کر کے اپنی عزت ودین کو برباد نہیں کر سکتا۔

(5) پھر وہی نور سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم اطہر میں منتقل ہو گیا۔

(6) آپ نے سو اونٹ ٹھکرا دیئے مگر فرمایا کہ حرام کام سے تو موت بہتر ہے۔

یہ روایت آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان تو ایک طرف، متقی اور پرہیزگار اور خوف خدا اور احترام والدین کی واضح دلیل ہے اور اس سے آپ کے تقوی وطہارت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

آپ کا حسن وجمال:

علامہ سید احمد بن زینی، دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبد الباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

جس طرح مصر کی خواتین حضرت یوسف علیہ السلام کے شہکار حسن کو دیکھ کر مدہوش ہوگئی تھیں، اس طرح عرب کی عورتیں قریش کے اس نوجوان رعنا کے جمال بے مثال پر فریفتہ تھیں اور ہوش وخرد سے بے گانہ ہو چلی تھیں۔ رب تعالیٰ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی کو راہ راست پر ہی رکھا۔

وکان اجملهم فشفقت به نسآء قریش وکدن ان تذهب عقولهن......

وہ حسین ترین انسان تھے قریش کی عورتیں ان کی محبت میں پاگل اور دیوانی ہوئی جاتی تھیں

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 207، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 331، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

السیرۃ النبویہ جلد 1 صفحہ 49، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

دس بیس نہیں سینکڑوں لڑکیاں ان کی محبت میں گرفتار تھیں اور آس لگائے بیٹھی تھیں کہ ہماری شادی عبد اللہ سے ہو جائے گی، مگر جب عبد المطلب نے سیّدہ آمنہ کو منتخب کرلیا تو عشق عبد اللہ میں وارفتہ لڑکیاں، عمر بھر غم محبت کو دل میں سمائے کنواری بیٹھی رہیں اور انہوں نے کہیں بھی شادی نہیں کی...... کہ اگر عبد اللہ نہیں تو پھر کوئی نہیں......!

ہاں! مجھے اپنی ان تنہائیوں سے پیار ہے۔ یہ جو میرے ساتھ ہیں تیرے چلے

جانے کے بعد۔

چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

جب عبداللہ کی شادی آمنہ سے ہوئی تو نبی محروم اور نبی عبدمناف کی 2 سولڑکیاں شمار کی گئیں جنہوں نے عبداللہ کو نہ پاسکنے کے غم میں مرتے دم تک شادی نہیں کی............

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 193، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

کیا تاریخ عالم میں کوئی ایسا انسان آپ کی نظروں سے گزرا ہے جس کے غم فراق میں 2 سولڑکیاں نے شادی سے انکار کر دیا ہو؟ نہیں......! ہرگز نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ قارئین کرام! کہ ذاتی طور پر کوئی شخص اتنا حسین ہو ہی نہیں سکتا...... جناب عبداللہ کے جمال بے مثال و باکمال کا اصل راز یہ تھا کہ آپ نور نبوت کے حامل تھے۔ نور مصطفیٰ کے امین تھے۔ اسی نور کے جھلکنے کی بنا پر آپ کا چہرہ غیر معمولی طور تاباں و درخشاں تھا، سیرت نگاروں نے لکھا ہے۔

”وکان نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم یری فی وجھہ کاالکوکب الدری ......“

اوران کے روئے انور پر نورِ مصطفیٰ یوں جھلکتا تھا جیسے چمکتا ہوا تارا۔

انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون جلد 1 صفحہ 58، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

حسن اخلاق:

صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد بھی بہت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے، سب کے ساتھ حسن سلوک وحسن اخلاق سے پیش آتے تھے چاہے سامنے دشمن ہی کیوں نہ ہو۔

اخلاق، مہمان نوازی، سخاوت، حیاء ادب میں بے مثل تھے، آیئے آپ کے اخلاق اور مہمان نوازی کا ایک منظر دیکھتے ہیں۔

ملک شام سے ایک سوار نجومی کامل فرستادہ آپ رضی اللہ عنہ کے قتل کے ارادہ سے

آیا کہ اس کی صلب سے وہ شخص پیدا ہوگا جو سارے مذہبوں کو مٹا دے گا اور اپنا ڈنکا بجا دے گا وہ آکر مسجد عمرہ کے قریب ٹھہرا۔

حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی سیر کی غرض سے وہاں تشریف لے گئے تھے۔

اس سوار نے پوچھا، عبداللہ بن عبدالمطلب اس وقت کہاں ملے گا؟ آپ نے فرمایا یہ کھجوریں اور انگور تناول فرمائیے میں شہر جا کر دریافت کرتا ہوں کہ عبداللہ اس وقت کہاں ہے۔

وہ سوار کھانے میں مشغول ہوا، آپ شہر میں تشریف لا کر لذیذ نفیس کھانا لے کر واپس تشریف لائے۔ اس نے پوچھا کوئی پتہ چلا عبداللہ کا؟ آپ نے فرمایا ہاں لیکن آپ طعام تناول فرمائیے۔ اس نے کھانا کھا کر اور میوہ جات سے فراغت پا کر کہا۔ اب بتائیے! آپ نے نہایت اخلاق سے فرمایا کہ کیا کام ہے اس سے؟ اس نے کہا کہ اب آپ نے میری اتنی خدمت کی ہے، پانی پلایا کھانا کھلایا، میوہ جات پیش کیے، اب آپ سے کیا چھپانا کیونکہ آپ تو میرے محسن ہیں۔

مجھے ایک یہودی نے دس ہزار دینار کا وعدہ دے کر بھیجا ہے کہ تم جاؤ اور عبداللہ بن عبدالمطلب کا سر لے کر آؤ۔ تو میں اسے قتل کر کے انعام کے حصول کے لیے آیا ہوں، آپ نے مسکرا کر جواب دیا، عبداللہ بن عبدالمطلب تو میں ہی ہوں، آؤ سر اتار لو تا کہ میں دس ہزار دینار مل جائیں۔

وہ آپ کی خدمت گزاری اور مہمان نوازی سے بہت متاثر ہوا اور شرمندہ ہو کر آپ کے قدموں میں گر پڑا اور کہنے لگا۔ جو ایسا مہمان نواز ہو اس کی غلامی بھی باعث نجات ہے۔ لعنت ہو اس یہودی پر اور اس کے دس ہزار دینار پر، جس نے مجھے آپ جیسے عظیم انسان کا قتل کرنے کے لیے بھیجا ہے۔

ابوین مصطفیٰ صفحہ 150، مکتبہ کنز الایمان لاہور

ایسے اخلاق کریمانہ محبوبوں کو نصیب ہوتے ہیں، مفضویوں کو تو اخلاق حسنہ کی

بو تک نصیب نہیں ہوئی۔

سخاوت عبداللہ:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ کمبل اوڑھے ہوئے تھے اور بازار تشریف لے گئے۔ سردی کا موسم تھا دیکھا کہ ایک فقیر ننگے جسم پھر رہا ہے اس کی عرض کی کمبل مجھے دے دو۔ جب دھوپ نکلے گی واپس کر دوں گا، میرے پاس اور کپڑا نہیں ہے آپ نے فوراً اتار کر دے دیا اور فرمایا:

میں تم کو اپنی خوش سے اللہ کی رضا کے لیے دے چکا۔ واپس نہ کرنا، اس کے بعد جو لباس پہنچا تھا ایک تہبند کے علاوہ سب اتار کر دے دیا۔ وہ سائل عرض کرنے لگا کہ مجھے اب ضرورت نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ کمبل تو تمہارے سوال کرنے پر دیا اور یہ ہم اپنی خوشی سے دیتے ہیں۔

ابوین مصطفیٰ صفحہ 151، مکتبہ کنز الایمان لاہور

سخاوت کا اک اور منظر:

رئیس مکہ، جناب عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادوں میں سے ہر ایک کو روزانہ ایک دینار خرچ کرنے کے لیے دیا کرتے تھے دیگر فرزند تو خرچ کرتے مگر سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ محلّہ میں جا کر بیوہ عورتوں، یتیم بچوں اور مسافروں کو تقسیم کر دیتے اور اپنے ذاتی خرچ میں نہ لاتے۔

ایک دفعہ بھائیوں نے جناب عبدالمطلب کو یہ بات بتا دی، جناب عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ سے دریافت کیا تو انہوں نے جواباً عرض کیا: میں اسی جگہ خرچ کرتا ہوں کہ میرے کھانے سے بہتر ہے اور مجھے اس کے بدلے میں جنت کی نعمتیں ملیں گی۔

اور میں احکم الحاکمین سے تجارت کر رہا ہوں، یعنی بیواؤں، یتیموں اور مسکینوں

کو دیتا ہوں یہ سب سن کر جناب حضرت عبدالمطلب بہت خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازا۔ اس کے بعد بجائے ایک دینار کے دو دینار ملا کرتے، آپ دو دیناروں کو انہی گروہوں میں تقسیم کر دیتے۔

ابوین مصطفیٰ صفحہ 151، مکتبہ کنز الایمان لاہور

اللہ کی رضا اور حصول جنت کے لیے غریبوں، یتیموں اور مسکینوں پر خرچ کرنا فقراء کو کپڑے عطا کرنا، یہ کسی صاحب تقویٰ وطہارت مومن کا ہی ہو سکتا ہے نہ کہ کافر و شرک کا۔

ولادت عبداللہ اور یحییٰ علیہ السلام کا کرتہ:

جس رات حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو اہل کتاب کو معلوم ہو گیا کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی بعث کا وقت قریب آگیا ہے اور قرب بعث کا علم ان کو اس طرح ہوا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا کرتہ جس میں کافروں نے آپ علیہ السلام کو شہید کیا تھا وہ خون مبارک کا خون تازہ ہو جائے گا اور یہ تازہ خون سے تر ہو جائے گا اور خون کے چند قطرے زمین پر تشریف لائیں تو یہ نبی آخر الزماں کے والد ماجد کی ولادت کی نشانی ہے جو کتب آسمانی کی زبانی ہے چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت سے یہ واقعہ ان کو پیش آیا اور جبہ کا خون تازہ ہو گیا اور چند قطرے اس کے زمین پر آئے۔ تو ان کو معلوم ہو گیا کہ نبی آخر الزماں کے والد ماجد کی ولادت ہو گئی ہے۔ یہودی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے دشمن ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لیے درپے ہو گئے۔

تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس جلد 1 صفحہ 331، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

نزہۃ المجالیس جلد 2 صفحہ 212، ممتاز اکیڈمی لاہور

الموارد الھنیۃ فی مولد خیر البریۃ صفحہ 40، زاویہ پبلیشرز لاہور

النعمۃ الکبریٰ علی فی مولا سید ولد آدم، صفحہ 109، زاویہ پبلیشرز لاہور

نوٹ: کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ مندرجہ بالا کتب میں یہ واقعہ موجود ہے ہم نے تاریخ خمیس کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

حفاظت ربانی:

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ جب سن بلوغت کو پہنچے تو ہر عورت اور رؤساء قریش میں سے ہر ایک کی جانب سے نکاح کے پیغامات آنے لگے، یہاں تک کہ ہر گھر میں عورتوں کے مابین ان ہی کا تذکرہ ہونے لگا پھر جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم شکار کی غرض سے یہاں سے چلے جاؤ تا کہ تم ان عورتوں سے نجات پاسکو۔

چنانچہ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ وہب زہری کے ساتھ شکار کے لیے چلے گئے۔ اہل کتاب علامتوں اور نشانیوں سے پہچان گئے تھے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی صلب میں ہے اور قرب و جوار سے ان کو شہید کرنے کے ارادے سے آنے لگے۔ یہاں مکہ شریف میں آکر انہوں نے عجیب وغریب واقعات کا مشاہدہ کیا اور دلیل وخوار ہو کر واپس چلے گئے چنانچہ وہب زہری کہتے ہیں کہ:۔

ہم جنگل میں شکار کی تلاش میں تھے کہ اچانک ستر یہودیوں کا لشکر گھوڑوں پر سوار تلواریں سونتے ہوئے نمودار ہو گیا ان سے وہب نے ملاقات کی کہا: کس ارادے سے آئے ہو؟ تو یہودیوں نے کہا: نقتل عبداللہ ۔ ہم عبداللہ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ وہب نے پوچھا: ماذنبہ؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا کیا قصور ہے؟ تو یہودیوں نے کہا:۔

عبداللہ کا کوئی قصور نہیں ہے لیکن اس کی پشت سے ایسا نبی ظاہر ہو گا جس کا دین

تمام دینوں کو منسوخ کرنے والا ہوگا اور جس کی ملت تمام ملتوں کو ختم کرنے والی ہوگی۔ ہم سرے سے عبداللہ ہی کو قتل کرنا چاہتے ہیں تا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہو ہی نہ۔

نوٹ: معلوم ہوا کہ یہودی شروع سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پاک کے خلاف ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد یعنی ولادت نہ ہو۔ بہرحال حضرت بیان کرتے ہیں کہ ہم ابھی ان سے باتیں کر ہی رہے تھے کہ اچانک آسمان سے ایک لشکر اترا اور اس نے تمام یہودیوں کو قتل کر ڈالا۔

بیان میلاد النبوی، رسائل میلاد رسول عربی صفحہ 48 مکتبہ حنفیہ لاہور پاکستان

مدارج النبوت جلد 2 صفحہ 29، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

مندرجہ بالا واقعہ سے بھی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بارگاہ خداوندی میں مقام ومرتبہ اور ان کے صاحبِ ایمان ہونے کا پتہ چلتا ہے کہ جن کی حفاظت خود احاکم الحاکمین فرشتوں سے کروا رہا ہے وہ کوئی معمولی انسان نہیں بلکہ اونچی شان ومقام ومرتبہ ورفعت کا مالک ہے۔

ایمان عبداللہ پر قرآنی اشارہ:

خالق مصطفیٰ جلا وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝

اور قسم ہے والد کی اور اس کی اولاد کی۔

پارہ نمبر 30 سورۃ البلد آیت 3

اس آیت میں والد سے مراد کون ہے؟ اس میں مختلف اقوال ہیں لیکن اگر بتقاضائے قانون واصول فقہ واصول تفسیر وعقائد حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجازی معنی مراد لینا صحیح نہیں جب حقیقی معنی والد کے حقیقی باپ جس کی صلب سے انسان پیدا ہوا، مراد ہو سکتا ہے کہ تو پھر مجازی معنی مراد لینا کیسا؟ لہٰذا یہاں ہر اگر حضور علیہ السلام کے حقیقی والد ماجد، حقیقی معنی

مراد ہوں تو ممکن ہے پھر جس کی قسم رب العالمین بیان فرمائے۔ اس کے کفر وشرک کا دعویٰ غلط۔ نص قطعی کے طور پر نہ سہی اگر اجمال بھی مانا جائے تب بھی مخالفین کے تردید واضح طور پر ہو سکتی ہے۔

اعتراض:

متقدمین مفسرین نے تو یہ معنی مراد نہیں لیا تو آج متاخرین یہ معنی کیسے مراد سکتے ہیں؟

جواب:

چونکہ متقدمین میں ایمان والدین کا مسئلہ پوشیدہ واختلافی رہا اس لیے انہوں نے یہ معنی مراد نہ لیے۔ جیسا کہ حضرت شیخ صاحب نے اس بات کی وضاحت کی یہ مسئلہ متقدمین پر مخفی رہا اور متاخرین پر اللہ جل جلالہ نے اس مسئلہ کو کھول دیا۔ اب متاخرین میں چونکہ یہ مسئلہ واضح ہو چکا ہے کہ آقا کریم علیہ السلام کے والدین ناجی اور جنتی ہیں۔ لہٰذا یہ معنی مراد لینا اب درست ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

ابوین مصطفیٰ صفحہ 18-17 مکتبہ ایمان لاہور

وصال حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ:

نور محمدی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منتقل ہو کر حضرت سیّدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے شکم اطہر میں جلوہ گر ہو گیا۔ جب حمل شریف کو دو مہینے پورے ہو گئے تو حضرت عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کھجوریں لینے کے لیے مدینہ منورہ بھیجا۔ یا تجارت کے لیے ملک شام روانہ کیا۔ وہاں سے واپس لوٹتے وقت مدینہ میں اپنے والد کے ننہال ''نبو عدی بن بخار'' میں ایک ماہ بیمار رہ کر پچیس برس کی عمر شریف میں وصال پا گئے اور وہیں، دار نابغہ، میں دفن کیے گئے اور بعض کہتے ہیں کہ مقام ابواء میں دفن کیا گیا

اورابوا مدینہ منورہ کے قریب ایک مقام ہے۔

مدارج النبوت جلد 2 صفحہ 31،ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

سیرت مصطفیٰ صفحہ 59،مکتبہ المدینہ لاہور پاکستان

اعتراض:

عن انس: ان رجلا قال: یارسول الله، ابن ابی؟ قال فی النار: فلما قضا دعا ہ فقال: ان ابی و اباك فی النا......

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: میرا باپ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا آگ میں ہے، جب وہ شخص اٹھ کر جانے لگا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: بے شک میرا اور تیرا باپ آگ میں ہیں۔

صحیح مسلم،صفحہ 147 رقم الحدیث 499،دار المعرفہ بیروت لبنان

سنن ابوداؤد،جلد 4 صفحہ 302 رقم الحدیث الحدیث 4718 دار المعرفہ بیروت لبنان

مندرجہ بالا حدیث شریف کے آخری الفاظ کو لے کر بعض لوگ اعتراض اور بعض باطنی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جی دیکھو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ تیرا باپ آگ میں ہے تو پھر یہی عقیدہ ہونا چاہیے کہ آپ کے والد ماجد جہنمی ہیں (نعوذ باللہ) لہٰذا اُن حضرات کو اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کرنی چاہیے جو اس کے خلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کا جنتی ہونا تسلیم کرتے ہیں۔

جواب:

اس اعتراض کے کئی جوابات ہیں، پہلے ایک اصولی بات ذہن میں رکھیں پھر آگے چلتے ہیں۔

ضعیف احادیث کے بارے میں محدثین وفقہاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ فضائل ومناقب میں قابل قبول ہیں لیکن ایسی احادیث سے عیب اور نقص کا اثبات نہیں ہوسکتا اس مسلم قاعدہ کے بعد ہم اس اعتراض کا پہلا جواب، علامہ جلال الدین

سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911 کی تحقیق کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب، مسالک الحنفاء میں لکھتے ہیں کہ ''ان ابی و اباك فی النا '' ان الفاظ پر تمام راوی متفق نہیں ہیں۔ انہیں صرف حماد بن سلمہ نے حضرت ثابت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور یہ اس سند میں ہے جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔ اس روایت کے ایک اور راوی جناب معمر نے حضرت ثابت سے اسی مضمون والی بیان کرتے ہوئے اس کی مخالفت کی ہے۔

اور انہوں نے ''ان ابی و اباك فی النا'' کے الفاظ ذکر نہیں کیے لیکن اس کی بجائے یوں کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے فرمایا۔ جب تو کسی کافر کی قبر کے پاس سے گزرے تو اسے دوزخ کی آگ کی خوشخبری دینا۔ ان الفاظ میں سرکار کریم علیہ السلام کے والد ماجد کے بارے میں کسی بات کا قطعاً تذکرہ نہیں ہے اور یہ روایت، پہلی روایت سے زیادہ مضبوط ہے کیونکہ راوی ''معمر'' اپنے ہم زمانہ راوی ''حماد'' سے زیادہ ثقہ ہیں، وجہ یہ ہے کہ حماد راوی کے بارے میں علماء نے ان کے حفظ پر اعتراض کیا ہے اور یہ بھی کہ ان کی روایت کی ہوئیں بہت سی روایات میں منکر احادیث بھی ہیں۔

بیان کرتے ہیں کہ ان کی لے پالک (منہ بولی بیٹی) نے بہت سی باتیں ان کی کتابوں میں شامل کردی تھیں اور حماد چونکہ اپنی ان روایات کے حافظ نہ تھے۔ اس لیے وہ حدیث بیان کرتے ہوئے ان زائد باتوں کو بھی حدیث کے رنگ میں بیان کردیا کرتے تھے لہٰذا ان میں وہم پڑ گیا اسی وجہ سے بنا پر امام بخاری نے ان سے کوئی حدیث نقل نہیں کی اور نہ ہی امام مسلم نے اصولیات میں ان کی وہ روایت قبول کی جو جناب ثابت سے یہ بیان کرتے ہیں۔

حاکم نے مدخل میں کہا۔ امام مسلم نے اصولیات میں ان کی وہ روایات لیں

جوانہوں نے ثابت سے بیان کیں اور شواہد میں اس کے علاوہ دیگر شیوخ سے بھی ان کی روایات ذکر کیں، ان کے مقابل میں ''معمر'' راوی پر نہ تو کسی نے از روئے حفظ پر کسی نے کوئی اعتراض کیا اور نہ ان کی کسی روایت سے انکار کیا۔ بخاری اور مسلم دونوں ان سے تخریج احادیث پر متفق ہیں لہٰذا ان کی روایت و ذکر کردہ الفاظ زیادہ مضبوط ہوئے۔ پھر ہم نے جناب معمر راوی کی حدیث کی مثل ایک حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص سے منقول دیکھی۔ امام بزار، طبرانی اور بیہقی نے بواسط ابراہیم بن سعد عن زہری عن عامر بن سعد عن ابیہ ذکر کیا کہ:

ایک اعرابی نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: میرا باپ کہاں ہے؟ فرمایا: آگ میں ہے، اس نے پوچھا کہ آپ کا باپ کہاں ہے؟ فرمایا: جب تو کسی کافر کی قبر کے پاس سے گزرے تو اسے آگ کی خوشخبری دینا۔ اسی روایت کے آخر میں امام بیہقی اور طبرانی نے یہ بھی ذکر کیا کہ وہ اعرابی بعد میں اسلام لے آیا اور کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے مجھے مشقت میں ڈال دیا ہے، میرا جب بھی کسی کافر کی قبر کے پاس سے گزر ہوتا ہے تو اس کو آگ کی خوشخبری دینا پڑتی ہے۔

البحر الزخار فی مسند البزار جلد 3 صفحہ 299 رقم الحدیث 1089، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

دلائل النبوۃ جلد 1 صفحہ 192-191، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

المعجم الکبیر جلد 1 صفحہ 101 رقم الحدیث 330، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

کشف الاستار عن زوائد البزار جلد 1 صفحہ 65 رقم الحدیث 93، مؤسسہ الرسالہ بیروت

علامہ ہیثمی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے رجال حدیث صحیح کے رجال ہیں۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ یہ اسناد امام بخاری اور مسلک کی شرط پر ہیں۔

لہٰذا اس حدیث کے الفاظ پر اعتماد معین ہوا اور اس روایت کو دوسری روایت پر فوقیت لازم ہوئی۔

نوٹ: علامہ سیوطی نے یہ حدیث ابن ماجہ کے حوالے سے مع سند ذکر کی ہم ابن

ماجہ کا حوالہ عرض کیے دیتے ہیں۔

سنن ابن ماجہ جلد 1 صفحہ 411 رقم الحدیث 1573 ،فرید بک سٹال لاہور

روایت میں اس زیادتی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لفظ عام انداز میں ذکر فرمائے اروان کے عام ہونے کی وجہ سے مذکورہ اعرابی نے مسلمان ہونے کے بعد ان پر عمل کرنا ضروری سمجھا، اسے اسی وجہ سے یہ گراں معلوم ہوا کہ آپ کا ارشاد ہر کافر وشرک کے لیے تھا اور اگر آپ کا جواب پہلے الفاظ کے ساتھ ہوتا:

یعنی میرا باپ بھی دوزخ میں ہے، تو اس جواب میں اعرابی کے لیے کوئی حکم نہیں ہے جسے پورا کرنا کے لیے وہ مشقت میں پڑتا حالانکہ وہ اپنی مشقت کا ذکر کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ الفاظ (جو پہلی روایت میں مذکور ہیں) راوی کی دخل اندازی کا نتیجہ ہیں۔ اس نے روایت کو اس کے معنی کے پیش نظر اپنے الفاظ میں بیان کیا اور جو اس کے سمجھا بیان کر دیا۔

اس لیے مذکورہ الفاظ (یعنی میرا باپ آگ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں۔

سیوطی، الحاوی للفتاویٰ، جلد 2، صفحہ 214، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

خلاصہ:

ان ابی و اباك فی النار کے الفاظ جس روایت میں ہیں اس کے راوی جناب حماد اتنے مضبوط نہیں جس قدر ان کے ہم عصر اور استاد بھائی جناب معمر ہیں۔ دونوں اپنے شیخ جناب ثابت سے یہ روایت ذکر کرتے ہیں لیکن حماد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں اور معمر کی روایت میں نہیں۔ حماد کے غیر مضبوط ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ امام بخاری نے ان کی کوئی روایت ذکر نہیں کی لیکن معمر کی روایت بخاری و مسلم دونوں میں موجود ہیں۔ پھر اسی مضمون کی ایک اور سلسلہ سے حدیث بھی کتب حدیث میں موجود ہے جسے امام طبرانی بیہقی اور ابن ماجہ وغیرہ نے سعد بن ابی وقاص سے بیان کیا ہے۔ اس میں بھی

یہ الفاظ موجود نہیں، تو ان واقعات وشواہد کے پیش نظر نتیجہ یہ نکلا کہ یہ الفاظ (جسے مخالفین پیش کرتے ہیں) مذکورہ حماد راوی کی طرف سے روایت بالمعنی کی صورت میں ذکر ہوگئے، لہٰذا ان الفاظ کو بطور استدال پیش کرنا حقیقت حال سے بے خبری کے مترادف ہے۔

نور العینین صفحہ 113 فرید بک سٹال لاہور

تبصرۂ سیالوی:

میں کہتا ہوں کہ جب حماد کی روایت سے جناب معمر کی روایت علامہ سیوطی کی تحقیق کے مطابق قوی ہے، حماد سے معمر بھی قوی، اور معمر کی روایت وہی جسے حماد نے ثابت سے روایت کیا اسے ہی معمر نے ثابت سے روایت کیا اور اس میں یہ الفاظ (میرا باپ دوزخ میں) نہیں ہیں اور اس کی تائید بھی حضرت سعد بن ابی وقاص کی حدیث صحیح سے ہوتی ہے۔

اور حماد کی روایت حضور علیہ السلام کے والد ماجد پر اعتراض بھی آتا ہے اور قرآن وحدیث وروایات سے آپ کے والد کا جنتی اور ناجی ہونا بھی معلوم ہو تو اس سب کے ہوتے ہوئے حضرت معمر کی روایت کو ترجیح دینا ہی بہتر ہے جس کی تائید میں اور بھی حدیث صحیح ہے جو کہ بخاری ومسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

دوسرا جواب:

اس اعتراض دوسرا کا جواب یہ ہے کہ اگر مسلم کی روایت کو بھی مانا جائے تو بھی آپ علیہ السلام کے والد ماجد کا دوزخی اور معذب ہونا ثابت نہیں ہوتا اس لیے احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آقا کریم علیہ السلام بھی اپنے گنہگار غلاموں کو چھڑانے کے لیے دوزخ میں تشریف لے جائیں گے۔

اس کے علاوہ دیگر فرشتوں کا دوزخ میں جانا جناب روح الامین کا جہنم میں

احادیث سے ثابت ہے، لہٰذا صرف آگ میں جانے سے عذاب ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

تیسرا جواب:

اس کا یہ ہے کہ مسلم کی اس حدیث میں باپ سے مراد چچا ہے۔ نبی کریم علیہ السلام نے جب اس اعرابی سے فرمایا کہ تیرا باپ دوزخ میں ہے تو اس کی تالیف قلب کے لیے کہ اس کے دل کو ٹھیس پہنچے گی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

میرا باپ یعنی چچا بھی دوزخ میں ہے۔

جیسا کہ علامہ خفاجی اور دیگر علماء نے لکھا ہے اور لفظ آپ کا چچا کے معنی میں استعمال قرآن وحدیث میں کئی مقامات موجود ہے۔ لہٰذا اس حدیث سے نبی کریم علیہ السلام کے والد ماجد حضرت عبداللہ کا دوزخی ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ یہ حدیث قطعی الدلالہ نہیں ہے۔

باب 7:

فضائل سیّدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا

وہ ذات جس کے جسد معظم نے ابواء کو رشک قمر کر دیا جس کی گود سرور کشور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گاہ نبی، جس کی خدمت کو آسیہ و مریم رضی اللہ عنہما آئیں۔ حوریں حق غلامی بجالائیں یعنی:

سیّدہ طاہرہ، طیبہ، آمنہ بنت وھب الزہریہ رضی اللہ عنہا قریش کے قبلہ بنوزہرۃ سے تھیں۔ زہرۃ جناب کلاب کے بیٹے تھے اور جناب کلاب سیّدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے تیسرے دادا ہیں۔ اور یہی وہ مقدس ہستی ہے جن میں حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب جمع ہوتا ہے۔

انسان العیون فی سیرت الامین المامون جلد 1 صفحہ 25، دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت سیّدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی کا نام وہب بن عبد مناف بن زہرۃ تھا جبکہ دادا جان عبد مناف بن زہرۃ بن کلاب تھے، دادی جان کا نام قیلہ تھا اور کہا جاتا ہے ہند بنت ابی قیلہ اور ابو قیلہ کا نام وجزین غالب ابن الحارث تھا۔

طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 44، دار احیاء التراث العربی بیروت

المنتظم فی تاریخ الملوک والامم جلد 2 صفحہ 35 دار الفکر بیروت

سیّدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی برۃ بنت عبدالعزامی بن عثمان اور نانا جان عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار تھے۔

دلائل النبوۃ جلد 1 صفحہ 183، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

جبکہ نانی کا نام نامی اُمّ حبیب بنت اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب بن مرۃ تھا

المنتظم فی تاریخ الملوک والامم جلد 2 صفحہ 35 دار الفکر بیروت

سیّدہ آمنہ کا سلسلہ نسب:

امنة بنت وهب بن عبد مناف بن زهرة بن كلاب بن مرة بن كعب بن لوى بن غالب بن فهربن مالك بن نضر بن كنانة

طبقات ابن سعد جلد 1 صفحہ 44، دار احیاء التراث العربی بیروت

دلائل النبوۃ جلد 1 صفحہ 183، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا اپنے والدین یعنی وہب بن عبد مناف اور برہ بنت عبد العزیٰ کی اکلوتی صاحبزادی تھیں، آپ کا کوئی بہن بھائی نہ تھا۔

تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 335، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

خاندانی شرافت:

خاندانی شرافت کا اندازہ تو اس بات سے ہی ہو جاتا ہے کہ آپ عرب کے قبیلہ قریش سے تعلق رکھتی تھیں اور فقط اسی قدر نہیں کہ والد گرامی قریشی ہے بلکہ والدہ ماجدہ برہ بنت عبد العزیٰ اپنے والد عبد العزیٰ بن عثمان اور والدہ اُمّ حبیب بنت اسد دونوں کی طرف سے قریشی تھی اور قریش کی عظمت تو حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی، جیسا کہ گزشتہ اوراق میں آپ احادیث مبارکہ پڑھنے کا شرف حاصل کر چکے ہیں ذیل میں ہم حصول برکت کے لیے ایک حدیث شریف لکھنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

بلبل سدرۃ جناب جبرائیل علیہ السلام حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے مجھے دیکھ بھال کے لیے بھیجا تو میں نے زمین کے مشرق ومغرب، پہاڑ ومیدان ک اچکر

لگایا تو مجھے کوئی قبیلہ مضر سے بہتر نہ ملا، پھر مجھے حکم فرمایا تو میں نے مضر کا چکر لگایا تو مضر کا کوئی قبلہ مجھے کنانہ سے بہتر نہ ملا۔ پھر مجھے اللہ تعالیٰ عزوجل نے حکم فرمایا تو میں نے کنانہ کا چکر لگایا تو کنانہ کا قبیلہ میں سے بہتر نہ پایا۔

سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 1 صفحہ 236، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

اور صرف اس قدر ہی نہیں بلکہ آپ رضی اللہ عنہ قریش سے تھیں بلکہ آپ نے قریش کے قبیلہ بنو زہرہ سے تھیں، بنو زہرہ اور بنو ہاشم عرب کے وہ قبیلے ہیں جنہیں عرب کے سب قبیلوں پر شرافت حاصل تھی۔ سب سے زیادہ مکرم سمجھے جاتے تھے اور اسی لیے حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا:۔

"خرجت من افضل حيين من العرب هاشم و زهرة ......"

میری جلوہ گری عرب کے سب سے زیادہ فضلیت والے دو قبیلوں بنو ہاشم اور بنو زہرہ سے ہوئی۔

کفایۃ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب جلد 1 صفحہ 66، دارالکتب العلمیہ بیروت

قریش اور بنو زہرہ سے ہونے کے بعد آپ کو یہ امتیاز بھی حاصل تھا کہ آنجناب وہب بن عبد مناف کی بیٹی تھیں اور جناب وہب وہ معزز شخص تھے جن کو بنو زہرہ کی سرداری حاصل تھی، سیادت بنو زہرہ آپ ہی کے ہاتھ تھی اپنی قوم کے رئیس تھے جیسا کہ علمائے سیرت نے لکھا ہے۔

"وهو يو مئذ سيد نبى زهرة سناو شرفا ......"

یعنی جناب وہب بن عبدم ناف عمر اور عزت وشرافت کے اعتبار سے اپنے دور میں تمام بنو زہرہ کے سردار تھے۔

البدایۃ والنھایۃ جلد 1 صفحہ 706، دارالاشاعت کراچی۔

شخصی رفعت:

خاندانی شرافت کے بعد جب سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی شخصی عزت وکرامت کو

دیکھا جائے، ذاتی رفعت و منزلت پر نگاہ دوڑائی جائے تو حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی عظمت مزید نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔ اس مقدس خاتون کا ذکر کرنے سے دل و دماغ سکون پاتے ہیں اہل محبت کے ایمان میں ایک نئی تازگی آجاتی ہے۔

کون سی ایسی برائی تھی جو اہلِ عرب میں نہیں تھی؟ فقط مرد ہی نہیں، عورتوں کی حالت میں نازک تھی، بے حیائی کا دور دورہ تھا، زنا اور فحاشی عام تھی، مؤرخین لکھتے ہیں کہ عرب کی عورتیں مردوں کے ساتھ زنا کرتی رہتی تھیں اور اگر بعد میں مرد چاہتا تو نکاح کر لیتا ورنہ چھوڑ دیتا۔

انسان العیون جلد 1 صفحہ 61، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

اس طرح کے حالات پر نظر کرنے کے بعد حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی سیرت مطہرہ کو دیکھئے تو معاملہ بالکل برعکس نظر آتا ہے، دل و دماغ حیرت میں ڈوب کر رہ جاتے ہیں، ادھر عرب کی عورتوں میں زنا عام اور اس گئے گزرے، فحاشی و بے حیائی کے دور میں بھی آقا کریم علیہ السلام کی والد ماجد، آمنہ طاہرہ کے نام و لقب سے مشہور تھیں۔

یعنی پاک آمنہ، ایک طرف تو عرب کی عورتیں کو کھلے عام مردوں میں پھرتی ہیں، مردوں کے ساتھ اختلاط، معمولی بات خیال کرتی ہیں اور دوسری جانب حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی ذات گرامی مردوں سے دور مردوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا تو کجا کبھی غیر مرد کی آپ پر نظر نہ پڑی، کبھی بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں، علامہ سیوطی لکھتے ہیں یہ بات صحت سے ثابت ہے کہ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کمال درجہ کی باپردہ خاتون تھیں، گھر سے باہر نہ نکلتیں تھیں اور نہ مردوں سے میل جول رکھتی تھیں۔ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے کردار کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اشراف قریش کی طرف سے آپ کے نکاح پیغام آیا کرتے اور آپ کے والد گرامی جب آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھتے تو آپ انکار کرتیں اور فرمایا کرتی:

ابا جان! ابھی تو میری شادی کا وقت ہی نہیں آیا......"

اور وہ کردار کی رفعت ہی تھی کہ آپ کو قوم بھر کی عورتوں سے اعلیٰ سمجھا جاتا تھا، مرتبہ سیارت کی مستحق فقط آپ کی ذات گرامی جانی جاتی تھی اس لیے آج تک علمائے امت بیک زبان اس بات کے معترف ہیں کہ:

وھی یومئذ سیدة نساء قومھا......''

اور حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو نبی شرافت کے علاوہ بھی وہ کمالات عطا کیے گئے تھے کہ آپ اپنے دور میں ساری قوم کی عورتوں کی سردار تھیں۔

البدایۃ والنھایۃ جلد 1 صفحہ 706، دارالاشاعت کراچی پاکستان

علمائے سیرت لکھتے ہیں کہ:

وبھی یو مئذ افضل امرأة فی قریش نسباو موضعا......''

حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نسب و مرتبہ کے اعتبار سے قریش کی افضل ترین عورت تھیں۔

سیرت ابن ہشام مع روض الانف جلد 1 صفحہ 346، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

دلائل النبوہ جلد 1 صفحہ 102، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

انسان العیون جلد 1 صفحہ 59، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

اور اب ذرا جناب حضرت عبدالمطلب کے وہ کلمات ملاحظہ فرمائیے! جو آپ نے سیف بن ذی یزن کے سامنے بیان کیے۔

کریمة من کرائم قومی آمنة بنت وھب بن عبدمناف ......''

میری قوم کی باعزت عورتوں سے ایک بزرگ اور صاحب شرف عورت آمنہ بنت وھب بن عبد مناف......''

دلائل النبوۃ جلد 2 صفحہ 13، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

قارئین کرام! ذرا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ان تاریخی کلمات پر غور فرمائیں تو روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ سید آمنہ رضی اللہ عنہا عزت و منزلت کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھیں۔ جیسے حضرت

عبداللہ رضی اللہ عنہ پیکر سیارت وشرافت تھے۔ یونہی حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا مجسمہٗ شرم وحیاء، نمونہ عصنت و پاکبازی، پیکر حکمت ودانائی رشک خواتین عالم تھیں اور کیوں نہ ہوں؟

یہ ذات تو وہ ذات تھی جس کی گود میں دو عالم کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہونی تھی۔ جس کے گھر سرور کشور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اقوام عالم نے سرنگوں ہونا تھا جن کے سلسلہ نہیں کی ہر ماں پیکر وشرافت اور منبع حیاء تھی، محمد بن سائب کلبی کہتے ہیں کہ

كتبت للنبى خمستما اُم فما وجدت فيهن سفا حا و لا شيأ مما كان من امرأة الجا هلية......

میں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ سو اصحاب کے حالات کو لکھا، تو ان میں زنا اور جہالت کی برائیوں میں سے کوئی برائی بھی نہ پائی۔

الخصائص الکبریٰ جلد 1 صفحہ 64، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

واہ رتبہ تیرا سیّدہ آمنہ — نور ہے آپ کا سیّدہ آمنہ
کب کسی کے مقدر میں ہے وہ ہوا — آپ کو جو ملا سیّدہ آمنہ
ساری توحید ہے تیری آغوش میں — مومنہ مسلمہ سیّدہ آمنہ
کس کو ایمان ہے ان سے بڑھ کر ملا — گھر ہیں ایمان کا سیّدہ آمنہ
آپ مالک ہیں کوثر و فردوس کی — نور حق کی ضیاء سیّدہ آمنہ
سارے نبیوں کا سلطان وسردار ہے — آپ کا لاڈلا سیّدہ آمنہ
آپ ملکہ ہیں جنت کی فردوس کی — آپ پر ہم فدا سیّدہ آمنہ
سب فرشتوں کی جھکتی جبیں ہے جہاں — وہ ہے حجرہ تیرا سیّدہ آمنہ
ازازل تا ابد پاک ہی پاک ہے — سب گھرانہ تیرا سیّدہ آمنہ
اپنے محتاج صائم پہ بہر خدا — ہو نگاہ عطا سیّدہ آمنہ

سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا نسب اور شرف نسبی اور شرف شخصی وذاتی ، شرم وحیاء، عفت وپاکدامنی ، کردار وگفتار کی پاکیزگی ، طاہرہ کا لقب یہ سب باتیں سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے ایمان کی دلیل ہیں کہ آپ مؤحدہ مسلمہ اور مومنہ تھیں کیونکہ ایسا شرم وحیاء طہارت عفت کسی کافر کا نہیں ہوسکتا۔

آپ کے ایمان پر واضح دلیل:

لج پال آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چھ برس تھی اپنی امی جان کے ساتھ اپنے والد بزگوار کے مزار کی زیارت کے لیے تشریف لے جارہے تھی ، ابھی ابواء زادھا اللہ شرفا وتعظیما میں پہنچے ہی تھے کہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی طبیعت مبارک زیادہ خراب ہوگئی۔ سفر کو جاری رکھنا مشکل ہوگیا۔ تقدیر کا نوشتہ غالب آگیا۔ آپ کو اپنے وصال کا یقین ہوگیا اپنے اس نوعمر نور نظر ، سید انس وجاں کے چہرۂ انور پر نظر شفقت و وداع ڈالی اور اپنے شہزادے کو ان آخری لمحات میں آپ نے نصیحت بھرے کلمات ارشاد فرمائے ، وہ کلمات بلکہ میں کہوں گا کہ وہ تاریخی کلمات جو کہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

وہ صرف نصیحت ہی نہیں بلکہ آپ کے ایمان کی شہادت ہیں۔ آپ کے دین و مذہب کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ان کلمات وملفوظات کو اگر بغض کی عینک اتار کر پڑھا جائے ، نظر انصاف پڑھا جائے تو آپ کے دامن کی کفر وشرک بلکہ ہر طرح کی برائی سے پاک پاکیزگی آفتاب نصب النہار کی آشکار ہوجاتی ہے جن کو سننے سے اہل محبت ایمان کو تازگی اور محبت کو نیا نکھار مل جاتا ہے۔

آیئے کلام سیّدہ آمنہ پڑھنے کا شرف حاصل کرتے ہیں اور اپنے قلب وجاں کی راحت وٹھنڈک کا ساماں کرتے ہیں آپ فرماتی ہیں۔

بارك فيك الله من غلام ...... يا ابن الذي من حومة الحمام

اے بیٹے ! اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت عطا فرمائے ، اے اس شخص کے بیٹے جو

موت کے اچانک آنے سے نجات پا گئے۔

رجا بعون الملك الحلام..... فودی غداة الضرب بالسهمام

بہت علم والے بادشاہ کی مدد سے، جس دن قرعہ اندازی کی گئی

وانتُ مبعوث الی الا نام..... من عندذی الجلال و الاكرام

تو، تو دنیا والوں کے لیے نبی بنایا جائے گا، رب ذوالجلال والاکرام کی طرف سے

تبعث فی الحل وفی الحرام..... تبعث باالحقيق و الاسلام

تیری نبوت عامہ حل وحرام دونوں میں ہوگئی، تم حقائق و اسلام کے ساتھ معبوث ہو گئے۔

دين ابيك البر ابراهام..... تبعث باالتخفيف و الاسلام

تمہارے نیک باپ ابراھیم کے دین، تو مبعوث کیا جائے تحفیف اور اسلام کے ساتھ

ان لا تو اليها مع الا قوام..... فاالله انفاك عن الاضام

ان گمراہ قوموں کے ساتھ نہ ملنا، میں تجھے بتوں سے روکتی ہوں

اس کے بعد فرمایا:

"كل حيی ميت، و كل جديد بال، و كل كبير يغنی، وانا ميتة و ذكری باق، وقد تركت خيرا وولدت طهرا......"

ہر زندہ کو مرنا ہے، ہر نئی چیز پرانی ہونے والی ہے، اور ہر بڑا فنا ہو جاتا ہے، اور میں دنیا چھوڑ کر جا رہی ہوں لیکن میرا ذکر باقی رہنے والا ہے کیونکہ میں اپنے پیچھے بھلائی چھوڑ کر جا رہی ہوں اور ایک پاک بچے کو جنم دیا ہے۔

سبل الہدی والرشاد جلد 2 صفحہ 121، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تاریخ الخمیس 1 صفحہ 421، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

السیرۃ النبویہ جلد 1 صفحہ 78، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

المواہب اللدنیہ جلد 1 صفحہ 105، فرید بک سٹال لاہور

زرقانی علی المواہب جلد 1 صفحہ 311-310، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

الحاوی للفتاوی جلد 2 صفحہ 211، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

کیا یہ اشعارہ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے ایمان واسلام اور مؤحدہ ومومنہ ومسلمہ اور ملت ابراھیمی پر ہونے کی واضح دلیل نہیں ہیں؟ خدا کی الوہیت کا ذکر ہے، نبوت مصطفیٰ کا ذکر ہے، آقا کریم علیہ السلام کی رسالت عامہ کا ذکر ہے۔

بتوں سے بیزاری کا ذکر ہے، دین اسلام کا ذکر رہے اور وہ بھی آپ بوقت وصال یہ سب کچھ فرما رہی ہیں تو کیا ابھی بھی شک ہے آپ کے ایمان پر؟

جو اپنے شہزادے کو بتوں سے بچنے کی وصیت کر دی ہیں وہ بھلا خود بتوں کی پوجا کیسے کرسکتی ہیں؟ لہٰذا ثابت ہوا کہ مؤحدہ اور مومنہ اور مسلمہ تھیں اور اسی حالت میں آپ کا وصال ہوا۔ صحت مبارک کے زیادہ خراب ہونے سے اسی جگہ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال باکمال ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کا مزار پر انوار ابواء شریف میں ہی ہے۔ ابواء مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ قدیم شاہرہ جو کہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جاتی ہے اس پر ایک ہزار گاؤں، مستورہ کے نام سے آتا ہے یہاں سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے دائیں طرف چند میل کے فاصلہ پر ابواء کی بستی ہے، بستی سے باہر ایک اونچا ٹیلا ہے ارد گرد جھاڑیاں اور کیکر کے درخت ہیں، اس ٹیلے پر حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا مزار پر انوار ہے۔ مزار کیا ہے کالے پتھر توڑ کر ایک جگہ بے ہنگم سا ڈھیر لگا دیا گیا ہے اور اس کے ارد گرد چار دیواری ہے وہ بھی کالے پتھروں کو جوڑ کر بنا دی گئی ہے۔

مزار پرانوار کی قدرتی حفاظت:

کفار مکہ احد کے لیے آرہے تھے جب ان کا گزر ابواء معلیٰ سے ہوا تو انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے جسد اطہر کو ان کی قبر انور سے نکال لیں اور

اذیت رسول کے ارادہ سے جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائیں اور بولیں:۔

هذه رمة امك و اعظمها ......"

کہ تمہاری ماں کا جسم اوران کی ہڈیاں ہیں۔

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں

فكفهم الله بهذا لقول اكراما لام النبى صلى الله عليه وسلم......'

اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام اور عزت کے لیے ان کفار کو ان کے ناپاک ارادے سے روک دیا۔

الکامل فی التاریخ جلد 1 صفحہ 275 بحوالہ ماہنامہ اہلسنّت گجرات

اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

(1) معلوم ہوا کہ آقا کریم علیہ السلام کی والدہ ماجہ کے مزار پرانور وشکبار کی توہین کرنا کفار کا طریقہ ہے۔

(2) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے مزار پر انوار کی حفاظت کرنا اللہ کریم کی سنت ہے اس رب کریم نے آپ کے مزار کی حفاظت فرمائی اور کافروں کو کامیاب نہ ہونے دیا۔

(3) کافر بھی یہ جانتے تھے کہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو اذیت پہنچانے سے، آپ کی توہین کرنے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور اذیت پہنچے گی، لیکن افسوس ہے ان لوگوں پر جو مسلمان کہلانے کے باوجود سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں، سوچیں، سمجھیں اور غور کریں وہ لوگ کہ کہیں قلب مصطفیٰ کو دکھا تو نہیں رہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ آمنہ کے مزار پر:

مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1147 ''مناقب کردی''

کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔

حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ محترمہ کے مزار پر انوار پر تشریف لے گئے اور بے حد گریہ زاری کی اور ایک خشک درخت کی شاخ لے کر والدہ ماجدہ کی قبر انور کے قریب گاڑی اور فرمایا اگر یہ درخت قدرت خداوندی سے سرسبز و شاداب ہوگئی تو میری امی جان کے قبول اسلام کی علامت ہوگی، پھر وہ درخت فوراً ہرا بھرا ہوگیا اور سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا آقا کریم علیہ السلام کی دعا و معجزے سے زندہ ہو کر تفاصیل دین پر ایمان لائیں اور دعوت اسلام قبول فرما کر پھر عالم برزخ کی طرف مراجعت فرما گئیں۔

تفسیر روح البیان جلد 1 صفحہ 219، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

نکات واشارات:

جس مٹی کو آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کا قرب نصیب ہو جائے، باوجود اس کے کہ وہ مٹی ہے، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرب مکانی کے سوا کوئی تعلق نہیں رکھتی لیکن پھر بھی علمائے کرام اس کو ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

ماضم اعضائه الشريفة فانه افضل مطلقا حتى من الكعبة والعرش والكرسى......"

جو جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضائے مبارک سے ملی ہوئی ہے۔ کائنات کی ہر جگہ سے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ، کرسی اور عرش اعظم سے بھی افضل ہے۔

تفسیر روح المعانی جلد 25 صفحہ 113، مکتبہ امدادیہ ملتان

رد المختار جلد 2 صفحہ 278، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

مرقات جلد 2 صفحہ 190، مکتبہ امدادیہ ملتان

الذبۃ العمدہ صفحہ 124، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

عصیدہ الشھدۃ شرح قصیدہ بردہ صفحہ 110-18، میر محمد کتب خانہ کراچی

شرح صحیح مسلم للنوی جلد 1 صفحہ 446، قدیمی کتب خانہ کراچی

محترم قارئین! غور فرمائیں وہ بطن اقدس جس کے ساتھ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق، اس مٹی کے تعلق سے سینکڑوں گنا زیادہ ہے نو ماہ کا عرصہ جس شکم اطہر میں آپ جلوہ افروز رہے کیا اس ماں کا اتنا بھی مرتبہ نہیں ہوگا کہ وہ جنت جا سکے؟ کیا وہ جہنم کا ایندھن بن سکتا ہے؟ عقل سلیم اس قصہ کو تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے۔ جب جسد مصطفیٰ سے لگنے والی خاک کا یہ مقام ہے تو سیّدہ آمنہ پاک کا کیا مقام ہوگا۔

دوسرا نکتہ:

قاضی سلیمان منصور پوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتیں ہیں کہ مجھے بوڑھی عورتوں نے کہا کہ حمل کے دنوں میں کچھ لوہا گردن میں لٹکا لو اور کچھ گر بازوؤں میں باندھ لو۔ میں نے ایسا ہی کر لیا مگر چند روز کے بعد دیکھا کہ وہ لوہے کی چیزیں کہیں گری پڑی تھیں پھر میں نے کچھ نہ باندھا۔

رحمۃ العالمین جلد 2 صفحہ 109، مکتبہ اسلامیہ لاہور، فیصل آباد 2011ء

یہ دور جاہلیت کی ایک رسم تھی کہ جب عورت حاملہ ہوتی تو لوہا اس کے گلے میں اور بازوؤں میں ڈالا جاتا تو جب کچھ بوڑھی عورتوں نے سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے گلے میں اور بازوؤں میں ڈالا تو وہ ٹوٹ کر گر گیا۔ کیونکہ یہ جہالت کی نشانی اللہ تعالیٰ کو نبی کریم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے جسم اطہر پر پسند نہ آئی۔ تو جب ان کے جسم اطہر پر جاہلیت کی نشانی رب کریم کو پسند نہیں تو پھر ان کے باطن میں جاہلیت یا کفر وشرک رب کو کیسے گوارا ہوگا؟

تیسرا نکتہ:

علماء بیان کرتے ہیں کہ جس مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام چالیس دن رہے وہ مچھلی جنت میں جائے گی۔

ہم کہتے ہیں کہ جس مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام چالیس دن رہیں

وہ جنتی ہیں اور جس مقدس ماں کے شکم میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نو ماہ جلوہ فرما رہیں وہ جنت کیونکر نہ جائیں گی؟ اور پھر بھی ذہن میں رہے کہ ادھر مچھلی اور ادھر سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا

ادھر پیٹ میں رہنے والے حضرت یونس علیہ السلام اور ادھر شکم اطہر میں رہنے والے سیّدنا محمد مصطفیٰ، امام انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

منقبت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا

مجھ کو بھی ہے اعتراف عظمت اُمّ رسول
مجھ کو بھی بخشی خدا نے الفت اُمّ رسول

آنکھ کھولی ہے حبیب حق نے ان کی گود میں
اس سے بڑھ کر اور کیا ہو حشمت اُمّ رسول

ان کی ماں ہیں وہ جو ہیں سردار معصومین کے
اللہ اللہ شان معصومیت ۔اُمّ رسول

ان کے بیٹے کا مقام اب تک کوئی سمجھا نہیں
کوئی کیا سمجھے گا قدر و وضعت اُمّ رسول

انقلاب وقت سے اس میں کمی آتی نہیں
ہے قلوب اہل حق میں عظمت اُمّ رسول

ظالموں نے کر دیا معدوم ابواء کا نشاں
وہ فلک پایہ مقام رحلت اُمّ رسول

جو شفاعت خواہ ہیں شاہ مدینہ کے وہ ہیں
آرزو مند نگاہ رحمت اُمّ رسول

اب مٹا کر دیکھ لو اس کو بھی اے شاہاں وقت
وقت کے لب پر ہے ذکر عظمت اُمّ رسول

ان کا بھی ان کے جگر پارہ کا بھی واصف ہوں
سرخرو مجھ کو کرے گی نسبت اُمّ رسول

ان کے بیٹے کی شفاعت اب میرا حق ہے طارق
میں نے بھی تحریر کی مدحت اُمّ رسول

جان کائنات ہم پر خوش ہوں گے اے ظفر
ہم نے بھی کی ہے بیان عفت اُمّ رسول

اعتراض:

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ محترمہ کی قبر انور کی زیارت کو گئے تو وہاں جا کر خود بھی روئے اور اپنے اردگرد کے لوگوں کو بھی رلایا۔

پھر فرمایا: میں نے اپنی والدہ کے استغفار کے لیے اپنے رب سے اجازت طلب کی تو مجھے اجازت نہیں دی گئی پھر میں نے ان کی قبر کی زیارت کرنے کے بارے میں اجازت طلب کی تو مجھے اجازت دی گئی ہیں اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ موت کی یاد دلاتی ہیں۔

صحیح مسلم صفحہ 436 رقم الحدیث 2256، دار المعرفہ بیروت لبنان
سنن ابی داؤد جلد 3 صفحہ 287 رقم الحدیث 3234، دار المعرفہ بیروت
سنن نسائی جلد 1 صفحہ 663 رقم الحدیث 2033، فرید بک سٹال لاہور
سنن ابی ماجہ جلد 1 صفحہ 411 رقم الحدیث 1572، فرید بک سٹال لاہور

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا شرکہ تھیں (نعوذ باللہ) اگر وہ مومنہ ہوتیں تو ان کے استغفار کی اجازت دی جاتی۔ استغفار کی اجازت نہ ملنا ان کے کفر و شرک کی دلیل ہے۔

جواب: ہم مانتے ہیں کہ کام کے لیے استغفار منع ہے لیکن یہ بتاؤ کہ کافر کی قبر پہ زیارت کی نیت سے حاضری دینا کہاں جائز لکھا ہے؟ وہ بھی تو منع ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ ط اِنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَا تُوْا وَھُمْ فٰسِقُوْنَ ○

اوران میں سے کسی کی قبر پر کھڑے نہ ہونا یہ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کے ساتھ کفر کرتے رہے اور فاسق ہی مرے۔

پارہ نمبر 10 سور، التوبہ آیت 84

اگر کفر کی وجہ سے استغفار سے منع کیا جاتا تو قبر پر حاضری سے بھی روک دیا جاتا، جب قبر پر حاضری اور زیارت سے نہ روکا گیا، تو ثابت ہوا استغفار سے روکنے کی وجہ کفر نہیں کوئی اور ہے اور وہ وجہ اہل دل سے پوچھو تو یوں کہیں گے۔

وہ وجہ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی عظمت وطہارت اور پاکیزہ کردار کو بیان کرنا تھا اگر گناہ گار ہوتیں تو استغفار کی اجازت دے دی جاتی، استغفار سے منع کر کے بتا دیا کہ استغفار ہوتا ہے گناہ کاروں کے لیے جبکہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا تو مومنہ تھیں، موحدہ تھیں، طیبہ تھیں، طاہرہ تھیں، کفر تو دیا در کنا گناہوں کی غلاظت اور آلودگی سے بھی ان کا دامن پاک تھا۔

دوسری وجہ اور حکمت یہ بھی تھی کہ اگر والدہ محترمہ کے لیے استغفار کی اجازت آپ کو دے دی جاتی تو کئی کمزور عقیدہ لوگ طرح طرح کی باتیں کرتے۔

آپ کے صاف ستھرے اور پاکیزہ کردار کو شک کی نگاہ سے دیکھتے، آپ کی طہارت پر انگلی اٹھاتے کہ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا مومنہ تو تھیں لیکن زمانہ جاہلیت کا بگڑا ہوا معاشرہ اور خراب ماحول آپ پر ضرور اثر انداز ہوا جس کی تلافی اور بخشش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کی وجہ سے ہوئی تو استغفار سے روک کر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف آپ کا مومنہ اور موّحدہ ہونا ثابت کیا بلکہ حقیقی معنی میں طاہرہ اور گناہوں سے پاک ہونا بھی ثابت کر دیا۔

تیسری وجہ یہ بھی تھی کہ اپنے اور پرائے کی تمیز ہو جائے کہ استغفار سے ممانعت کی

بنیاد پر کس کا ایمان تنقیص پہ تکمیل کرلے گا اور کس کا ایمان تعظیم کو اپنائے گا۔کون ممانعت کی بنیاد پر ابوین مصطفیٰ کی عظمت وطہارت کے گیت گائے گا اور کون محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچا کر دنیا و آخرت کی لعنت خریدے گا۔

ماہنامہ اہلسنّت، سیّدہ آمنہ صفحہ نمبر 8

اسی اعتراض کا جواب دیتے ہوئے غزالی زماں، رازی دوراں، استاذ العلماء امام المناطقہ، امام المناظرین، قطب العلماء حضرت علامہ مولانا محمد اشرف علی سیالوی رحمتہ اللہ علیہ متوفی ہجری 1434 لکھتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی بلکہ وہاں قیام فرما کر دو رکعت نماز بھی ادا فرمائی اور اس اجازت کا ملنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے مومنہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ مشرکین کی قبروں پر کھڑے ہونے سے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روک دیا تھا۔(توبہ 84)

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ العیاذ باللہ مشرکہ ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی پر قبر پر کھڑا ہونے کی اجازت نہ دی جاتی چہ جائیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں دو رکعت نماز بھی ادا فرمائے۔

رہا یہ امر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو والدہ ماجدہ کے لیے استغفار سے روک دیا۔اس کا جواب یہ ہے کہ جب انبیاء کے حق میں دعائے مغفرت کی جائے تو ان کے گناہوں میں ملوث ہونے کا وہم پیدا نہیں ہوتا کیونکہ وہ معصوم ہوتے ہیں اور جب غیر معصوم کے لیے دعائے مغفرت کی جائے تو اس سے یہ وہم پیدا ہوسکتا ہے کہ شائد وہ گناہوں میں ملوث رہا ہو۔اللہ تعالیٰ نے حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار سے روک دیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے بارے میں کسی شخص کو یہ وہم نہ ہو کہ وہ گناہوں میں ملوث رہی تھیں۔ اس حدیث میں آپ کی عظیم فضلیت ہے کہ وہ مومنہ بھی تھیں اور نیک و پرہیز گار اور گناہوں سے پاکدامن بھی۔

حاشیۂ الوفا باحوال مصطفیٰ صفحہ 153، حامد اینڈ کمپنی لاہور

سبحان اللہ: کیا ایمان افروز بات کہی قبلہ شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ایمان تازہ کردیا۔

آیئے قارئین! آپ کی ضیافت طبع کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ اسی عنوان سے متعلقہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

ایک دفعہ آپ تقریر فرمارہے تھے کہ ایک آدمی نے سوال کیا کہ ایمان نام ہے تصدیق بالنبوۃ کا اور وہ والدین مصطفیٰ کو حاصل نہیں تو وہ مومن کیسے؟ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین...... آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

کفر نام ہے تکذیب بالنبوۃ کا، وہ تو والدین مصطفیٰ نے کی نہیں تو وہ کافر کیسے؟

سبحان اللہ کیا بات ہے علامہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی حاضر جوابی کی۔

اعتراض:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ملیکہ کے دو بیٹے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئے کہ ہماری ماں دور جاہلیت میں فوت ہوگئی کہنے لگا کچھ ہے۔ میں نے اس کی بتائی ہوئی عمر سے اندازہ لگایا کہ شیخ کی وفات کے وقت اس کی عمر دو سال بنتی ہے۔ ابراہیم بن عرعرہ، ابواحمد زبیری سے بیان کرتے ہیں کہ حارث بن معین اور ابوالبقھان (عثمان عمیر) رجعت پر یقین رکھتے تھے اور کہا گیا ہے کہ یہ تشیع میں غلو کرتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ امام احمد ابن حنبل نے اس کے متعلق بیان کیا کہ عثمان ابن عمیر ابن عمر وقیس الجبلی ہے اور اپنے باپ کے دادا کی طرف نسبت رکھتا ہے۔ امام بخاری نے اسے اوسط میں اس صفل میں ذکر کیا جس میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو ایک سو بیس اور ایک سو تیس ہجری کے درمیان انتقال کر گئے اور کہا کہ یہ منکر الحدیث ہے۔ اور حضرت انس سے اس کا سماع نہیں ہو۔

امام بخاری الکبیر میں لکھا ہے کہ یحییٰ اور عبدالرحمٰن اس کی حدیث بیان کرتے تھے

اور یہ شخص ابن قیس الجبلی عثمان بن ابی حمید الکوفی ہے جوز جانی نے امام احمد کے حوالہ سے کہا کہ یہ منکر الحدیث ہے اور اس کو یہی مرض تھا۔ برقانی کا کہنا ہے کہ دارِ قطنی نے اسے تروک کہا اور حاکم نے دار قطنی سے بیان کیا یہ ٹیڑھا ہے اس کی باتیں قابل صحت نہیں۔
ابن عبد البر نے کہا کہ تمام محدثین نے بالاتفاق اسے ضعیف کہا۔

ابو احمد حاکم کہا کہنا ہے کہ یہ شخص محدثین کرام کے نزدیک مضبوط راوی نہیں ہے۔
ابن حبان نے کہا کہ ذہنی طور پر اس میں امتیاز باقی نہیں رہا تھا۔ یہاں تک کہ اپنی بات تک کو بھول جاتا تھا، اس سے احتجاج درست نہیں۔

ابن عدی نے ردیّ المذہب کہا: تشیع میں غالی اور رجعت کا قائل کہا اور اس کی روایات کو ضعیف ہونے کے باوجود لکھا جاتا ہے۔

تہذیب التہذیب جلد 5 صفحہ 508-507 رقم الترجمہ 4643، دار الفکر بیروت لبنان
الکامل فی الضعفاء الرجال جلد 6 صفحہ 282 رقم الحدیث 1325/357، دار الکتب العلمیہ بیروت
احمد بن حنبل، کتاب العلل ومعرفۃ الرجال جلد 1 صفحہ 473 رقم الترجمہ 1109 دار القبس الریاض

مشہور مصری محقق احمد شاکر لکھتا ہے کہ:

اس کی صند ضعیف ہے

حاشیہ مسند احمد جلد 3 صفحہ 256

علامہ ہیثمی مندرجہ بالا حدیث سے متعلق لکھتے ہیں:

رواہ احمد، والبزار، والطبرانی، وفی اسانید هم کلهم عثمان بن عمیر وهو ضعیف

اس حدیث کو امام احمد، بزار اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور تمام سندوں میں عثمان بن عمیر راوی موجود ہے جو کہ ضعیف ہے۔

مجمع الزوائد جلد 10 صفحہ 477، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

تو ایک ایسی حدیث جس کے ضعیف پر محدثین کا اتفاق ہے، کو پیش کرنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے دوزخی ہونے کا قول کرنا نہ تو علمی دیانت داری ہے

اور نہ ایمان کا تقاضا۔ ضعیف حدیث سے فضلیت تو ثابت کی جاسکتی ہے، لیکن نقص وعیب اور دوزخی ہونا ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

سیّدنا امام غزالی علیہ رحمتہ الوالی لکھتے ہیں کہ:

جب تک تواتر سے ثابت نہ ہو کسی مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرنا جائز نہیں۔

احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 125، مطبعۃ المشھد حسینی، قاہرہ مصر۔

احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 302، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

تو جب تواتر سے ثبوت کے بغیر کسی کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرنا جائز نہیں تو پھر ایک ضعیف حدیث کو لے کر نبی کریم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کو دوزخی کہنا کیسے جائز ہوگا۔ اور معترضین حضرات اگر کچھ غور وخوض سے کام لیتے تو اس حدیث کے آخر میں اس کا جواب بھی موجود ہوگا جو کہ گزشتہ صفحات میں ہم قارئین کی نذر چکے ہیں۔

بہر حال ان تمام دلائل سے سیّدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی عظمت وشان وایمان واضح ہوگیا

اُم خیر الورای سیّدہ آمنہ ۔۔۔ مادر مصطفیٰ سیّدہ آمنہ
جان صدق و صفا سیّدہ آمنہ ۔۔۔ روح شرم و حیاء سیّدہ آمنہ
معرفت کی بنا سیّدہ آمنہ ۔۔۔ بالیقین مومنہ سیّدہ آمنہ
آپ کے ہاں لیا شاہِ دین نے جنم ۔۔۔ نوری آئینہ سیّدہ آمنہ
گود میں ان کی تشریف لائے نبی ۔۔۔ خیر کا سلسلہ سیّدہ آمنہ
ہائے کیا ہوگی محبوب کی کیفیت ۔۔۔ جب ہوئی تھیں جدا سیّدہ آمنہ
ان کی خاطر ہو گی چشم سرکار نم ۔۔۔ سوز کا ارتقا سیّدہ آمنہ
جو ضمانت ہے ایقان و ایمان کی ۔۔۔ آپ کی ہے ولا سیّدہ آمنہ
آپ کی پوتی خاتون جنت ہوئیں ۔۔۔ مخزن اتقا، سیّدہ آمنہ

آپ کی بات کی جائے یہ سوچ کر — کس کی ہیں والدہ سیّدہ آمنہ
کیسے فیضان توصیف ان کی کروں — سوچ سے ہیں ورا سیّدہ آمنہ
فاطمہ کے سنور جائیں دین و نیا — ہو اک نگاہِ عطا سیّدہ آمنہ
جنکے ٹکڑوں پہ پلتے ہیں ہم اے ظفر — وہ سیّدہ آمنہ کے ہیں نور نظر
خدا کے محبوب کی ہیں والدہ — سیّدہ آمنہ سیّدہ آمنہ

ایمان والدین مصطفیٰ پر علماء اہلسنّت کی کتب:

حضور شہنشاہِ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین موحد، مومن اور ملت ابراہیمی پر تھے اور اسی پر ہی وصال باکمال ہوا اور وصال بھی دور فترت میں ہوا جبکہ کسی بھی نبی کا زمانہ نہیں تھا۔

علماء، متقدمین سے تو یہ مسئلہ مخفی ہی رہا لیکن متاخرین حضرات نے اس مسئلہ کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا اور والدین شریفین کے ایمان کے قرآن وسنت سے ثابت کیا علماء اہل سنت نے اس عنوان پر خوب کام کیا اور حق غلامی ادا کر دیا۔

ذیل میں ہم اس کتب کے اسماء مع مصنّفین لکھیں گے جو ہمیں معلوم ہو سکے لیکن اس سے قبل ایمان والدین پر ایک

خوبصورت حوالہ:

علامۃ الجلیل، شیخ حسن بن عمار علی الشرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1069، اپنی مشہور زمانہ، مستند اور درسی کتاب میں لکھتے ہیں:

جب مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً میں حاضری کا شرف حاصل ہوا اور سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور پر حاضر ہو کر اسلام عرض کرو اور یوں بھی سلام عرض کرو:۔

السلام علیك و علی اصولك الطیبین......"

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہواور آپ پاک وطیب آباء واجداد پر اس کے تحت طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1231 لکھتے ہیں کہ:۔

آپ کے آباءواجدادوامہات یعنی مردوں اور عورتوں پر سلام ہو۔

طحطاوی علی المراقی الفلاح جلد 2 صفحہ 430، مکتبہ غوثیہ کراچی پاکستان

معلوم ہوا کہ علامہ حسن بن عمار علیہ الرحمۃ الغفار اور علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ بھی تھا کہ حضور جان کائنات، نبی کل عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء امہات مومن تھے، تبھی تو ان پر سلام بھیج رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے علمائے اہلسنّت کو، مفسرین، محدثین، فقہاء اور سیرت نگاروں کو جنہوں نے سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے صاحب ایمان اور جنتی وناجی ہونے کے ثبوت پر مختلف ادوار میں لاتعداد کتب تصنیف کیں علمی اور تحقیقی کام کیا، ان کے کتابوں کے ناموں کی حتمی فہرست مرتب کرنا ایک بڑا محنت طلب کام ہے۔

لیکن قارئین کی معلومات میں اضافہ کے لیے اور حقیقت حاصل سامنے لانے اور خدمات علمائے اہلسنّت کو سلام عقیدت پیش کرنے کے لیے یہاں عربی، اُردو، سندھی زبانوں میں لکھی گئی چند کتب کے نام مع مصنف درج کیے جارہے ہیں۔

(1) کتاب فی احوال والدی الرسول، حجۃ الاسلام امام محمد بن غزالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 505

(2) ایجاز الکلام فی والدی سید الانام، شیخ عفیف الدین محمد بن حسن تیریزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 855

(3) التعظیم والمنتہ فی ان الوی رسول اللہ فی الجنتہ، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911

(4) الدرج المنیفہ فی الآباء الشریفۃ، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911

(5) السبل الجلیۃ فیہ الآبا العلیہ سبل النجاۃ، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911

(6) مسالک الحنفاء فی والدی مصطفیٰ، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911

(7) المقامۃ السندیسۃ فی الآباء الشریفہ المصطفویۃ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911

(8) نشر العالمین فی احیاء الابوین الشریفین، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911

(9) رسالہ فی ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قاضی حلب شیخ محمد شاہ بن محمد فناری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 926

(10) رسالہ فی ابوی الرسول ں شیخ احمد بن سلیمان حنفی المعروف شیخ ابن کمال پاشا رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 940

(11) انباء الاصطیفا فی حق آباء المصطفیٰ، شیخ محی الدین محم بن قاسم امام حنفی المعروف ابن خطیب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 940

(12) منہج السنہ فی کون ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجنۃ 753 کتب کے مصنف مورخ شام شیخ محمد بن علی طولوں صالحی دمشقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 953

(13) الاقوال منقولۃ عن الائمہ فی ابویہ صلی اللہ علیہ وسلم شیخ الاسلام احمد بن محر ھیتیمی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 974

(14) تحقیق امال الراجین فی ان والدین المصطفیٰ بفضل اللہ فی الدارین من الناجین شیخ نور الدین علی محمد الجزار مصری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 984

(15) رسالۃ فی ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام کے امام وخطیب مفتی مکہ مکرمہ شیخ عبد القادر بن محمد طبری حسینی

(16) الانوار النبویہ فی اباء خیر البریہ، شیخ محمد بن عبد الرفیع حسینی مرسی اندلسی اشعری غوثی مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1052

(17) الجوھرۃ المضیہ فی حق ابوی خیر البریہ، فقیہہ جلیل شیخ صالح بن محمد تمر تاشی غزی حنفی رحمہ اللہ علیہ متوفی ہجری 1055

(18) تادیب المتمر دین فی حق الابوین، شیخ اوحد الدین عبد الاحدین مصطفیٰ کتاہی سیواسی نودلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1061

(19) ھوایا الکرام فی تنزیہ آباء النبی علیہ السلام، قاضی موصل شیخ یوسف بن عبد اللہ دمشقی حلبی بدیعی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1073

(20) سد الدین وسد الدین فی اثبات النجاۃ والدرجات للوالدین، مفتی شافیہ مدنیہ منورہ علامہ سید محمد عبد الرسول برزنجی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1103

(21) مرشد الہدیٰ فی نجاۃ الوی النبی المصطفیٰ' قاضی حلب شیخ ابراھیم بن مصطفیٰ فرخی المعروف وحدی رومی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1126

(22) رسالۃ السرور والفرح فی حق ایمان والدی الرسول' شیخ محمد بن ابوبکر عشی خشی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1145

(23) تحفۃ الصفا فیھما یتعلق بابوی المصطفیٰ' شیخ احمد بن عمر دہری غنمی ازہری مصری شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1151

(24) القول المختار فیھا یتصلق بالوی النبی المختار، شیخ احمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ

(25) مطلع النیرین فی اثبات النجاۃ الدرجات لوالد سید الکونین' شیخ احمد بن عدوی طرایلنسی دمشقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1172

(26) قرۃ العین فی ایمان الابوین، شیخ حسین بن احمد حلبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1761

(27) الرد علی من اقتحم القدح فی الابوین الکریمین' شیخ ابوالخلاص حسن بن عبداللہ بخشی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1190

(28) ذخائر العابدین وارغام الھاندین فی نجاۃ والدی المکرّمین سید المرسلین' مفتی حلب شیخ محمد یوسف غزالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1194

(29) رسالۃ فی اثبات النجات والایمان یوالدی سید الاکوان' شیخ علی بن صادق دمشقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1199

(30) رسالہ موجزۃ فی حق النبی صلی اللہ علیہ وسلم' شیخ سعد الدین سلیمان بن عبدالرحمٰن مستقیم رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1202

(31) الانتصار لوالدی النبی المختار حافظ محمد مرتضی بگرامی زبیدی حسینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1205

(32) حدیقۃ الصفانی والدی المصطفیٰ، حافظ محمد مرتضیٰ بگرامی زبیدی حسینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1205

(33) العقد المنظم فی امہات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حافظ محمد مرتضیٰ بگرامی زبیدی حسینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1205

(34) بسط الیدین الاکرام الابوین، مولانا محمد غوری مدراسی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1238

(35) القول المسدد فی نجاۃ والوالدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم' عبدالرحمٰن شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری

1258

(36) مناقب السیدۃ آمنہ والدۃ الرسول اللہ، امام خطیب حرم مکی علامہ سید یحیٰ مؤذن حسنی متوفی ہجری 1260

(37) سبل الاسلام فی حکم آباء سید الانام، محمد بن عمر بالی مدنی حقی رحمۃ اللہ علیہ

(38) خلاصۃ الوفا فی طہارۃ اصول المصطفیٰ من الشترک والجفاء، شیخ محمد یحیٰ بن طالب مغربی مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہری 1330

(39) السیف المسلول فی القطع بنجاۃ ابوی الرسول، قاضی، قاضی موصل شیخ احمد فائز بن محمود شہری زوری کردی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1336

(40) بلوغ المرام فی اباء النبی علیہ السلام شیخ ادریس بن محفوظ شریف الجزائری نبونسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1354

(41) سعادۃ الدارین بنجاۃ الابوین مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ خاتم المحققین شیخ محمد علی بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1367

(42) ام النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ڈاکٹر عائشہ عبد الرحمٰن مصری المعروف بنت الشاطی متوفی ہجری 1419

(43) نخبۃ الافکار فی تنجیۃ والدی المختار، شیخ محمد اسماعیل حسنی

(44) اُم النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیخ عبد العزیز شناوی مصری۔

(45) رسالۃ فی ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم گم نام مؤلف،

(46) رسالۃ فی نجاۃ ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکونہما من اھل الفترۃ، شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ

(47) رسالۃ فی اجاۃ الابوین الشریفین گمنام مولف

(48) مطالع النور السنی المنتی علی طھارۃ نسب النبی العربی، شیخ عبد اللہ آفندی رومی رحمۃ اللہ علیہ

(49) بلوغ المأرب فی نجاۃ آبایہ علیہ الصلوٰۃ والسلام، شیخ سلیمان ازہری لازمی

(50) تنبیہ الفحول فی اثبات ایمان آباء الرسول، مولانا علی بن احمد گویا موی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1270

(51) الکلام المقبول فی اثبات اسلام آباء الرسول، نوے سے زائد کتب کے مصنف مولانا وکیل احمد سکندر پوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1322

(52) الدر الیثم فی ایمان اباء النبی الکریم، مولانا علی انور کاکوروی قلندری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1324

(53) الکلام المقبول فی طہارت نسب الرسول، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1391

(54) ابوین مصطفیٰ، علامہ فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ

(55) تنویر الکلام فی اثبات، اسلام آباء الکرام، شیر اہلسنّت علامہ محمد نایت اللہ قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1981ء

(56) تقدیس والدی مصطفیٰ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

(57) شمول، الاسلام، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی

(58) عظمت ومقام ابوین شریفین سید الورای علامہ محمد الیاس چشتی

(59) فضائل سیّدہ آمنہ طاہرہ، علامہ، علامہ مفتی محمد امین نقشبندی مدظلہ

(60) والدین کریمین، علامہ پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ

(61) نور العین فی ایمان آباء سید الکونین، حضرت علامہ مولانا محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

(62) والدین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، ڈاکٹر کوب نورانی

(63) عقیدۃ العلماء فی ایمان آباء مصطفیٰ، ابوذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ

جی قارئین! ہم آقا کریم علیہ السلام کی ظاہری حیات طیبہ کے تریسٹھ سال کی نسبت سے تریسٹھ کتابوں کے نام لکھ رہے ہیں جو کہ ایمان والدین مصطفیٰ، امہات النبی اصول مصطفیٰ کے حوالے سے تحریر کی گئیں۔

اسی کے ساتھ ہی ہماری یہ تحریر عقیدۃ العلماء فی ایمان آباء المصطفیٰ المعروف عظمت والدین مصطفیٰ پایہ تکمیل کو پہنچی، خالق مصطفیٰ جل وعلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کا جتنا شکر ادا کریں اتنا کم ہے کہ جس نے ہمیں اپنے محبوب، دانائے غیوب، منزۃ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں یہ نذرانہ عقیدت وصحبت پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

اللہ کریم کی بارگاہ بے کس پناہ میں دعا ہے کہ رب کریم اپنے محبوب کریم علیہ السلام کے وسیلہ پاک سے ہماری اس تحریر کو قبولیت عامہ عطا فرمائے۔

ہدایت کا ر ذریعہ بنائے، ہمارے لیے ہماری معاونین و ناشر و قارئین سب کو دارین کی سعادتیں عطا فرمائے۔

بروزِ حشر آقا کریم علیہ السلام کی شفاعت نصیب فرمائے، احکم الحاکمین جل جلال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا صدقہ ہمارے والدین کی صحت کا صلہ عطا فرمائے جن مسلمان بھائیوں کے والدین دنیا سے جا چکے ہیں ان کے والدین کو اللہ کریم صدقہ والدین مصطفیٰ کا جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، مولائے کائنات ہمیں دین متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے ہماری نیک دعائیں، التجائیں، فریادیں، اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین بجاہ نبی الامین

ابو ذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ
خطیب جامعہ مسجد صدیقہ محلّہ رشیدہ آباد
چونگی نمبر 3 لاہور روڈ ضلع چینوٹ

تاریخ اسلامی: 20 رمضان المبارک ہجری 1436
تاریخ عیسوی: 2015-7-8
بوقت دن 3:26

مصادر التحقیق فی عقیدہ العلماء

(1) قرآن مجید، فرقان حمید، برہان رشید، کلام رب العالمین جل جلالہ

<u>کتب تفسیر</u>

(2) تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما متوفی ہجری 68
دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(3) تفسیر القرآن العظیم، امام عبدالرحمٰن بن محمد ادریس بن ابی حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 327 ' دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(4) جامع البیان، امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 310
داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان

(5) بحر العلوم، ابواللیث نصر بن محمد بن احمد السمرقندی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 375
دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(6) التفسیر الکبیر، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 360
دارالکتاب الثقافی اردن

(7) الکشف والبیان، امام ابواسحاق احمد بن محمد الثعلبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 427
دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(8) لطائف الاسرار، امام ابواقاسم بن ہوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 465
دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(9) معالم التریل: علامہ ابومحمد الحسین بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 516
دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(10) الکشاف عن حقائق التنزیل، علامہ محمود بن عمر الزمخشری الخوارزمی المعتزلی متوفی ہجری 538
مرکز اہلسنّت برکات رضا بھارت

(11) اسرار التنزیل وانوار التاویل: امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 506 دار الکتب الوثاق، بغداد، عراق

(12) الجامع لاحکام القرآن، علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 668 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(13) مدارک التنزیل: علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 710 فرید بک سٹال لاہور پاکستان

(14) غرائب القرآن ورغائب الفرقان، علامہ نظام دین الحسن بن محمد بن حسین نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 728، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(15) تفسیر القرآن العظیم، حافظ اسماعیل بن کثیر دمشقی متوفی ہجری 774 ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

(16) الدار المنثور فی التفسیر بالماثور، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911 ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

(17) حاشیۃ شیخ زادہ علی البیضاوی، علامہ محمد بن مصباح الدین مصطفیٰ القوجوی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 951، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(18) السراج المنیر ،الشیخ الخطیب الشربینی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 977 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(19) روح البیان، علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1137 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(20) تفسیر المظہری، القاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی حنفی مظہری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1225 ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

(21) حاشیۃ الصاوی علی جلالین، علامہ احمد بن محمد الصاوی المصری المالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1241 دار الحدیث قاہرہ مصر۔

(22) انوار القرآن واسرار الفرقان، علامہ علی قادری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1014 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(23) روح المعانی، علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1270، مکتبہ رشید کوئٹہ پاکستان

(24) خزائن العرفان علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1367
علم الدین پبلشرز لاہور پاکستان
(25) نور العرفان، مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1391 نعیمی کتب خانہ گجرات
(26) ارشاد العقل السلیم، قاضی ابوسعود محمد بن محمد بن مصطفیٰ العمادی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 922
دار حیاء التراث العربی بیروت
(27) تفسیر عزیزی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ہجری نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور
(28) تبیان القرآن، علامہ غلام رسول سعیدی، فرید بک سٹال لاہور پاکستان

کتب احادیث مبارکہ

(29) مسند ابوداؤد الطیالسی، امام سلیمان بن داؤد شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 204
پروگریسو بکس لاہور پاکستان
(30) مسند الحمیدی، امام عبداللہ بن زبیری حمیدی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 219
پروگریسو بکس لاہور
(31) مصنف ابن شیبہ، امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 235
دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
(32) مسند احمد امام احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 241 دار الحدیث قاہرہ مصر
(33) کتاب الزہد، احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 241 ادارہ پیغام القرآن لاہور پاکستان
(34) مصنف عبدالرزاق، امام عبدالرزاق صنعانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 211، ادارۃ القرآن کراچی
(35) سنن درامی، امام ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن درامی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 255
مکتبۃ الطبری قاہرہ مصر
(36) صحیح البخاری، اما ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 256 فرید بک سٹال
لاہور پاکستان
(37) صحیح مسلم، امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج قشیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 261
دار المعرفہ بیروت لبنان
(38) سنن ابن ماجہ، امام ابوعبداللہ محمد بن یرید ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 273
فرید بک سٹال لاہور پاکستان

(39) سنن ابوداؤد، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث بجستانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 275
فرید بک سٹال لاہور پاکستان
(40) سنن الترمذی، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 279 فرید بک سٹال لاہور پاکستان
(41) البحر الزخار، امام احمد عمرو بن عبدالخالق بزار شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 292
دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
(42) سنن نسائی، عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 303
فرید بک سٹال لاہور پاکستان
(43) السنن الکبریٰ عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 303، مؤسسۃ الرسالہ بیروت
(44) مسند ابویعلیٰ، امام احمد بن عالی التمیمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 307، دار الفکر بیروت لبنان
(45) صحیح ابن خزیمہ، امام احمد بن اسحاق خزیمہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 311، المکتب الاسلامی بیروت
(46) صحیح ابن حبان، امام ابوحاتم محمد بن حبان شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 354، دار المعرفہ بیروت لبنان
(47) المعجم الکبیر، امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ 360، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
(48) المعجم الاوسط، امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ 360، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
(49) المعجم الصغیر، امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ 360، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
(50) الکامل فی الضعفاء الرجال، امام عبداللہ بن عدی الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 365
دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
(51) الناسخ والمنسوخ، امام ابوحفص عمر بن احمد المعروف بابن شامین رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 358
دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
(52) المستدرک علی الصحیحین، امام عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 405
دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(53) حلیۃ الاولیاء، امام ابونعیم احمد بن عبداللہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 430
مکتبۃ التوفیقیہ قاہرہ مصر
(54) دلائل النبوۃ، امام ابونعیم احمد بن عبداللہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 430
النوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
(55) السنن الکبریٰ، امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 458
دارالحدیث قاہرہ مصر
(56) دلائل النبوۃ، امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 458
دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
(57) شعب الایمان، امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 458
دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
(58) مسند الفردوس، امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 509
دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
(59) شرح السنہ، امام حسین بن سمعود شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 516
دارالتوفیقیہ للتراث مصر
(60) تاریخ دمشق الکبیر، امام ابوالقاسم علی ابن الحسن بن عساکر شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 571
داراحیاء التراث بیروت لبنان
(61) جامع المسانید، امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد جوزی متوفی ہجری 597
مکتبۃ الرشد ریاض سعودیہ
(62) التذکرہ فی اموار الآخرہ، علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 668
فرید بک سٹال لاہور پاکستان
(63) الاذکار من کلام سید الابرار، علامہ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 676، فرید بک سٹال لاہور پاکستان
(64) مشکوٰۃ المصابیح، امام محی الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 742
دارالتوفیقیہ للتراث قاہرہ مصر
(65) مجمع الزوائد، حافظ نورالدین علی بن ابوبکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 807

دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
(66) مجمع البحرین، حافظ نورالدین علی بن ابوبکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 807
(67) کشف الاستار، حافظ نورالدین علی بن ابوبکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 807، مؤسسۃ الرسالہ بیروت
(68) نزہۃ المجالس، امام عبدالرحمٰن بن عبداسلام بن عبدالرحمٰن بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 894، ممتاز اکیڈمی لاہور
(69) القول البدیع فی الصلوٰۃ علی حبیب الشفیع، حافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن اسخاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 902، دارالیسر ریاض عرب شریف
(70) الجامع الصیغر، حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
(71) جمع الجوامع: حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
(72) کفایۃ الطالب اللبیب، حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
(73) الحاوی للفتاویٰ، حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
(74) کنز العمال، علامہ علی مفتی بن حسام الدین ہندی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 975 دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
(75) المقاصد الحسنہ، حافظ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی متوفی ہجری 902 دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
(76) الاحادیث المختارہ، ضیاء المقدسی محمد بن عبدالواحد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 643 دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
(77) کشف الخفا، شیخ اسماعیل بن محمد العجلونی الجرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1163 موسسۃ الرسالہ بیروت لبنان
(78) جامع الآثار فی مولد النبی المختار، شمس الدین محمد بن عبداللہ بن محمد المعروف علامہ ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 842، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

کتب تاریخ، سیرت وفضائل

(79) الشفاء قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 544، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(80) ذخائر العقبیٰ، حافظ محب الدین احمد بن عبداللہ طبری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 694
انتشارات کلمۃ الحق
(81) المواہب اللدنیہ، علامہ احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911، فرید بک سٹال لاہور پاکستان
(82) سبل الہدیٰ والرشاد، علامہ محمد یوسف صالحی شامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 942
زاویہ پبلشرز لاہور
(83) الطبقات الکبریٰ، امام محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ ہجری 230، داراحیاء التراث العربی بیروت
(84) الاستیعاب، حافظ ابوعمر یوسف بن عبداللہ محمد بن البر رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 463
دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
(85) معرفۃ اصحابہ، امام ابونعیم احمد بن احمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 430
دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
(86) الاصابہ، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 852
دارالفکر بیروت لبنان
(87) شرح الشفاء علامہ علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1014
دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
(88) نسیم الریاض علامہ احمد شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1069، دارالکتب العلمیہ
بیروت لبنان
(89) شرح مواہب اللدنیہ، علامہ محمد عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1124، دارالکتب
العلمیہ بیروت لبنان
(90) مدارج النبوت، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1052، ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور پاکستان
(91) سیرت ابن ہشام، امام عبدالملک بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1052، ضیاء القرآن پبلی
کیشنز لاہور پاکستان
(92) الرض الانف، امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1052، ضیاء
القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان
(93) الکامل فی التاریخ، علامہ ابوالحسن بن ابی الکرم شیبانی المعروف بابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ متوفی

ہجری 630 مکتبہ توفیقیہ مصر
(94) البدایۃ النھایۃ، حافظ عماد الدین بن اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی متوفی ہجری 774 دارالاشاعت کراچی پاکستان
(95) السیرۃ الحلبیہ، علامہ ابی الفرج نور الدین علی بن ابراہیم بن احمد حلبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1044، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
(96) جواہر البحار، علامہ یوسف بن اسماعیل، نبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1350، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
(97) ماثبت بالسنہ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1052، دارالاشاعت کراچی
(98) سیرت مصطفیٰ، علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ مکتبہ المدینہ کراچی
(99) سیرت رسول عربی، علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ حنفیہ لاہور
(100) السیرۃ النبویہ، علامہ زینی وحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان
(101) حجۃ اللہ علی العالمین، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان
(102) الانوار المحمدیہ، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ، حقیقت کتابوی ترکی استنبول
(103) تاریخ الخمیس، علامہ حسین دیار بکری رحمۃ اللہ علیہ، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

کتب شروحات حدیث

(104) فتح الباری، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 825 قدیمی کتب خانہ کراچی
(105) عمدۃ القاری، حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 855 مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
(106) ارشاد الساری، علامہ احمد قسطانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 911، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
(107) الکوثر الجاری، علامہ احمد ابن اسماعیل نورانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 893، داراحیاء التراث بیروت
(108) اشعۃ اللمعات، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1052، فرید بک سٹال لاہور
(109) مطالع المسرات، علامہ مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ، نوزیہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور پاکستان
(110) اشرف الوسائل، علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 974 دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

کتب فقہ

(111) رد المحتار، علامہ سید محمد امین ابن عابد بن شامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1252

مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

(112) حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1231

مکتبۃ العربیہ کوئٹہ

(113) حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی الفلاح، علامہ احمد بن محمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1231،

مکتبہ غوثیہ کراچی

(114) فتح القدیر علامہ کمال بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 861، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان

(115) منیۃ المستملی، علامہ شیخ ابراھیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 956، مکتبہ نعمانیہ لاہور

(116) فتاویٰ رضویہ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 1340 ' رضا فاؤنڈیشن

لاہور

(117) فتاویٰ حدیثیہ، علامہ احمد بن محمد بن علی بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ' دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

مختلف فیہ

(118) الوفاء باحوال مصطفیٰ، امام ابوالفرج عبد الرحمٰن بن علی محمد جوزی رحمۃ اللہ علیہ

حامد اینڈ کمپنی لاہور پاکستان

(119) بیان میلاد النبوی، امام ابوالفرج عبد الرحمٰن بن علی محمد جوزی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ لاہور

(120) الاباطیل والمناکیر، حافظ ابی عبد اللہ الحسین بن ابراھیم بن حسن بن جعفر جوزقانی

دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(121) المطالب العالیہ، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

مطبوعہ مکہ مکرمہ

(122) فضائل الصحابہ، امام احمد ین محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 241 دار ابن الجوزی ریاض

(123) الصواعق المحر قہ، علامہ شہاب الدین احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اکبر بک سیلرز لاہور

(124) تقدیس والدین مصطفیٰ، قاضی ثناء پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ، دار العرفان لاہور

(125) مسند ابوعوانہ، امام ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ متوفی ہجری 316

دار الباز مکہ مکرمہ

(126) فتوحات الٰہیہ، شیخ سلیمان جمل رحمۃ اللہ علیہ قدیمی کتب خانہ کراچی

(127) مفاتیح الغیب، امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ مکتبہ علوم واسلامیہ لاہور

(128) کتاب الاسماء والصفات امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ دار الکتاب العربی بیروت

(129) موارد الظمآن، حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(130) زاد المسیر، علامہ عبد الرحمٰن محدث ابن خوری رحمۃ اللہ علیہ، وحیدی کتب خانہ پشاور

(131) تفسیر ابن عربی، امام محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(132) لطائف المعارف، علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ، دار الحدیث قاہرہ مصر

(133) مولد ابن کثیر، حافظ عماد الدین ابن کثیر، مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور

(134) المورد الروی، علامہ علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ، مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور

(135) المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ، دار الفکر بیروت

(136) شواہد النبوۃ، علامہ عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ، حقیقت کتابوی ترکی استنبول

(137) تاریخ الکبیر، امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(138) سیر اعلام النبلاء علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، دار الحدیث قاہرہ مصر۔

(139) السیرۃ النبویہ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ مکتبہ نبویہ لاہور

(140) مجمع البحار الانوار، علام طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ دار ایمان مدینہ شریف

(141) فتاویٰ مہریہ، پیر سید مہر علی شاہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ لاہور

(142) ایمان والدین مصطفیٰ، مفتی محمد خان قادری، حجازی پبلی کیشنز لاہور

(143) قوت القلوب، شیخ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(144) حرز ثمین، علامہ علی بن سلطان محمد القادری رحمۃ اللہ علیہ، نولکشور لکھنؤ بھارت

(145) خیابان رضا، علامہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ نبویہ لاہور

(146) کشف الغمہ، امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ، ادارہ پیغام القرآن لاہور

(147) الیواقیت والجواہر، امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور

(148) النبراس، علامہ پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

(149) سراج المنیر شرح جامع صغیر، علامہ عزیز رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ بیروت

(150) نوادر القلیوبی، شیخ احمد بن احمد سلامہ شہاب الدین متوفی ہجری 1069، قادری رضوی کتب خان

لاہور

(151) المواردالھنیۃ' علامہ سید سمہودی رحمۃ اللہ علیہ زاویہ پبلشرز لاہور پاکستان

(152) النعمۃ الکبریٰ، علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ زاویہ پبلشرز لاہور پاکستان

(153) الریاض النضرہ، الامام محب الدین طبری رحمۃ اللہ علیہ، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(154) کتاب العلل، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دارالقبس ریاض عرب شریف

(155) تہذیب التہذیب، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، دارالفکر بیروت لبنان

(156) عصیدۃ الشھدۃ علامہ خرپوتی رحمۃ اللہ علیہ میر محمد کتب خانہ کراچی

(157) الزبدۃ العمدۃ علامہ علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

(158) احیاء العلوم امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور پاکستان

(159) نورالعینین، علامہ محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ، فرید بک سٹال لاہور پاکستان

(160) گلشن توحید و رسالت علامہ محمد اشرف سیالوی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ غوثیہ مہریہ سرگودھا

(161) ابوین مصطفیٰ، علامہ فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ کنزالایمان لاہور

(162) ماہنامہ اہلسنت، سیّدہ آمنہ نمبر، علامہ فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ، الجامعۃ الاشرفیہ گجرات پاکستان

(163) ماہنامہ فکرسواد اعظم، مولانا فضل رسول رضوی مدظلہ، محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی چنیوٹ

(164) اربعین نووی، امام یحییٰ بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ، نور محمد کتب خانہ کراچی

(165) مرقات شرح مشکات علامہ علی بن سلطان محمد القادری رحمۃ اللہ علیہ کتبہ امدادیہ ملتان پاکستان

(166) موضوعات کبیر، علامہ علی بن سلطان محمد القادری رحمۃ اللہ علیہ، مطبع مجتبائی دہلی بھارت

(167) تاریخ اسلام، علامہ امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ توفیقیہ مصر

(168) المقامۃ السندسیۃ، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، حیدرآباد دکن بھارت

(169) ذخائر محمدیہ علامہ ڈاکٹر محمد علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور

(170) ارشادالغبی، برخودار ملتانی صاحب، زوایہ پبلشرز لاہور

(171) تفسیر جلالین، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، مکتبۃ المیزان لاہور

(172) مجموعہ الفتاویٰ، مولانا عبدالحئی لکھنوی، میر محمد کتب خانہ کراچی

(173) والدین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ڈاکٹر کوکب نورانی صاحب ضیاء القرآن پبلی کیشنز

پاکستان

(174) فیض القدیر شرح جامع صغیر، علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ دارالحدیث قاہرہ مصر

(175) افضل القرای، علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، المجمع الثقافی، ابوظہبی

(176) فضائل سیّدہ آمنہ، علامہ مفتی محمد امین صاحب مدظلہ ادارہ تبلغ الاسلام فیصل آباد

کتب دیوبند و غیر مقلدین:

(177) نشر الطیب، اشرف علی تھانوی، تاج کمپنی لاہور، کراچی

(178) تقریر ترمذی، اشرف علی تھانوی، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

(179) شکر النعمۃ، اشرف علی تھانوی ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

(180) معارف القرآن، مفتی شیخ صاحب، ادارۃ المعارف کراچی

(181) معارف القرآن، مولوی ادریس کاندھلوی، قرآن محل لاہور

(182) سیرت المصطفیٰ، مولوی ادریس کاندھلوی، مکتبہ عمر فاروق کراچی

(183) التعلیق الصبیح، مولوی ادریس کاندھلوی، نعمانی کتب خانہ لاہور

(184) تفسیر عثمانی، شبیر احمد عثمانی، مکتبہ البشریٰ کراچی

(185) سیرت کبریٰ، رفیق دلاوری، کتب خانہ مجیدیہ پاکستان

(186) امداد الفتاویٰ، اشرف علی تھانوی، ادارۃ المعارف کراچی

(187) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مفتی عزیز الرحمان عثمانی، دارالاشاعت کراچی

(188) تذکرۃ الرشید، عاشق الٰہی میرٹھی، ادارہ اسلامیات لاہور

(189) کلمہ طیبہ، قاری محمد طیب، ادارہ اسلامیات لاہور

(190) مجموعہ رسال حکیم الاسلام، قاری محمد طیب، مکتبۃ الاحرار مردان

(191) تسکین الصدور، سرفراز گکھڑوی، گوجرانوالہ

(192) ماہنامہ اشرلعیہ، افادات نمبر، گوجرانوالہ

(193) الکلام الحاوی، سرفراز گکھڑوی، گوجرانوالہ

(194) خیر الفتاویٰ، خیر محمد جالندھری، ملتان

(195) ماہنامہ الخیر، جامعہ المدارس، ملتان

(196) ختم النبوۃ مفتی شیخ صاحب، ادارۃ المعارف کراچی

(197) مختصر بیان القرآن، اشرف علی تھانوی، تاج کمپنی لاہور

(198) مقالات جمیل، مفتی جمیل تھانوی، المیز ان لاہور

(199) تفسیر انوار القرآن، مولوی عاشق علی، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

(200) خصوصیات مصطفیٰ، مولوی ہارون دیو بندی، دارالاشاعت کراچی

(201) سیرت النبی پر علماء دیو بند کی شاہکار تقاریر، المشرق لاہور

(202) خطبات اسلام، عبدالمتین نعمانی، ادارہ اُم القرانی خانیوال

(203) حضور کا مثالی بچپن، ارسلان بن اختر، مکتبۃ الارسلان کراچی

(204) منتخب تقریریں مکتبہ عشرہ مبشرہ لاہور

(205) شرف المصطفیٰ انجمن خدام الاسلام لاہور

(206) شرف المصطفیٰ مجلس صیانۃ المسلمین بہاولنگر

(207) معارف الحدیث، یونس نعمانی، دارالاشاعت کراچی

(208) ترجمان السنہ، بدر عالم میرٹھی، دارالاشاعت کراچی

(209) فتح البیان، صدیق حسین بھوپالی، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(210) الشمامۃ العنبریہ صدیق حسین بھوپالی، فاران اکیڈمی لاہور

(211) تفسیر مواہب الرحمٰن، مولوی سید امیر علی، مکتبہ رحمانیہ لاہور

(212) تفسیر وحیدی، وحید الزماں حیدر آبادی، مطبوعہ لاہور

(213) تبویب القرآن، وحید الزماں حیدر آبادی، شیخ احمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

(214) اشرف الحواشی، وحید الزماں حیدر آبادی، شیخ محمد اشرف ناشران لاہور

(215) فوائد ستاریہ، عبدالستار دہلوی، اشاعت القرآن والحدیث کراچی

(216) احسن البیان مولوی یوسف، دار السلام لاہور

(217) الرحیق المختوم صفی الرحمٰن مبارکپوری، مکتبہ سلفیہ لاہور

(218) تسیر الرحمان، لقمان سلفی، دار الکتب السنہ لاہور

(219) فتاویٰ نذیریہ میاں نذیر حسین دہلوی مکتبہ معارف اسلامیہ گوجرانوالہ

(220) فتاویٰ ثنائیہ ثناء اللہ امرتسری اسلامک پبلشنگ کمپنی لاہور

(221) احوال الآخرہ حافظ محمد لکھنوی

(222) اخبار اہلحدیث ثناء اللہ امرتسری

(223) فتاویٰ اہلحدیث عبداللہ روپڑی

(224) فتاویٰ ابن تیمیہ، ابن تیمیہ

(225) اقتضاء الصراط المستقیم، ابن تیمیہ، دارالحدیث قاہر مصر

(226) رحمۃ للعالمین، قاضی سلیمان منصور پوری، مکتبہ اسلامیہ، فیصل آباد

ابو ذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ

کی چند دیگر تصانیف

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph:37352022